بہترین تحریروں کا مجموعہ

ماہنامہ

خواتین ڈائجسٹ

آن لائن

ستمبر 2018

یاکسوسائٹر ڈاٹ کام

Downloaded from https://paksociety.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہترین تحریروں کا مجموعہ

ماہنامہ

رومان

ڈائجسٹ آن لائن

ستمبر 2018

بانی و مدیر اعلیٰ — محمد وسیم سہیل

مدیرہ مستقل — ایس اے نقوی

مدیرہ — مہک شاہ

معاون — تحریم بخاری

انچارج حصہ شاعری

گلِ زہرہ شاہ ۔ لالہ رخ

انچارج حصہ نثر

مومنہ جمیل ، ثناء حسین

انچارج حصہ انٹرویو

قرۃ العین ذوالفقار ۔ زنیرہ (انا جرسیام)

انچارج حصہ کچن کارنر

فہمیدہ ناز غوری ۔ ماہ روشن ملک

انچارج حصہ دین و دنیا

ثانیہ ارباب ۔ ہادیہ امجد

E mail: romaan.digest@gmail.com

0334-9366437 - 0344-0913786

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اللہ کی شان	5

سلسلہ وار ناول

انسانیت (دوسری قسط)	علامیہ راجپوت	9
تجھے چاند بن کے ملا تھا جو (دوسری قسط)	عائشہ جبین	14
میں منتظر کی محبت ہوں (پہلی قسط)	لبنیٰ حفیظ	29
اب کی ہجر ہو چکے (پہلی قسط)	کنزہ ظفر	63

افسانے

محبت معتبر ٹھہری	اناہیہ رحمٰن	81
مانگا ہے تجھے سجدوں میں	ہادیہ امجد	86
آپ کی نافرمان	دل	103
نادان لڑکی	سدرہ امجد	129
مرنے کے تھوڑا بعد	سلمان بشیر	140
سپاہی	عائشہ سلیم انجم	153
گماں تھا کہ تم میرے ہو	صالحہ فردوس	164
عشق	وردہ مکاوری	184

مختصر تحریریں

ایثار کا صلہ	معصومہ ارشاد سوگی	85
مکافات عمل	مینا خان	102

عید کا چاند نظر آ گیا	ہادی خان	117
ساس بہو کی نوک جھونک	نبیلہ خان	123
احساس	خالد جان	125
خاک زاد	سائرہ رحمٰن	134
ایک روشن ستارہ	راحیلہ	136
میرا میاں میری مرضی	فہمیدہ ناز	181

شاعری

غزلیں	ہاجرہ نور زریاب	محمد ندیم قاصر	200
نظمیں	اریحا ارشد	اقراء علیم	201
نظم	آبرو نبیلہ خان		202
نظمیں	اناہیہ رحمٰن	ماہ روش ملک	203
نظمیں	رباب ثانی	گل زاہرہ شاہ	204
نظمیں	نور فاطمہ		205
نظمیں	حرا شاہ	یاسمین وقار	206
نظمیں	وجیہہ بخاری	سمیرا افشاء	207
نظمیں	ایمان عائشہ		208
نظم	ماریہ شبیر		209
غزل	فرزانہ کنول	نظم: عائشہ بتول	210
نظمیں	تعبیر خانزئی	اشارانی	211

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نظمیں — سیدہ زخرف بخاری — منیبہ تبسم — 212

نظم — عنائیہ چودھری — 213

نظم — حمزہ — 214

نظم — محمد وسیم سہیل — 215

انٹرویو

خدیجہ کشمیری — 225

یاسمین وقار — 229

سلسلے

کچن کارنر — 216

کلونجی کے فوائد — 222

ادبی خبریں — 234

رومان آن لائن ڈائجسٹ کو اپنی تحریریں

اس ای میل پر سینڈ کریں

romaan.digest@gmail.com

ہمارا فیس بک پیج بھی لائک کریں اور

فیس بک گروپ پر ہونے والی ایکٹیویٹیز

میں بھی حصہ لیجیے

ماہنامہ رومان ہر ماہ "پاک سوسائٹی ڈاٹ کام" پر اپ لوڈ ہوتا ہے

Https://web.facebook.com/romaan.digest2018/

Https://web.facebook.com/groups/246254529472209/

Https://rspk.paksociety.com/

مزید معلومات کے لیے کبھی بھی ٹیم ممبر

سے اس نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں رومان کے

فیس بک پیج پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں

0334-9366437
0344-0913786

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اللہ جل جلالہ کی شان

اللہ سے محبت کرنے کی بنیادی وجوہات

اللہ سے محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے، اور اس وقت تک توحید مکمل نہیں ہوسکتی جب تک بندہ اپنے رب سے مکمل محبت نہ کرے، اور نہ تو محبت کی اس سے زیادہ واضح تحدید کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس سے بہتر تعریف ہوسکتی ہے، اور اللہ کے سوا کوئی بھی ایسی ذات (چیز) نہیں جس سے مکمل طور پر محبت کی جائے اور اسی کے لئے ہی الوہیت، عبودیت، خشوع وخضوع اور مکمل محبت لائق وزیبا ہے۔ اللہ تعالی کی محبت کی شان جیسی کوئی شان نہیں، کیونکہ خالق وموجد سے زیادہ دلوں کو کوئی چیز محبوب نہیں، وہ تو الہ ہے، معبودِ برحق ہے، ولی ہے، مولی ہے، رب ہے، تدبیر کرنے والا ہے، رزق دینے والا ہے، موت وحیات کا مالک ہے؛ اور اسی کی محبت دلوں کی نعمت ہے، روح کی حیات ہے، نفس کا سرور ہے، دلوں کی غذا ہے، عقلوں کا نور ہے، اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اور اندرونی عمارت ہے۔ اور مخلص دل، پاکیزہ روح اور عقل سلیم کے مطابق اللہ کی محبت، اس سے انسیت اور اس کی ملاقات کے شوق سے زیادہ خوبصورت، پاکیزہ، رازدار اور بہتر نعمت اور کوئی نہیں۔

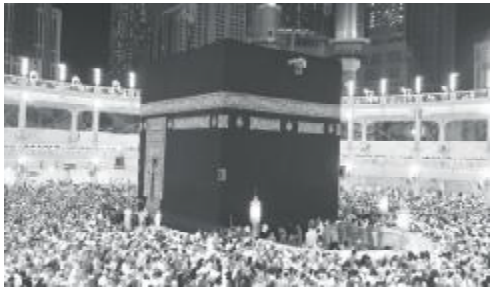

ترجمہ: جب اس کی معافی تمام گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہے تو اس کی رضا کا کیا عالم ہوگا؟ اور جب اس کی رضا امیدوں کو سمیٹ لیتی ہے تو اس کی محبت کیسی ہوگی؟ اور جب اس کی محبت کا یہ عالم ہو کہ وہ عقلوں کو حیران کردے تو اس کی مودت کیسی ہوگی؟ اور اس کی مودت تو سب کچھ بھلا دے گی تو اس کا لطف کیسا ہوگا؟

اور انسان جتنی زیادہ اللہ سے محبت کرتا ہے اتنی ہی زیادہ ایمان کی لذت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے، اور جس کا دل اللہ کی محبت سے بھر جائے اللہ اسے دوسروں کی محبت، ڈر اور ان پر توکل کرنے سے اس بندے کو بے نیاز کردیتا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہے۔اور صرف اللہ تعالی کی محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دلوں کو بے نیاز کر دیتی ہے، حاجتوں کو پورا کرتی ہے، اور بھوک کو ختم کر دیتی ہے۔

اور اگر اللہ تعالی کی محبت کے بغیر اسے وہ سب کچھ مل بھی جائے جس سے اسے لذت حاصل ہو تب بھی اسے امن و اطمینان اور سکون نہیں مل سکے گا، اور آنکھوں کا نور، کانوں کی سماعت، ناک کا سونگھنا، زبان کا بولنا ان تمام نعمتوں کے ختم ہو جانے سے اتنی تکلیف نہیں ہوگی جتنی تکلیف دل سے اللہ کی محبت نکل جانے سے ہوگی بلکہ اگر دل اپنے حقیقی خالق و مالک اور معبود کی محبت سے خالی ہو جائے اور روح مردہ ہو جائے تو وہ جسم کی خرابی سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔

سچی محبت حقیقی محبت یہ ہے کہ آپ خود کو مکمل طور پر اس ذات کے حوالے کر دیں جس سے آپ محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ نہ رہے، اور اللہ کی سچی و حقیقی محبت وہ ہے جو دیگر تمام محبتوں پر غالب اور مقدم رہے، اور بندے کی تمام تر محبتیں اسی (اللہ کی) محبت کے تابع و تحت ہونی چاہئیں، اسی میں بندے کی سعادت اور کامیابی ہے۔

محبت کی مقدار میں (محبین) محبت کرنے والوں کے مختلف درجات ہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے ممنوں کی محبت کو شدید کہا ہے اور فرمایا ہے:

))**والذین آمنوا شد حبا لِلهِ** [((**البقر**: .165]

ترجمہ: اور ایمان والیتو اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

)) شد :((یہ لفظ ان کی محبت کے مختلف درجات ہونے کی دلیل ہے؛ کیونکہ اس کا معنی ہے: زیادہ سے زیادہ محبت۔ اللہ کی محبت کے تقاضے اپنے نفس، روح اور مال و دولت کی محبتوں کو اللہ تعالی کی محبت پر قربان کر دینا، پھر ظاہری و باطنی طور پر اس کی موافقت کرنا، پھر اللہ کی محبت میں ہونے والی کوتاہیوں کو جاننا، سمجھنا، الغرض: آپ مکمل طور پر اپنے محبوب) رب (کے فرماں بردار بن جائیں، اور اپنے نفس کو اسی کی رضا کی خاطر وقف کر دیں، اور اس کے ساتھ ساتھ) مسنون طریقے کے مطابق (محبوب) اللہ (کی یاد میں ہی دل لگائیں، اور ہمیشہ اپنی زبان سے اسی اللہ کا ذکر کریں۔ پیارے ﷺ اس کے حصول کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے:

ترجمہ: میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، اور اس شخص کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے، اور اس عمل کی محبت جس کی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بدولت تیری محبت حاصل ہوتی ہے۔

شدتِ محبت۔۔اگر محبت بہت زیادہ شدید ،عظیم اور بلند ہوجائے تو وہ ولہ یعنی شدتِ غم اختیار کر لیتی ہے،اور وہی انتہا درجہ کی محبت ہے،اور اللہ تبارک وتعالی کی محبت کے لئے تلہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کا مطلب ہے:اللہ کی شدید محبت،اور اس کی محبت جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہے) قرآن کریم،شریعتِ مطہرہ(۔ اور بندوں کے لئے غذا سے زیادہ تلہ)اللہ تعالی،اسکی کتاب اور اسکے دین کی شدید محبت (کی ضرورت ہیکیونکہ غذا کے نہ ہونے سے جسم کو نقصان ہوتا ہے اور تلہ)اللہ تعالی،اسکی کتاب اور اسکے دین کی شدید محبت(کے نہ ہونے سے نفس) روح(کو نقصان ہوجاتا ہیاور وہ برباد و ہلاک ہوجاتا ہے۔

ممن جب اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے،اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اسی کی طرف آتا ہے،اور جب اسے اللہ کی طرف آنے کی مٹھاس حاصل ہوجاتی ہے تو وہ دنیا کی طرف شہوت کی نظر سے نہیں دیکھتا،اور آخرت کی طرف سستی وغفلت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

اللہ کی محبت کے نتائج وفوائد

اللہ کی محبت بندے کو واجب اور مستحب) پسندیدہ (کام کرنے اور حرام اور مکروہ) ناپسند (کام چھوڑنے کی ترغیب دلاتی ہے۔اور دل کو ایمان کی لذت اور مٹھاس سے بھر دیتی ہے۔

ذاق طعم اليمان من رضي بالله ربا، وبالسلام دينا، وبمحمد رسولا.

ترجمہ:جو اللہ کے رب ہونے پر،اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

اللہ کی محبت دل سے ہر اس چیز کو نکال دیتی ہے جس سے اللہ کو نفرت ہوتی ہے،اور جسم کے اعضا بھی اللہ کی محبت کی بدولت فرماں بردار ہوجاتے ہیں،جس وجہ سے دل مطمئن ہوجاتا ہے،حدیث قدسی ہے:

..فذا حببته نت سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورِجله التي يمشي بها.

ترجمہ:اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی وہ سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے،اور اس کی وہ بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے،اور اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے،اور اس کا وہ پاں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

محبت کرنے والا محبت میں ایسی مٹھاس حاصل کر لیتا ہے جو تمام پریشانیوں کو بھلا دیتی ہے،اور اس کی مٹھاس

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کا اندازہ صرف اسے ہی ہوتا ہے جس نے اسے چکھا ہو۔

اللہ کی نافرمانی اور مخالفت سے روکنے والے اسباب میں سب سے قوی سبب اللہ کی محبت ہے؛ کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہر بات مانتا ہے۔

اور محبت کی پکڑ، ہولڈ (Hold) دل پر جتنا زیادہ مضبوط ہوگی اتنا ہی زیادہ بندہ فرماں بردار ہوگا اور نافرمانی سے بچے گا۔اور نافرمانی اور مخالفت تو محبت اور اس کا کنٹرول کمزور ہونے کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

سچی محبت اور جھوٹی محبت کے نتائج

اور سچی محبت کرنے والے کے لئے محبوب کی طرف سے ایک نگراں ہے جو اس کے دل اور بقیہ اعضا کی حفاظت کرتا ہے، جبکہ خالی محبت کا یہ پھل ہرگز نہیں ملتا جب تک کہ اس میں محبوب کی تعظیم اور عزت نہ ہو، اور جب اس میں یہ احترام اور تعظیم آ جائے تو اس کے نتیجے میں حیا اور اطاعت قائم ہو جاتی ہے، ورنہ محض محبت سے صرف انسیت، خوشی، یاد دیہانی اور شوق ہی ملتا ہے) شرم وحیا اور اطاعت نصیب نہیں ہوتی (،اسی لئے اس کا اثر اور نتیجہ نظر نہیں آتا،اور بندہ اپنے دل میں جب جھانکتا ہے تو اسے اللہ کی محبت تو کچھ نظر آتی ہے مگر وہ محبت اسے گناہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتی۔

اس کا سبب یہ ہے کہ وہ عزت وتعظیم سے خالی ہے،اور اللہ کی عزت وتعظیم کے ساتھ محبت کرنا ہی ایک ایسی نعمت ہے جس کے سوا کوئی اور چیز دل کو آباد نہیں کرسکتی۔اور یہ اللہ کی سب سے بڑی اور افضل ترین نعمت ہے،اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

اور جب محبت خضوع وخشوع سے خالی ہو جائے تو یہ محض ایک ایسا دعوی ہوتا ہے جس کی کوئی قیمت نہیں،اور یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اللہ کی محبت کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن اللہ کا حکم نہیں مانتے اور نہ ہی سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے اقوال، اعمال اور عبادات میں اسے اپناتے ہیں۔

اور جو شخص بھی اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع نہیں کرتا وہ نہ تو اللہ سے محبت کرتا ہے اور نہ ہی اس کا دعوی کرنے کا اسے کوئی حق ہے۔اسی لئے اللہ تعالی نے یہود ونصاری کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:

))وقالتِ الیهود والنصار نحن بنا اللهِ وحِباه] ((المائد: .[18

ترجمہ: یہود ونصاری کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

علایہ راجپوت

دوسری قسط

شہیر رحمان اور سمیر رحمان لان میں بیٹھے اپنی کسی بزنس ڈِیل کی بات کر رہے تھے جب عجوہ کھیلتی ہوئی آئی اور سمیر رحمان کے پیچھے سے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کہ بولی کون؟؟؟ اپنے سیم چاچو کی نیلی آنکھوں والی ڈول عجی سمیر رحمان نے مسکرا کر کہا اور عجوہ کو اپنی گود میں بٹھا کر اس لے گول مول گالوں کو چٹکیوں میں پکڑ کر ڈھیر سارا پیار کر ڈالا.

کیا ہے سیم چاچو آپ ہمیشہ میری چکس کو زور سے کھینچ دیتے ہو اب آپ کا بیبی آئے گا نہ میں بھی اس کی چکس کو زور سے کھینچوں گی ہنہہ عجوہ نے منہ بنا کر کہنے پر شہیر اور سمیر کا قہقہہ بلند ہوا.

ہاں ہاں ہم دونوں مل کر آپ کے سیم چاچو کے بیبی کی چکس کھینچیں گے شہیر رحمان عجوہ کے بابا نے شرارتا کہا جی بابا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بلکل عجوہ نے بھی ان کا ساتھ دیا.

ہاہاہا جی جی آپ کے دل میں جو آئے وہ کرنا بے بی ساتھ آخر آپ اس کی پیاری سی آپی جو ہوگی سمیر رحمان نے عجوہ کو پیار کرتے ہوئے کہا.

اچھا یہ بتائیں آپ نے آپ نے بیبی کے لئے کوئی گفٹ لیا؟؟؟ سمیر نے عجوہ سے پوچھا.

گفٹ لیا نہیں میرے پاس پہلے سے ہے چاچو یہ دیکھیں یہ جو میرا لاکٹ ہے نہ میرے گلے میں اللہ والا یہ میں بے بی کو دوں گی.

پر عجوہ بیٹا یہ تو آپ کا لاکٹ ہے سمیر رحمان نے حیران ہو کر پوچھا تو چاچو پھر کیا ہوا بیبی بھی تو میرا ہی ہوگا نہ عجوہ کے مسکرا کر کہنے پر سمیر رحمان کو اس کی معصومیت پر بہت پیار آیا. چلیں پھر اسی خوشی میں

آئسکریم کھانے چلیں سمیر رحمان کے کہنے پر عجوہ بہت خوش ہوگئی اور اپنے بہت پیار کرنے والے سیم چاچو کے ساتھ لپٹ گئی

.....

دو ماہ بعد:

عجوہ سکول سے لوٹی اسے نیچے والے پورشن میں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا لگتا ہے سب سیم چاچو کے روم میں گئے ہیں میں بھی وہیں جا کے دیکھتی ہوں یہ سوچ کر عجوہ اوپر سمیر رحمان کے کمرے میں چل دی. اوپر پہنچ کر

عجوہ نے دیکھا سب گھر والے اک جگہ اکٹھے بیٹھے ہیں اور سب کے چہروں پر پراسراری خاموشی ہے. فائزہ چچی بیڈ پر لیٹی بے آواز رو رہی ہیں اور ان کی بغل میں اک بہت ہی حسین بچہ لیٹا تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھول کر بہت ہی آہستہ آہستہ ادھر ادھر دیکھ رہا ہے, عجوہ چھوٹے سے بچے کو دیکھ کر اتنی خوش ہوئی کہ آ دیکھا نہ تا اور بھاگ کر اس بچے سے لپٹ گئی سیم چاچو کا بیبی آ گیا سیم چاچو کا بے بی آ گیا عجوہ خوشی سے اچھل رہی تھی ارے واہ چاچو دیکھیں نہ اس کی آنکھیں تو نیلی ہیں بلکل میرے جیسی اس نے میری آنکھوں کا رنگ چرایا ہے یہ کتنا پیارا ہے نہ چاچو عجوہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا اور اپنا سونے کا اللہ والا لاکٹ اتار کر اس کو پہنا دیا.

بسسس عجوہ چپ کرو اور جا اپنے کمرے جاوو سمیر رحمان نے چلا کر کہا عجوہ جس نے کبھی اپنے اتنے پیار کرنے والے چاچو کا یہ روپ دیکھنا تو دور سوچا بھی نہیں تھا خوفزدہ ہو کر وہیں دیوار کے ساتھ لگ گئی.

سمیر رحمان جس کے پاں اپنے بچے کے دنیا میں آنے سے پہلے باپ بننے کی خوشی میں پاؤں زمین پر نہیں لگتے تھے اب وہی سمیر رحمان اپنے اسی بچے کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا.

تھوڑی ہی دیر بعد عجیب سے دکھنے والے لوگ آئے اور سیم چاچو کے بے بی کو اٹھا کر لے گئے. سب خواتین نے نم

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آنکھوں کے ساتھ بچے کو رخصت کیا اور مردوں نے سر جھکا کر . جبکہ سمیر رحمان کی آنکھوں میں تو خون اترا تھا نفرت سے انہوں نے منہ دوسری طرف کر لیا اور عجوہ خوفزدہ ہو کر اس سارے منظر کو دیکھ رہی تھی. اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ آگے بڑھ کہ ان سے اپنا نیلی نیلی آنکھوں والا پیارا سا بھی چھین لے پر وہ سمیر رحمان کے غصے سے اتنا ڈر گئی تھی کہ اس کی اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت تک نہ ہوئی اور وہ لوگ اسکی بھی کو لے کر کب کے اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے پر اس کا دل اپنے اس چھوٹے سے بھائی میں رہ گیا تھا.

.....

وہ کالج کے لئے تیار ہو رہی تھی کہ حبیبہ صاحبہ کی آواز پر پلٹی یہ لو بیٹا ناشتہ کر لو کل بھی تم ناشتہ کئے بغیر ہی چلی گئی تھی.

اوہ میری پیاری ماما میرے ٹیسٹ ہو رہے ہیں نہ اس لئے میں بہت بزی ہوں اس لئے کھانے کا وقت کم ملتا ہے آپ پریشان نہ ہوں میں کالج کے کنٹین سے کھا لیا کروں گی.

جی نہیں آپ ایسا کچھ نہیں کروں گی آئی سمجھ زیادہ بات ہے تو میں روز لنچ باکس دے دیا کروں گی خبردار جو باہر سے اول فول کھایا تو اب چپ چاپ یہ ناشتہ کرو اور میں آپ کے لئے لنچ باکس تیار کرتی ہوں حبیبہ صاحبہ بیٹی کو پیار بھرا ڈانٹ کر کچن کی جانب چلی گئیں اور عجوہ ان کے پیار بھرے انداز پر مسکرا کر رہ گئی.

ناشتہ کر کے عجوہ اپنے کمرے سے باہر آئی تو حبیبہ صاحبہ کو اپنا منتظر پایا. ماما بابا کہاں ہیں عجوہ نے پوچھا.

اوہ سوری بیٹا میں آپ کو بتانا ہی بھول گئی کہ آپ کے بابا رات ہی کسی کام کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں. اف ماما اب میں کالج کس کے ساتھ جاں گی آج تو میرا ٹیسٹ بھی ہے اگر میں لیٹ ہو گئی تو بہت پرابلم ہو جائے گی عجوہ نے پریشانی سے کہا.

ارے میری جان اس کا بھی حل ہے میرے پاس آپ کی سماویہ پھپھو نے صبح ہی اپنے ہاتھ کا اچار بھیجا ہے آپ کے بابا کے لئے ان کو بہت پسند ہے نہ آپ کی پھپھو کے ہاتھ کا اچار اس لئے.

ارے واہ کون لایا ہے اچار عجوہ نے خوش ہو کر پوچھا اپنا اشہاب اور کون حبیبہ صاحبہ نے مسکرا کر کہا.

اوہ وہ اچھا اشہاب کا نام سن کر اک دم سے اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھی جب سے وہ اشہاب کے نام سے منسوب ہوئی تھی اس نام سن کر جھینپ سی جاتی تھی حالانکہ وہ اشہاب کے ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی تھی پھر بھی جب سے اس کے نام کی انگوٹھی پہنی تھی اک عجیب سی کیفیت تھی جو اس کا نام سن کر ہوتی تھی.

کہاں کھو گئی حبیبہ صاحبہ نے بیٹی کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر پوچھا.

جی ی ی کہیں نہیں ماں کی آواز پر عجوہ نے گھبرا کر کہا. ماما بتائیں نہ اب میں کس کے ساتھ کالج جاؤں؟؟؟ بابا تو ہے نہیں یہاں عجوہ نے پریشان ہو کر کہا.

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ارے اشہاب کے ساتھ اور کس کے ساتھ حبیبہ صاحبہ نے مسکرا کر کہا...

ماما وہ میں بس سے نہ چلی جاؤں؟؟؟ عجوہ نے گھبرا کر کہا. نہیں بیٹا جب گھر پر اک چھوڑنے والا موجود ہے تو بس والا جھٹ کیوں؟؟؟ چلیں آئیں اشہاب چھوڑ آئے گا وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہے آئیں وہیں چلتے ہیں.

پر ماما عجوہ اک بار پھر بولی تو حبیبہ صاحبہ نے اس کی بات کاٹ کر اسے سمجھایا بیٹا میں جانتی ہوں جب سے تمہاری منگنی ہوئی ہے تم اشہاب سے تھوڑا دور ہی رہتی ہو اور اچھے گھروں کی بیٹیوں کو کرنا بھی ایسے ہی چاہیے. پر بیٹا خود آپکی ماں آپ کو اجازت دے رہی ہے کیونکہ اشہاب دیکھا بھالا اپنے ہی گھر کا بچہ ہے اور کتنا شریف ہے یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ اشہاب اتنا اچھا بچہ ہے کہ اس نے منگنی ہونے کے بعد بھی کبھی آپ سے بات کرنے یا ملنے کی کوشش نہیں کی. ہمیشہ جب بھی آتا ہے نظر جھکا کر بیٹھتا ہے آپ گھبرائیں نہیں اور جائیں حبیبہ صاحبہ کے بات کرتے کرتے ڈرائنگ روم آ گیا.

سوری بیٹا میں عجوہ کا لنچ باکس تیار کر رہی تھی اس لئے دیر ہو گئی آنے میں حبیبہ صاحبہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور عجوہ ڈرائنگ روم کے باہر ہی رک گئی اندر جانا اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا.

اور سنائیں بیٹا آپ کی ماما کیسی ہیں؟؟؟ سب فٹ ہیں مما آپ سنائیں کیسی ہیں؟؟؟

میں بھی ٹھیک ٹھاک میرے بچے. اشہاب بچپن سے ہی اپنی نرم مزاج ممانی سے بہت پیار کرتا تھا اور ان کو پیار سے مما بلاتا تھا اور اب بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ان کو مما ہی کہہ کر بلاتا تھا. چلیں مما میں چلتا ہوں میں نے آفس بھی جانا ہے اشہاب نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا اور جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا.

اچھا سنو بیٹا جاتے جاتے عجوہ کو کالج چھوڑ دو پلیز دراصل آپ کے ماموں کسی کام سے کراچی گئے ہیں اور باقی سب بھی اپنے سکول کالجز کو گئے ہیں اس لئے اکیلی بچی کو بھیجنے کو میرا دل نہیں مانا آپ چھوڑ آ.

جی چھوڑ آتا ہوں مما, عجوہ کا نام سن کر اشہاب کے چہرے کا رنگ بدلا تھا پر اس نے مما پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا وہ شرمیلی. سی نرم مزاج لڑکی اسے بچپن سے ہی بہت اچھی لگتی تھی اور بچپن میں ان دونوں کی بہت دوستی بھی تھی پر جیسے جیسے عجوہ بڑی ہوئی وہ کم گو ہو گئی اور منگنی کے بعد تو وہ باقاعدہ اشہاب سے پردہ کرنے لگی تھی اور اشہاب بھی اس کی اتنی ہی عزت کرنے لگا تھا دل میں بہت سے ارمان ہونے کے باوجود کبھی بھی اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اسے بہت اچھا لگتا تھا اللہ نے اس کی قسمت میں ایسی لڑکی کو لکھا جس کے لئے پردہ اس کی ذات کا حصہ ہے اور اسے باپردہ عورت ہی پسند تھی اپنے جیون ساتھی کے طور پر ... اور معصوم سی عجوہ تو اسے ویسے بھی بچپن سے ہی پیاری لگتی تھی.

.....

اس غنڈے کو بہت پیٹنے کے بعد جب اس مسیحا نے مڑ کر دیکھا تو عجوہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

رہی تھی.

آپ ٹھیک ہیں؟؟؟اس انسان کے سوال پر عجوہ نے جھکی نظروں کو اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ انسان اسے بہت عجیب لگا کیونکہ اس نے اپنے چہرے کو اک مردانہ شال میں لپیٹ رکھا تھا جس کی وجہ سے عجوہ اس کے چہرے دیکھ نہیں پا رہی تھی اور وہ ویسے ہی اتنی خوف زدہ تھی کہ کچھ بول ہی نہ پائی اور بس خالی خالی نظروں سے سامنے کھڑے انسان کو دیکھے جا رہی تھی جو اگر اسے بروقت نا بچاتا تو آج اس کی سب سے قیمتی چیز اس کی عزت مٹی میں مل جاتی.

آپ ٹھیک ہیں؟؟؟اس کے دوبارہ سوال کرنے پر عجوہ نے کانپتی آواز کے ساتھ جی کہا اور کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی اور جیسے ہی وہ کھڑی ہوئی اسے چکر آیا اور وہ لڑکھڑا کر گر گئی.

.....

عجوہ کو کچھ سال بعد اللہ نے جڑواں بہن بھائی دیے اور سیم چاچو کے گھر بھی دو بیٹے اور اک بیٹی ہوئی زندگی دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگی پر عجوہ کو ان سب کے ہونے کے باوجود نہ تو اپنا وہ نیلی آنکھوں والا بھائی بھولا جس کی آنکھیں بلکل عجوہ جیسی نیلی تھیں اور نہ ہی وہ سیم چاچو کا ڈانٹنا . اس کے ننھے سے دماغ میں اپنے چاچو کا وہ انداز ایسا بیٹھا کہ اس کے بعد سمیر رحمان کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی کبھی ان کے قریب نہ آ پائی. بہت ہوتا تو ہوں ہاں میں ان کی بات کا جواب دے کر وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی جہاں سمیر رحمان بیٹھے ہوتے. عجوہ کے کسی بہن بھائی یا کزن نے اس کی نیلی آنکھیں نہیں چرائی تھیں اسے لمبا وقت گزرنے کے بعد بھی کبھی نہیں بھولا پر اس نے دوبارہ کبھی گھر کے کسی بھی فرد سے اس بچے کے بارے میں نہیں پوچھا پر کبھی اس کو بھول بھی نہیں پائی. وقت سرکتا رہا اور عجوہ بچپن سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر آ گئی اب چھوٹی سی معصوم سی عجی ماشااللہ مستقبل کی ڈاکٹر عجوہ شہیر رحمان تھی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تجھے چاند بن کے ملا تھا جو

عاشہ جبیں

دوسری قسط

امی چلیں نہ گھر اب دیکھیں چار بج گئے ہیں۔عمرین شدید بور ہو رہی تھی اسکا تو دل کر رہا تھا کہ وہ بس بھاگ کر گھر چلی جائے۔ پھوپھو تو باہر اپنے بھایوں کے پاس سے اٹھی نہیں تھی۔عازہ کے فون کالز کا سلسلہ ہی ختم ہونے پر نہیں آ رہا تھا۔رہا ایاز تو وہ کچن والے واقعے کے بعد انہیں نظر نہیں آیا تھا کھانے کے میز پر بھی نہیں تھا۔اب تو نادیہ کو بھی غصہ آ رہا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گھر پر بلا کر صرف کھانا کھلانا ہی تو مہمان نوازی نہیں ہوتا بلکہ مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔لیکن ان لوگوں ک مقصد تو بس کھانا کھلانا اوران کا مقصد بھی کھانا کھانا ہی تھا۔عمرین اور نادیہ کو تو صیح تا آ رہا تھا۔احمرین البتہ نارمل تھی وہ جانتی تھی عازہ کی ذہنیت کو یقیناً اس نے نادیہ بھابھی کو نیچا دکھانے اور ابو کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ ان لوگوں کو ان کی کتنی پرواہ ہے۔جیسے ہی نفیسہ بیگم اندر آیں۔عمرین ماں کو دیکھتے ہی بولی

ہاں بس نکلتے ہیں ہم آ باہر تم لوگ تمہاری پھوپھو بلا رہی ہے۔آ جا شاباش۔نفیسہ بیگم ان کو باہر بلاتی ہو بولی تو عمرین نے منہ ایسے بنالیا جیسے کونین چبالی ہو۔

اچھا امی آتے ہیں۔عمرین کی بجائے احمرین بولی تو وہ ایک بار پھر جلدی آنے کا کہتی باہر چلی گ تو عمرین نے احمرین کی طرف دیکھا۔اور آنکھوں سے انکار کیا کہ وہ نہیں جانا چاہتی۔

چلو عمرین اٹھو بری بات ہے آ باہر بلا رہیں ہے۔احمرین نظر انداز کرتے ہوئے بولی تو عمرین مجبوراً اٹھی اور باہر چل دی۔

آپ بھی آ جایں بھابھی۔احمرین نادیہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

نہیں بس جا میرا کو موڈ نہیں کو نیا تماشہ دیکھنے کا۔نادیہ طنزیہ بولی احمرین بس مسکرا کر رہ گ اور جب وہ باہر نکل گ تو نادیہ بڑبڑا۔اور سیل میں بزی ہوگ۔

باہر بڑا اچھا موسم تھا شاید تبھی کسی کا اندر بیٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔باہر سب لوگ چیرز پر بیٹھے ہوئے تھے۔اس نے نظر گھما کر دیکھا تو ایاز کہیں نہیں تھا اس نے سکھ کا سانس لیا ورنہ تب سے وہ کمرے میں ہی بیٹھی تھی۔پھوپھو کے ہسبنڈ چونکہ باہر ہوتے تھے اسلیے پھوپھو اس وقت انکی باتیں کر رہی تھی جس کو وہ عدم دلچسپی سے سن رہی تھی۔عمرین بھی عازہ سے بات کر رہی تھی۔وہ چپ چاپ گاں کے شام کا منظر اپنی نگاہوں میں سمونے لگی۔

کتنا پسند تھا اسے گاں،گاں کی صبح،گاں کی شامیں،گاں کی بارشیں۔

کتنی خوبصورتی اور تسکینیت ہے گاں کی فضاں میں۔اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی جب عازہ کی آواز پر آنکھیں کھولی۔

احمرین!اس نے عازہ کی جانب دیکھا جو اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔اس نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

وہ یار میرا ذرا سیل تو لا دو میرے روم میں ہے تم لوگوں کو ریان کی پکس بھی دکھاتی ہوا ور ریان نے کچھ چیزوں کی پکس سینڈ کی ہے تم لوگ دیکھ لو پسند کر لو تو وہ تم لوگوں کے لیے بھی لے آئے گا۔عازہ اسکو دیکھتی ہو بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گ تو عازہ مسکرا دی۔اور عمرین کی جانب متوجہ ہوگ۔

یار حوریہ!آم سوری۔دیکھو سوری تو کر رہی ہوں نہ میں نے منع بھی کیا تھا پر یہ رامش کا بچہ نہیں مانا۔قسم سے۔یں تمہارے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بغیر نہیں جانا چاہتی تھی۔لیکن یہ رامش کا بچہ بہت ضدی باز نہیں آیا تو مجبوراً جانا پڑا پلیز یار سوری۔رمشہ حوریہ کو کان پکڑ کے مناتی ہو بولی پر حوریہ بستور منہ پھلائے بیٹھی رہی۔جب اسے پتہ لگا کہ رمشہ رامش کے ساتھ باہر گ ہے وہ بھی آسکریم کھانے اور اسکے بغیر تب سے وہ نہ صرف منہ بنائے بیٹھی تھی بلکہ بات بھی نہیں کر رہی تھی لیکن وقفے وقفے سے ان دونوں کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی رامش پر تو اثر ہو نہیں رہا تھا پتہ نہیں سیل سیدھا کیے کونسے کام کر رہا تھا لیکن رمشہ کی جان سولی پر لٹکی تھی حوریہ کی ناراضگی کو دیکھ کر۔

حوریہ یار پلیز میرا یقین کرو میں اکیلی تمہارے بغیر نہیں جانا چاہتی تھی پر رامش کے بچے نے کہا کہ وہ میرے ساتھ اکیلے جانا چاہتا ہے اور۔۔۔رمشہ نے دانتوں تلے زبان دبا اور رامش کا دل اسکی بیوقوفی پر سر پیٹنے کو دل چاہا اپنا نہیں رمشہ کا۔حوریہ نے رمشہ کو گھور کر دیکھا جس پر اسکی آدھی بات منہ میں ہی رہ گ۔

اچھا تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ مخالف پارٹی نے تمہیں گھٹیا جذبات کے ذریعے گھیر کر اپنے ساتھ لے گیا تھا کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ اکیلا جانا چاہتا تھا وہ بھی آسکریم کھانے اور اسکے سستے گھٹیا تھرڈ کلاس قسم کے ڈالاگز کے چکر میں آکر اپنی بیس سالہ پارٹنر کی اجازت اور شمولیت کے بنا اس کے سنگ چلی گ۔حوریہ رمشہ کو گھورتی ہوا یک ایک لفظ چبا کر بولی۔تو جہاں رمشہ نے دل میں اسکے اتنی عمدہ ڈایلاگ اور ایکٹنگ پر داد دی وہیں بے اختیار زبان سے یہ بھی پھسلا۔

حوریہ سستے اور گھٹیا تو مت کہو اسکے جذبات کو۔۔۔جہاں حوریہ نے اسکی زبان کی پھسلن کو اپنی شعلہ بنی نگاہوں سیروکا وہیں رامش نے اپنی ہنسی ٹپکاتی نظروں سے رمشہ کی بلایں لی۔

اچھا واہ ٹھیک ہے اب تم اسی مہنگے اور اے ون جذبات والے کے ساتھ مزے کرو اور خبردار مجھ سے بات کی تو۔حوریہ غصے سے لال پیلی ہوتی ہو بولی اور ساتھ ہی سیل اٹھا کر فون ملایا جو دوسری تیسری بیل پر ریسو ہوا۔

بھا!وہ اونچی آواز میں بولی تو دوسری طرف طالش نے کہا۔

ہاں بولو۔

بھا مجھے لارج ساز آسکریم چاہے اور بھی ونیلا فلیور کی اور لازمی چاہے اور اگر آپ بھول گئے تو نتاج کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔حوریہ نے کہا اور فون بند کر دیا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر چلی گ۔رمشہ پکارتی رہ گ پر وہ نہ رکی۔رمشہ نے غصہ اور بیبسی سے رامش کی طرف دیکھا تو وہ ہنسی سے دوھرا ہو رہا تھا۔پر موبال اب بھی سیدھا تھا۔رمشہ چونکی۔

تمہیں بڑی ہنسی آرہی ہے ساری مصیبت تمہاری وجہ سے آ ہے یہ ناراض ہو گ ہے میری دوست۔اور یہ کیا کر رہے ہو تم؟رمشہ اسکو گھورتے ہوئے بولی جواب سیل کو نیچے کیے جانے کیا کر رہا تھا۔

کچھ نہیں بس اس دن کا بدلہ لیا ہے تم لوگوں سے بڑا گینگ بنے پھرتی تھی ٹوٹ گیا نہ۔اور یہ دیکھو ویڈیو تم لوگوں کی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

لڑا کی۔رامش ہنسی روک کر بولا تو رمشہ نے غصیسے اسکو دیکھا اور پھر غصے کی جگہ شاک نے لے لی تو اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔وہ روتے ہوئے چلی گ تو رامش جو مذاق کر رہا تھا اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بوھکلا گیا۔

وہ دروازہ کھول کر اندر آ لیکن باہر روشنی سے یک دم اندھیرے میں آنے کی وجہ سے پہلے تو وہ چند لمحے پلکیں جھپکتی رہی پھر جب آنکھیں اندھیرے سے روشناس ہوتو وہ آگے بڑھی اور اِدھر اُدھر دیکھا سامنے بیڈ پر نہ سیڈ ٹیبل پر اسے سیل نظر نہیں آیا تو وہ دایں طرف مڑی وہاں عازہ کی بکس ریک رکھی تھی عازہ کا سیل وہاں رکھا ہوا تھا۔احمرین نے آگے بڑھ کر سیل اٹھایا اور جیسے ہی مڑی اسکا سانس یک دم رک گیا۔

ایاز دروازہ میں کھڑا تھا۔وہ ایک قدم آگے بڑھا اور دروازے کو پاں کی ٹھوکر کے ساتھ بند کیا تو دروازہ کا پٹ ہلکی سی آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا تھا۔احمرین کا سانس رکا۔

ایاز بھایہ کیا بدتمیزی ہے؟احمرین ہلکی آواز میں چیخی۔ایاز چلتا ہوا اس سے تین قدم دور رک گیا۔کھڑکی سے ہلکی ہلکی روشنی ان دونوں پر پڑ رہی تھی۔

میری آنکھوں پہ کوآیت پڑھ کر دم کرو۔۔۔۔

یہ مسلسل تجھے دیکھنے کی ضد کرتی ہیں۔۔۔۔

وہ شعر پڑھتا ہوا اسکو دیکھ رہا تھا۔احمرین ششدر رہ گ۔اسی پل سے وہ ڈر رہی تھی۔اسکو شدید غصہ آیا مگر وہ ضبط کر گ۔کیونکہ ابھی کو بھی آ جاتا تو سوائے بدنامی کے کچھ نہ ملتا۔

ایاز بھا شرم کرے میں چھوٹی بہنوں کی طرح ہوں آپکی اور راستہ چھوڑیں میرا کو آ جائے گا۔وہ جیسے ضبط کر کے بولی۔ایاز مسکرایا۔

احمرین تمہاری اکڑ اچھی لگتی ہے لیکن اگر تم میری بات مان لیتی اور کچن میں آ کر بات سن لیتی تو اس وقت تم یہاں بند کمرے میں میرے ساتھ نہ ہوتی۔ایاز مسکرا کر بول رہا تھا جیسے اسکی بیبسی پر ہنس رہا ہو۔احمرین کا دل کیا ایاز کے منہ پر کس کے تھپڑ مارے۔

راستہ چھوڑے میرا۔وہ اسی سایڈ سے ہوتی ہو در قازے کی طرف بڑھی مگر ایاز نے اسکا بازو پکڑا اور اسکو جھٹکے سے موڑا۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں احمرین ویسے تو یہ بات امی ماموں سے کر ہی لیں گی لیکن میں خود ایک بار تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔اب تماری مرضی ہے کہ مجھ سے شادی دل کی رضامندی سے کرتی ہو یا پھر ماموں کے کہنے پر لیکن اتنا یاد رکھنا شادی تم مجھ سے ہی کرو گی۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو اس سے پہلے کہ احمرین کچھ کہتی کسی نے دروازہ زور سے کھولا روشنی سیدھی ان پر پڑی۔جہاں ایاز نے اسکا بازو چھوڑا تھا وہیں احمرین کا دل ڈوب

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مرنے کو کیا۔ایاز جلدی سے باہر نکل گیا جبکہ وہ ساکت سی کھڑی وہیں رہ گ۔

طالش لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا جب دروازے پر دستک ہو۔آ جا۔۔۔اس نے سر اٹھائے بنا کہا تو دروازہ کھول کر رمشہ نے اندر جھانکا تو طالش سامنے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور لیپ ٹاپ پر بزی تھا۔جب طالش نے سر اٹھایا تو رمشہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

آ جا رمشہ رک کیوں گ ہو۔وہ مسکرا کر بولا تو رمشہ ہلکا سا مسکرا کر اندر آ گ اور اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھ گ۔اسکا منہ بنا ہوا تھا۔

کیا ہوا رمشہ منہ کیوں بنا ہوا ہے کیا پھر رامش سے لڑا ہو گ ہے تم دونوں کی۔طالش نے مسکرا کر پوچھا۔

نہیں حوریہ ناراض ہے مجھ سے۔رمشہ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو طالش یوں دیکھا گویا کوعجیب بات سنی ہو۔

تمہاری اور حوریہ کی لڑا؟۔۔۔۔۔یہ کیسے ہو؟۔طالش حیران ہوتا ہوا بولا تو حوریہ اسے ساری بات بتانے لگی۔سارا قصہ سن کر طالش ہنسنے لگا۔

لیکن رمشہ کا منہ بنا دیکھ کر ہنسی روکتا ہوا لیپ ٹاپ بند کر گیا۔

اچھا اچھا تو پھر مسلہ کیا ہے اسکو منا لو جا کر۔طالش یوں بولا جیسے کو بات ہی نہیں ہے۔رمشہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

افففف طالش بھائی یہی تو مسلہ ہے وہ نہیں مان رہی میں نے کان بھی پکڑے ہیں۔رمشہ بے بسی سے بولی تو طالش نے سر ہلایا اسے ساری بات سمجھ آ گ تھی۔

اچھا تو تم اب چاہتی ہو کہ میں حوریہ کو مناں؟ طالش نے سوالیہ انداز میں پوچھا تو رمشہ نے سر ہلا دیا۔

جی صرف منائے ہی نہیں اس رامش کے بچے کو سزا بھی دیں تا کہ اسے سبق ملے۔اس نے جان بوجھ کر ہماری لڑا کروا ہے۔رمشہ مزید بولی تو طالش مسکرایا اور بولا۔

ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں حوریہ سے اور رامش کو بھی منع کرتا ہوں ٹھیک ہے اب تم پریشان نہ ہو۔ٹھیک جا اب میں اب کام کر لو۔طالش نے کہا تو رمشہ خوشی سے اٹھ گ۔

اوہ تھینک یو طالش بھا مجھے پتہ تھا آپ ضرور میری پرابلم سولو کریں گے۔رمشہ بولی تو طالش مسکرا دیا۔

رمشہ چلی گ تو طالش اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔

ماما میرا بیگ تیار کر دیجے گا مجھے شام میں نکلنا ہے۔طالش گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتا ہوا بولا تو رابعہ بیگم چونک گئی۔

سیالکوٹ جا رہے ہو نبیل کے ہاں۔رابعہ بیگم نے پوچھا تو طالش رکا۔

اوہ نہیں دادو ابھی تو لندن جانا ہے وہاں ایک مسلہ ہو گیا ہے جانا ضروری ہے۔آج تو سیالکوٹ بھی جانا تھا مجھے نبیل تو جان لے لیگا۔وہ بولا تو عاصمہ بیگم ہنس دی۔نبیل طالش کا بچپن کا دوست تھا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد طالش نے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بزنس سنبھال لیا تھا جبکہ نبیل نے پولیس سروس جوان کر لی تھی جسکی بنا پر کبھی وہ کہیں اور کبھی کہیں ہوتا تھا جس کی وجہ سے ان کے درمیان رابطہ تھوڑا ٹوٹ گیا تھا مگر اب دوبارہ سے ان لوگوں نے ایک دوسرے سے رابطہ جوڑ لیا تھا۔

چلو کو نہیں اس کو بتا دینا اور پھر واپسی پر اسکی طرف چلے جانا۔ عاصمہ بیگم مسکرا کر بولی تو اس نے سر ہلایا۔ پھر وہ خدا حافظ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ چھت پر بیٹھی ہوتھی۔ نیچے سے عمرین آوازیں دے رہی تھی۔ مگر اسکا دل نہیں چاہ رہا تھا نیچے جانے کو۔ کل عازہ کے ہاں سے واپسی پر سے اسکا موڈ سخت خراب تھا۔ کل نادیہ نے ان دونوں کو روم میں دیکھ لیا تھا وہ چونکہ کمرے میں ہی تھی جب باہر جانے کو نکلی تو ساتھ والے کمرے سے ایاز کی آواز سن کر اس نے دروازہ کھولا تو ایاز تو اسے دیکھ کر فورا نکل گیا پر وہ پتھر کی ہوگ۔ اس کی غلطی نہیں تھی پھر بھی کل سے وہ آنکھ نہیں اٹھا پا رہی تھی یہ سوچ کر کہ نادیہ کیا سوچتی ہوگی اس کے بارے میں۔ نادیہ نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا لیکن زبان سے کہنا ہی ضروری تو نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ساتھ والی چھت سے سلام کی آواز سن کر چونکی۔

اس نے سر اٹھایا تو ساتھ والے گھر کی چھت پر ایک سمارٹ سی لیڈی کھڑی اسکو مسکرا کر دیکھ رہی تھی اسکے ایک بازو پر کپڑے رکھے ہوئے تھے جو وہ تار سے اتار رہی تھی۔

احمرین حیران ہوتی ہوآگے بڑھی۔ اور سلام کا جواب دیا۔

آپ۔۔۔۔۔ احمرین نے سلام کا جواب دیکر حیران ہوتے ہوئے بولی تو وہ لڑکی جسکی عمر تقریبا چونتیس سے پینتیس سال کی تھی۔

میں یہاں چند دن پہلے ہی شفٹ ہوہوں۔ آپکی امی اور انکی ایک بیٹی عمرین سے ک بار میری چھت پر ہی ملاقات ہوہے میں رانیہ ہوں اور آپ۔۔ وہ لڑکی کافی باتونی لگتی تھی۔ احمرین حیران ہو ساتھ والے گھر میں کرائے دار آئے تھے اور اسے پتہ نہیں لگا۔

اوہ سوری مجھے پتہ نہیں تھا میں احمرین ہوں انکی بڑی بیٹی۔ وہ مسکرا کر بولی۔

جی مجھے پتہ ہے عمرین نے بتایا تھا اس لیے میں آپکو دیکھتے ہی پہچان گ تھی کیسی ہیں آپ؟ رانیہ مسکرا کر بولی وہ اب دیوار کے قریب آ گ تھی۔ ان کے درمیان ایک دیوار تھی جو انکے کندھوں تک آ رہی تھی۔ جہاں دیوار ختم ہو رہی تھی وہاں ایک دروازہ تھا جو انکی طرف سے بند تھا۔ دراصل یہ دونوں گھر ایک ہی شخص کے تھے جب اکرم صاحب یہاں آئے تو یہ گھر رینٹ پر لیا تھا لیکن پانچ سال بعد اکرم صاحب نے یہ گھر خرید لیا تھا جبکہ دوسرا گھر بستور کرائے پر چڑھا رہتا تھا۔ چند عرصہ پہلے یہ گھر خالی ہو گیا تھا اور اب نئے کرائے دار آئے تھے تو اسکو پتہ نہیں لگا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں اپنے ہسبنڈ نبیل اور بیٹی کے ساتھ شفٹ ہو ہوں دراصل میرے ہسبنڈ پولیس آفیسر ہیں بس اسی لیے لاہور سے ادھر ٹرانسفر ہوئے ہیں۔رانیہ نے اسے بتایا تو احمرین نے مسکرا کر سر ہلایا۔

کافی دیر تک وہ رانیہ سے چھت پر بات کرتی رہی رانیہ کافی دلچسپ لڑکی تھی۔احمرین کی اس سے اچھی خاصی بے تکلفی ہوگ تھی۔رانیہ نے احمرین کو اپنے گھر انواٹ کیا تھا جو احمرین نے مسکرا کر قبول کر لی۔

جب وہ چھت سے اتر رہی تھی تو اسکے ذہن سے کافی بوجھ ہٹ چکا تھا۔

طالش کی دو دن بعد صبح کے وقت واپسی ہوتھی۔نبیل اسکا فون پک نہیں کر رہا تھا۔وہ شام کے وقت سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوگیا۔اس نے نبیل کو نہیں بتایا تھا کہ وہ آ رہا ہے۔موٹروے پر اسکی گاڑی بھاگی جا رہی تھی۔قریباً ڈھا تین گھنٹے میں وہ سیالکوٹ پہنچ کر نہ صرف گھر ڈھونڈ چکا تھا بلکہ دروازہ پر بیل کر کے وہ اب ویٹ کر رہا تھا دروازہ کھلنے کا۔شام کے آٹھ بج رہے تھے۔اسنے رسٹ واچ پر وقت دیکھنے کے لیے گردن جھکا جب دروازہ کھلا۔

ارے طالش بھا آپ!رانیہ اسے دیکھ کر خوشی سے حیران ہوتی ہو بولی تو وہ مسکرا دیا۔

جی بھابھی اسلام علیکم!اندر آ جاں؟وہ مسکرا کر بولا تو رانیہ پیچھے ہو۔

جی جی ضرور کیوں نہیں آپ کا اپنا گھر ہے کو مسلہ تو نہیں ہوا آنے میں؟رانیہ نے پوچھا تو وہ بیگ اندر رکھتا ہوا بولا۔

ارے نہیں کو مسلہ نہیں ہوا اور نبیل آ گیا کیا گھر؟اس نے پوچھا۔

نہیں ابھی تو نہیں آیا آپ چلیں میں کال کرتی ہوں وہ آ جاتے ہیں ویسے تو دس بجے تک آ جاتے ہیں وہ۔رانیہ اسکے آگے چلتے ہوئے کہنے لگی تو وہ جلدی سے بولا۔

ارے رہنے دیں بھابھی آ جائے گا تو مل لوں گا اگر پتہ لگ گیا اس کو تو وہ پولیس ساتھ لائے گا مجھے مارنے کو۔رانیہ ہنس دی۔

اچھا آپ بیٹھے میں کچھ پینے کو لاتی ہوں آپ کے لیے۔رانیہ اسکو لاونج میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

نہیں بھابھی پہلے آپ مجھے واشروم دکھا دیں میں فریش ہو جاں پھر ایک کپ چائے سٹرونگ سی بنا دیجیے گا۔وہ بے تکلفی سے بولا تو رانیہ اسکو گیسٹ روم میں لے گ۔

ٹھیک ہے آپ فریش ہوں جایں میں تب تک چائے بناتی ہوں۔رانیہ نے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا روم میں چلا گیا۔

امی آپکو کیا ضرورت تھی اس دن چھوٹے ماموں کی فیملی کو بلانے کی؟ایاز جھنجلاتا ہوا بولا تو رفیعہ بیگم نے یوں اپنے بیٹے کی جانب دیکھا گویا اس کا دماغ چل گیا ہو۔

اچھا نہ بلاتی میں تمہارے چھوٹے ماموں کو تو جانتے ہو نہ انہوں نے الگ منہ بنا لینا تھا مجھ سے نہیں جایا جاتا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

منانے۔اور یہ تم بہن بھایوں کو آخر سوجھی کیا تھی جو مجھے اکرم بھا کو انواٹ کرنیکا کہا تھا۔آخر میں انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا تو جہاں ایاز گڑبڑایا وہیں عازہ نے بھی پہلو بدلا۔

ارے امی کیا ہو گیا ہے آپ کو آپ کے بھابیں وہ اور میرا سسرال بھی اگر کھانے پر بلا لیا تو کیا ہو گیا۔عازہ منہ بناتی ہو بولی۔ایاز نے بھی تایید میں سر ہلایا۔تو رفعیہ بیگم نے دونوں کو خشمگیں انداز میں ان کو گھورا اور پھر طنزیہ مسکرا کر بولی۔

میں تم لوگوں کی ماں ہوں تم لوگ میری ماں نہیں اور ایاز تم کیا چکر چلا رہے ہو عازہ کے ساتھ مل کر؟ ایاز نے عازہ کی جانب دیکھا تو اسنے بتانے کا اشارہ کیا۔تو ایاز نے اس کو اشارہ کیا کہ وہ بتائے عازہ نے اسکو گھورا اور پھر ماں کی طرف دیکھ کر بولنے لگی کو ان لوگوں کو گھور رہی تھیں۔

وہ امی۔۔۔۔دراصل ایاز احمرین سے۔۔۔۔۔۔شادی کرنا چاہتا ہے اور اس لیے آپ ماموں سے بات کریں۔عازہ نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔واہ واہ واہ میرے بچے تو بالا بالا ہی سب کچھ طے کے بیٹھے ہیں۔بیٹی نے بھی سب کچھ طے کر کے ماں کو اطلاع کی کہ بھ اب مجھے آپ بس نکاح کر کے رخصت کر دیں اور بیٹا صاحب بھی بالا بالا سب سوچے بیٹھے ہیں۔ماں اور باپ کو تو کو زحمت دینے کی کوشش ہی نہیں کی کیا کہنے۔رفعیہ بیگم ان کو دیکھتی استہزایہ انداز میں بولی تو عازہ نے بیزاری سے ماں کی طرف دیکھا۔دراصل عازہ اور ریان کی پسند کی شادی تھی۔عازہ کے والد نہیں مان رہے تھے لیکن عازہ کی ہٹ دھرمی اور ضد کے آگے مجبور ہو کر رفعیہ بیگم نے شوہر کو راضی کر ہی لیا۔اور یوں ریان اور عازہ کی شادی کروادی۔

امی۔۔۔پلیز جب بیٹی کی شادی مرضی سے ہو سکتی ہے تو بیٹے کی کیوں نہیں اور میں بتا رہا ہوں میں شادی تو احمرین سے ہی کروں گا۔چاہے آپ مانے یا نہ مانے۔ایاز ہٹ دھرمی سے کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔رفعیہ بیگم ہائے ہائے ہی کرتی رہ گ۔انہوں نے غصے سے عازہ کی جانب دیکھا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس آ۔

امی دیکھیں آپ کا اکلوتا بیٹا ہے ایاز اور اگر وہ اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کرنے دیں نہ آپ اسکو اپنی مرضی اگر آپ مسلہ کریں گی تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے پھر آپ کیا کر سکے گی؟ اور ایک بات بتاں آپ کو؟ وہ ان کے نزدیک ہو کر دھیمی آواز میں پوچھنے لگی تو وہ اسکے انداز پر چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

میں آپکو شرطیہ کہتی ہوں کہ احمرین شادی کے لیے نہیں مانے گی۔عازہ انکا ہاتھ دبا کر یقین سے بولی تو وہ حیران ہو کر دیکھنے لگی۔

کیوں میرے بیٹے میں کیا کمی ہے جو احمرین نہیں مانے گی ایاز سے شادی کے لیے؟ وہ کڑے تیوروں سے پوچھنے لگی تو عازہ نے سر پیٹا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ابھی تو آپ مان نہیں رہی تھیں اور جب میں نے کہا ہے تو آپ غصہ ہو رہی ہیں۔دیکھیں یہ تو آپ بھی جانتی ہیں کہ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ماموں کو ہم انکے خلاف بھڑکاتے ہیں اور احمرین عمرین ہم سے صرف اور صرف ماموں کی وجہ کچھ نہیں کہتی ورنہ ک بار میں نے ان لوگوں کو ہمارے خلاف بولتے سنا ہے سو وہ کبھی بھی نہیں مانے گی۔آپ بے فکر رہیں اور ایاز کو خود سے بدگمان مت کریں۔اور بالفرض اگر ہو بھی جائے شادی تو کیا برا ہے ہمیں تو فادہ ہی ہے ورنہ ایاز کو قابو رکھنا کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے۔عازہ ماں کو وہ نقطہ سمجھاتے ہوئے بولی جو انکی پریشانی بنا ہوا تھا۔انہوں نے عازہ کو داد طلب نظروں سے دیکھا تو عازہ فخریہ مسکرا دی۔ایاز کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا تھا جو باپ کے پیسوں پر عیش کرتے ہیں۔ایاز نے بی اے بڑی مشکل سے پاس کیا تھا اسکے بعد اور چکروں میں پڑ گیا تو پڑھا سے رہا سہا تعلق بھی ختم کر ڈالا۔لڑکیوں سے دوستی انکے ساتھ ہوٹلنگ ایسے شوق تھے جو اسے کم عمری سے لگ چکے تھے۔

جن بچوں کے باپ ملک سے باہر اپنے بچوں کے مستقبل کو سنوارنے جاتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے بچے اپنا حال تباہ کر سکتے ہیں۔اور جب اپنے گمان میں مستقبل کا تناور درخت تیار کر کے لوٹتا ہے تو تب وہ جانتا ہے کہ وہ درخت تو شروع سے ہی کھوکھلا ہو چکا تھا۔بچے اپنا حال تباہ کر لیتے ہیں اور باپ بیچارے مستقبل کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ لیں چائے۔نفیسہ بیگم نے چائے اکرم صاحب کے آگے کی تو انہوں نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر چائے پکڑ لی۔وہ مڑنے لگی تھیں جب یک دم اکرم صاحب کو کچھ یاد آیا تو انہوں نے نفیسہ بیگم کو روکا۔

نفیسہ۔۔۔وہ تمہیں پتہ ہے کہ ہمسائے میں نئے کرائے دار آئے ہیں؟ وہ سوالیہ انداز میں پوچھ رہے تھے۔

جی میری چھت پر ملاقات ہوئی تھی ان سے اچھی بچی ہے اپنے میاں اور بیٹی کے ساتھ شفٹ ہوے ہے چند ہفتے پہلے۔نفیسہ بیگم نے جواب دیا رانیہ انہیں واقعی اچھی لگی تھی۔

بس چھتوں پر ہی ملنا بندہ گھر جاتا ہے کو حال احوال پوچھتا ہے پر تمہیں کہاں عقل ہماسئے کے کیا حقوق ہوتے ہیں۔خیر۔۔۔۔وہ میرا دوست ہے نہ راشد اسکی بہن کے دیور کا بیٹا ہے انہیں گھر چاہیے تھا کرائے پر جب اس نے مجھ سے بات کی کہ وہ۔لوگ کسی اچھی جگہ پر گھر دیکھ رہے ہیں تو میں نے انہیں اس گھر کا پتہ دیا راشد نے تو فورا ہاں کر دی۔اس لڑکے نے بھی تسلی کر کے گھر لیا تھا تو تم جا کر ان سے ملنا اور رابطہ رکھنا اس نے خاص طور پر کہا تھا مجھ سے کہ انکی خیر خبر رکھوں۔کاروباری مصروفیت کی وجہ سے یاد ہی نہیں رہا وہ تو آج گلی یں ملاقات ہوگی اس لڑکے نبیل سے بڑا اچھا تمیزدار بچا ہے تم صبح چلی جانا اور کچھ لے بھی جانا ساتھ۔انہوں نے کہا تو نفیسہ بیگم خوش ہوں گ۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ٹھیک ہے میں صبح ہی چلی جاں گی آپ بےفکر رہیں۔وہ کہہ کر مڑگ۔رانیہ نے انہیں دو تین بار گھر بلایا تھا پر وہ اسی خیال سے نہیں جا رہی تھی کہ اکرم صاحب برا مان جایں گے۔پچھلے کرایہ داروں کے ہاں وہ چلی گ تھیں پر اکرم صاحب نے وہ تماشہ لگایا کہ الامان۔

تم اگر اب بھی نہ آتے نہ تو میں نے تم سے کبھی بات نہیں کرنی تھی۔نبیل مسکرا کر بولا تو طالش مسکرا دیا۔

اور کیا طالش بھا اتنے دنوں سے میرا سر کھا رہے تھے کہ کہ آج آئے گا طالش۔۔کل آئے گا تب آئے گا اور کل ہی کہہ رہے تھے طالش لندن چلا گیا ہے دوست سے زیادہ کاروبار اہم ہے اس کے لیے۔اب میں نے اس سے کو بات نہیں کرنی۔رانیہ طالش کو چائے پکڑاتی ہو بولی تو طالش ہنسنے لگا۔

بھابھی یہ بس باتیں کر سکتا ہے اس پر عمل نہیں اب دیکھے نہ ہر بار اس نے مجھے پولیس کی دھمکی دی پر عمل نہیں کیا اس پر کبھی ورنہ میں بیچارہ کیا کر سکتا تھا اگر یہ مجھ پر کو مقدمہ کر دے۔طالش معصومیت سے بولا تو نبیل قہقہ لگا کر ہنس دیا۔

اچھا اب بس کرو وہ تو تمہارا لحاظ تھا ورنہ میں نے کر بھی دینا تھا تم پر یہ بتا کتنے دنوں کے لیے آئے ہو؟نبیل نے پوچھا تو طالش نے افسوس سے سر ہلایا۔

یار نبیل ویسے حد ہے آجا آجا کی رٹ لگا رکھی تھی تم نے اور اب جو آ گیا ہوں تو تم پوچھ رہے ہو کہ واپس کب جانا ہے۔

بکواس نہ کر میں نے رکنے کا پوچھا ہے واپس جانے کا نہیں۔نبیل گھور کر بولا

اب آیا ہوں تو کچھ دن رکوں گا بھی تین چار دن کا ہے پلین۔طالش چائے پیتے ہوا بولا تو نبیل نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ اور طالش رانیہ کو اپنے کالج یونی لاف کے وہ قصے سنانے شروع کیے کہ ہنس ہنس کر رانیہ کے پیٹ میں درد ہو گیا۔

احمرین بیٹا یہ میں نے پلاؤ اور رس ملا بنا ہے اسکو ڈش اور بال میں کر لو اور رانیہ کے گھر دے آ۔احمرین جو ٹی وی دیکھ رہی تھی چونک کر ماں کی طرف متوجہ ہو۔

میں۔۔۔امی؟احمرین نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں تم میں چلی جاتی پر نادیہ کے ساتھ اس کے سسرال بھی تو جانا ہے بھا کے بیٹے کی مبارک باد دینے لو آ گیا تمہارا بھا ابھی تیار بھی ہونا ہے میں نے۔وہ جلدی جلدی سے بولی تو وہ کھڑی ہو گ۔

لیکن امی۔۔۔۔ابو۔۔۔وہ غصہ ہوں گے۔احمرین نے یوں کہا جیسے نفیسہ بیگم اکرم صاحب کی عادت کو نہ جانتی ہوں۔انہیں پسند نہیں تھا محلے میں یوں آنا جانا۔

تمہارے ابو نے ہی کہا ہے احمرین ان کے جاننے والے ہیں اور اب کچھ نہ پوچھا آ کر بتا دوں گی تم دے آنا یاد سے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کتنے دنوں سے وہ بلا رہی تھی ہمیں میری طرف سے معزرت کر لینا میں کل پرسوں چکر لگا لوں گی۔ وہ جلدی سے کہہ کر اندر کمرے کی جانب بڑھ گ جبکہ وہ حیران سی کھڑی رہ گ۔ وقاص بھا آئے تو وہ چونکی۔

امی کدھر ہیں؟ اس نے احمرین سے پوچھا تو اس نے کمرے میں تیار ہونے کا بتا دیا۔

حد ہے دو گھنٹے سے کال کی تھی ابھی تک تیار نہیں ہو میں چینج کر رہا ہوں امی سے کہو جلدی کر لیں۔ وقاص بول کر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی اپنی حیرانگی کو پسِ پشت ڈالتی ہو کچن میں چلی گ۔

جو بھی تھا اسے اس بات کی خوشی تھی کہ ابو کی طرف سے اجازت مل گ ورنہ وہ یہ سوچ کر ہی نہیں جا رہی تھی کہ ابو کے غصہ کا پتہ نہیں تھا اس بات پر ہی غصہ نہ ہو جاتے کہ وہ ہمسایہ میں کیوں گ؟

وہ چاولوں کو چیک کر کے روم میں واپس آ تو عمرین فون سے لگی ہوتھی۔

عمرین تم چلو گی رانیہ کے ہاں؟ احمرین مسکراہٹ دباتی ہو بولی۔

نہیں مجھے نہیں جانا میں امی کے ساتھ چلی جاں گی۔ آپ جایں۔ عمرین نے آرام سے کہا تو احمرین حیران ہو۔

تمہیں پتہ تھا کہ امی نے جانا تھا رانیہ کے ہاں؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا کیوں کہ اسے لگا تھا کہ عمرین بھی اسکی طرح حیران ہو گی۔

جی امی نے بتا دیا تھا مجھے۔ عمرین نے بتایا تو اسکا سارا جذبہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

اچھا تو تم نہیں چل رہی میرے ساتھ؟ اس نے بجھے لہجے میں پوچھا

نہیں گھر بھی تو رکنا ہے نہ کسی نے اور آپ بھی جلدی آ جانا پلیز موجیں کریں گے اتنے دنوں سے آپ پتہ نہیں کیوں منہ بنا کر بیٹھی ہو تھیں۔ عمرین اسکو پچھلے دنوں کا حوالہ دیتے ہوئے بولی تو احمرین پھیکا سا مسکرا دی۔ اس نے عمرین کے بارہا پوچھنے پر بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ کیوں پریشان ہے۔ وہ تو شکر تھا نا دیہ اگلے دن ہی اپنے میکے بھیجنے کی پیداش پر چلی گ اور اب پرسوں سے وہیں تھیں۔

امی بھا کے ساتھ چلی گ تو وہ بھی چینج کر کے کھانا ڈش اور بال میں کیا اور عمرین کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر باہر نکل گ۔ عمرین دروازہ میں کھڑی اسکو دیکھ رہی تھی۔ انکے گیٹ کے ساتھ ہی دوسرے گھر کا گیٹ تھا۔ دونوں گھروں کی تعمیر ایک جیسی تھی۔ گیٹ بھی ایک جیسے تھے پر کلر چینج تھا۔ شاید انہوں نے ہی چینج کر لیا تھا۔

رانیہ لوگوں کا گیٹ کھلا ہوا تھا احمرین اندر چلی گ تو عمرین بھی گیٹ بند کر کے اندر چلی گ۔

احمرین گیٹ سے اندر گ تو لان کی صاف ستھرا سے حیران ہو۔ پہلے والے کرائے داروں نے تو حشر کر دیا تھا۔ وہ لان سے گزر کر اندر گ تو گیراج کے آگے اینٹرنگ ڈور بند تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

احمرین نے ایک ہاتھ سے ڈش کو اچھی طرح پکڑا اور بیل بجا۔تین کا ٹائم تھا ویسے تو یہ کسی کے گھر جانے کا وقت نہیں تھا پر اسنے میسج کر کے رانیہ سے پوچھا تھا وہ گھر پر ہی تھی اور اس نے تو فورا آنیکا کہا تھا۔وہ ابھی بیل بجانے ہی لگی تھی جب دراوزہ کھلا۔

وہ فورا مسکراتے ہوئے سیدھی ہو پر اگلا بندہ انجان تھا۔سو فورا مسکراہٹ سمٹی.

اسلام علیکم !احمرین نے الجھن زدہ انداز میں سلام لی۔

واعلیکم سلام ! آپ کون !اگلا بندہ بھی حیرانگی سے بولا۔

میں ساتھ والے گھر سے آ ہوں وہ۔۔۔رانیہ سے ملنا ہے۔احمرین نے بتایا تو اگلے بندے نے حیرانگی سے سر ہلایا اور پھر اس کے دایں طرف تھوڑا جھانک کر دیکھا اور پھر اپنی کلا میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا سوا تین کا وقت تھا۔احمرین نے اسکو دیکھا جواب اسکو دیکھ رہا تھا گویا پوچھ رہا ہو

بی بی جولا کے مہنے میں دوپہر کے تین بجے کونسا وقت ہے کہیں جانے کا وہ بھی کسی پڑوسی کے گھر۔احمرین اسکی حرکت دیکھ چکی تھی۔اسکے ماتھے پر تیوری چڑھی

جب آپ دیکھ چکے ہیں کہ باہر کتنی دھوپ اور گرمی ہے تو مجھے اندر آنے دیں گے مہربانی فرما کر کیونکہ میری رانیہ سے فون پر بات ہو چکی ہے اور ان کے کہنے پر ہی آ ہوں کیونکہ نہ وہ سو رہی ہیں اور نہ بزی ہیں۔احمرین سنجیدگی سیبولی تو اگلا بندہ اسکے انداز پر مسکراہٹ روکتا ہوا پیچھے ہٹا اور اسے اندر آنے کی جگہ دی۔

وہ دیکھے بنا اندر چلی گ تو وہ بھی مسکراتا ہوا دروازہ بند کرتا اسکے پیچھے مڑ گیا۔

- گا جری رنگ کے سادہ شلوار قمیض پر اس نے پرنٹیڈ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔جو سر اور کاندھوں کو اچھی طرح ڈھانپے ہوئے تھا۔کاریڈور سے گزر کر لانج تھا جدھر وہ کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ڈش پکڑے اسکے ہاتھ تھک گئے تھے اسنے سینٹرل ٹیبل پر ڈش رکھی اور سیدھی ہو۔دروازہ پر جو ملا تھا اسے تو وہ نہیں جانتی تھی کیونکہ نبیل بھا کی پک اسنے سیل میں دیکھی تھی رانیہ کے تو پھر یہ کون ہے۔وہ سوچ رہی تھی جب گلہ کھنکھار کر اسکو متوجہ کیا گیا۔اس نے چونک کر دیکھا تو وہ اس کے دایں طرف کھڑا ہوا تھا۔

میں رانیہ بھابھی کو بیجھتا ہوں۔آپ بیٹھیں پلیز۔وہ شائستگی سے بولا تو ہلکا سا مسکرا کر بیٹھ گ۔وہ لانج سے نکل گیا۔سارا گھر انکے اپنے گھر جیسا تھا بس سیٹنگ چینج تھی۔

ارے احمرین تم آ گ واقعی یار میں تو سمجھ رہی تھی تم مذاق کر رہی ہو۔رانیہ کی آواز آ تو وہ چونکی۔اور یک دم کھڑی ہو گ رانیہ مسکرات ہوئے اسکے گلے لگی۔

کیسی ہیں آپ دیکھ لیں آپ تو آ نہیں اور میں آ گ۔احمرین اسکے گلے لگتے ہوئے بولی تو رانیہ ہنستے ہوئے پیچھے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہٹی۔

بیٹھو مجھے تو اتنا اچھا لگ رہا ہے پتہ ہے تمہارے میسج کو مذاق سمجھا تھا وہ تو اب جب طالش نے بتایا کہ باہر آپ سے کو لڑکی ملنے آ ہے تو تب مجھے یقین آیا۔رانیہ اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔

طالش۔۔۔؟احمرین نے پوچھا کیوں کہ اسے لگا کہ شاید وہ دیور ہوں رانیہ کے۔

طالش نبیل کا بچپن کا فرینڈ ہے بیسٹ فرینڈ۔پرسوں ہی رات کو آیا تھا میں نے اس دن بتایا تھا چھت پر تمہیں۔رانیہ نے پرسوں رات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا احمرین کا یاد آیا رانیہ نے ذکر کیا تھا نبیل بھا کے کسی دوست کا جسکا اس نے اتنا کو نوٹس نہیں لیا تھا۔

یہ کیا لا ہو تم ؟ رانیہ کی نظر ٹیبل پر پڑی تو اس نے پوچھا۔

یہ پلاا اور رس ملا ہے امی نے بھیجی ہے آپ کے لیے وہ خود آتی لیکن بھابھی کے ہاں جانا تھا اسلیے نہیں آ سکی۔احمرین نے مسکرا کر بتایا۔

ارے یار اس تکلف کی کیا ضرورت تھی تم ویسے ہی آ جات اب سمجھی اس وجہ سے آنا پڑا تمہیں ورنہ کہاں آنا تھا تم نے۔رانیہ ڈش سے کور ہٹاتے ہوئے شرارت سے بولی تو احمرین مسکرا دی۔

اچھا تم بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ ٹھنڈا لاتی ہوں۔رانیہ اٹھتے ہوئے بولی تو احمرین فورا بولی۔

ارے رانیہ بیٹھے میں بس گھر جا کر کھانا کھاں گی اگر کچھ کھا پی لیا تو بھوک مر جائے گی۔

ارے نہیں مرتی تم بیٹھو میں ابھی آتی ہوں۔رانیہ اٹھ کر فورا چلی گ تو بھی سر جھٹک کر لانج دیکھنے لگی۔

رانیہ نے کافی اچھی سیٹنگ کی ہوتھی ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک۔

طالش سیل پر بات کر رہا تھا جب اس نے لانج کی ونڈو سے احمرین کو دیکھا۔وہ اب میگزین پر جھکی ہوتھی۔

محترمہ کافی کانفیڈنٹ ہیں کیا نام تھا۔۔۔احمرین۔۔۔نام تو کافی اچھا ہے پر۔

طالش طالش۔۔۔دوسری طرف فون سے اسکے نام کی پکار پڑی تو وہ چونکا۔

ہاں ہاں یار نبیل لان پر ہی ہوں۔وہ فورا بولا

ارے نہیں وہ بس اچھا تم بتا کہاں آں میں؟ وہ اسکوٹا لتے ہوئے پوچھنے لگا کیوں کے دوسری طرف نبیل نے اپنہ ہی بکواس شروع کر دی تھی۔

اچھا اب زیادہ بکونہ میں آ تا ہوں تھوڑی دیر تک۔طالش نے ہنستے ہوئے فون بند کیا۔

جب طالش نے دروازہ کھولا تھا تو وہ لڑکی مسکرا رہی تھی لیکن اسکو دیکھتے ہی مسکراہٹ سمیٹ لی تھی۔شاید وہ رانیہ کو اسپیکٹ کر رہی تھی۔طالش نے مسکرا کر سر جھٹکا۔اور روم کی طرف بڑھ گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بھابھی میں ذرا نبیل کے آفس جا رہا ہوں تھوڑا کام ہے شام میں ہم اکھٹے آ جائیں گے۔وہ رانیہ سمیات کر رہی تھی جب طالش کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔

وہ شلوار قمیض میں ملبوس ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابی اور دوسرے ہاتھ میں سیل پکڑے ہوئے تھا۔

اللہ۔۔۔عمرین دیکھے تو فوراً لٹو ہو جائے اتنے ہینڈسم شخص کو دیکھ کر۔وہ فریش ہوا بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

رانیہ نے سر ہلا دیا تو اس نے مڑتے ہوئے اس پر اچٹتی سی نگاہ کی تو اسنے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدلا۔بے اختیار طالش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جسکو وہ دباتا ہوا خدا حافظ کہ گیا۔

افففف۔۔۔احمرین انتہا پاگل ہو تم کیا ضرورت تھی اس وقت عمرین کو یاد کرنے کی اسکی روح تمہارے اندر آ جاتی ہے کیا۔اس نے جھلا کر سوچا جب باہر گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز آ۔

اچھا رانیہ میں چلتی ہوں عمرین گھر پر اکیلی ہے پھر آں گی ان شااللہ اور اب چھت کے راستے آں گی ٹھیک ہے۔نیچے سے آنا مشکل لگتا ہے۔احمرین اٹھتے ہوئے بولی۔

چلو ٹھیک ہے آنٹی سے کہنا ضرور چکر لگائیں ٹھیک ہے۔رانیہ اسکے ساتھ باہر آتے ہوئے بولی۔

تو وہ خدا حافظ کہتے ہوئے باہر نکلی تو طالش گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔وہ شید گاڑی باہر نکال کر گیٹ بند کر کے اب واپس اندر بیٹھ رہا تھا۔اسے دیکھ کر رک گیا۔ایک پل رک کر وہ مڑگ۔کیونکہ رانیہ دروزہ بند کر چکی تھی۔

گلی سنسان پڑی تھی۔وہ گیٹ پر پہنچی اور ساتھ ہی بیل بجا۔

اسنے مڑ کر دیکھا طالش ابھی بھی دروازہ پکڑے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اسنے فوراً گردن موڑی۔

پاگل۔۔۔دل میں کہتی وہ آواز کی طرف متوجہ ہو جو اندر سے کسی کے قدموں کی آ رہی تھی۔

گیٹ کھلا تو اسنے ہلکی سی گردن موڑی طالش اب اندر بیٹھ رہا تھا۔اس نے فوراً شکر کا سانس لیکر گردن سیدھی کی تو سامنے ایاز کو کھڑا دیکھ کر حیران رہ گ۔

کہاں تھی تم اتنی دیر سے؟ایاز اسکو دیکھتا ہوا غصے سے پوچھ رہا تھا احمرین نے حیرانگی سے اسکو دیکھا اور پھر ناگوار لہجے میں بولی۔

پیچھے ہٹو۔۔۔مجھے اندر آنا ہے۔وہ اسکو بازو سے ہٹاتی ہوا اندر آ۔اس واقعے کے بعد سے احمرین نے اسکی عزت کرنا چھوڑ دی تھی۔

ایاز نے غصہ ضبط کیا اور گیٹ زور سے بند کیا۔اور اسکے پیچھے لپکا۔

جواب کچن میں جا کر پانی پی رہی تھی۔گھڑی ساڑھے چار بجا رہی تھی۔ایاز کیوں آیا ہے اور عمرین۔۔۔وہ ابھی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سوچ رہی تھی جب ایاز دوبارہ اسکے سامنے آ گیا۔

تم اس وقت کہاں گ ہوتھی؟ وہ جیسے ضبط کر کے بول رہا تھا۔

ایاز بھا۔۔۔اس نے بھا پر زور دیا۔۔میں اپنے ابو اور ماں دونوں کی اجازت سے گ تھی جہاں بھی گ تھی آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے سوال کرنے والے؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔

اوہ۔۔۔ایسی کونسی جگہ ہے جہاں دوپہر کے ساڑھے تین بجے سے سوا چار بجے تک تم رہی ہو اپنے ماں باپ کی اجازت سے؟ ایاز استہزایہ انداز میں بولا تو احرین نے خود کو بمشکل کچھ کہنے سے روکا اور ضبط سے بولی۔

ساتھ والے گھر گ تھی امی نے کھانا بنایا تھا وہ دینے گ تھی انکے ہاں ابو کے کو جاننے والے ہیں۔اسے پتہ تھا بتا دینا ہی ٹھیک رہے گا ورنہ جان بوجھ کر تماشہ بنانے کے تو یہ شوقین تھیں۔

اچھا۔۔۔ایاز ڈھیلا پڑا۔

اگر پہلے ہی بتا دیتی تو میں اتنا پریشان تو نا ہوتا نہ۔ایاز اب مسکرا کر بولا تو احرین نے بیزاریت سے اسکو دیکھا اور باہر جانے لگی جب ایاز نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔اسنے حیرانگی سے مڑ کر دیکھا۔اس نے شعلہ برساتی نظروں سے ایاز کی جانب دیکھا اور اور غصے سے بولی۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔

اور اگر نہ چھوڑا تو؟ ایاز ایک قدم آگے بڑھ کر بولا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں مقتدئی محبت ہوں

لبہ حفیظ

سلسلہ وار ناول - : پہلی قسط

کب آ رہے ہو تم۔۔؟؟""

کارلس نے پاپ کارن منہ میں بھرتے ہوئے ڈیوڈ سے پوچھا۔

پتہ نہیں۔۔ابھی سوچا نہیں۔"۔"

اسنے لاپروائی سے کہا۔

جین فکرمند ہے تمہارے لیے۔اسلیے بتانے میں کوئی حرج نہیں کہ کب تک لوٹو گے۔"۔"

اوہ ڈیڈمی کو بتادیں کہ میں اب یہی نہیں رہا۔۔وہ پریشان ہونا چھوڑ دیں۔"۔"

اسکا موڈ خراب ہوا۔۔

یہ بات وہ نہیں سمجھتی۔"۔"

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کمپنی نے ایک ہفتے کے لیئے بھیجا ہے اسکے بعد ایک دو دن رک جاونگا۔یا زیادہ ابھی پتہ نہیں ہے۔"۔"

وہ بیزار ہوا۔۔

چلو ٹھیک ہے۔ٹو کیو انجوائیکرو۔۔اپنا خیال رکھنا"۔"

او کے ڈیڈ۔۔گڈ نائٹ""

اسنے ویڈیو کال کاٹ دی۔۔اسے آگے کا پلان بنانا تھا۔۔

دادو آپ بابا کو منع کر دیں"۔"

وہ منہ بنائے بیٹھی تھی

کیسے منع کر دوں۔وہ ٹکٹ بھیج چکا بیتہاری"۔"

صبیحہ بیگم نے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"میں دس سال سے انکو ملی تک نہیں۔۔میں کیسے رہونگی انکے پاس۔۔اور ویسے بھی میں آپکو چھوڑ کر نہیں جانے والی۔"۔

وہ رونے والی ہوگئی۔۔

"دیکھو میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم نہیں رہا کہ اب مزید تمہارا خیال رکھ سکوں۔اب تمہارا اپنے بابا کے ساتھ رہنا ہی بہتر ھے۔"۔

دادو پلیز زززنا۔۔میں آپکو کبھی تنگ نہیں کرونگی۔۔نہ ہی ضد کرونگی۔۔پلیز پلیز پلیییییز۔۔""

اسنے پلیز کو لمبا کیا۔۔وہ انہیں مکھن لگا رہی تھی۔

تم مجھے اب بھی تنگ کر رھی ہو۔۔جا جا کر پیکنگ شروع کرو۔"۔"

انہوں نے جھنجھلا کر کہا۔۔

میں کیسے جاونگی اتنا لمبا سفر اکیلے کیسے کرونگی۔۔"۔"

اسنے انکی بات نظر انداز کی۔۔

"تم اب بچی نہیں ہو۔تم نے کونسا اونٹوں پہ سفر کرنا ہے۔۔یہاں سے بیٹھنا استنبول اترنا ہے۔وہاں سے وہ تمہیں لے لیگا۔"

دادو کے پاس ہر مسئلے کا حل تھا۔۔نتیجا وہ منہ بسورتی ہوئی اٹھ گء۔۔ترکی جانے کا اسکا زرا بھی موڈ نہیں تھا۔۔اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔نمرہ احمد کے ناول پڑھ پڑھ کر چاہے اسے ترکی پسند تھا لیکن ہمیشہ کے لیے وہاں جانا قبول نہیں تھا۔

دادو مجھ سے زرا بھی پیار نہیں کرتیں اسلیے اتنا دور بھیج رہی ہیں۔۔وہ بیدلی سے سے پیکنگ میں لگ گئی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تم نے ایک ہفتے کا کہا تھا اور تمہیں دو ہفتے ہو چکیہیں ۔"۔"

جین نے غصے سے کہا۔۔

اوہ مام ٹو کیو ہے ہی اتنی خوبصورت۔۔یہاں سے واپس آنے کا دل نہیں کر رہا۔"۔"

ڈیوڈ نے مزے سے کہا۔۔

مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا یہ تمہاری کس قسم کی کمپنی ہے جس نے اتنا آزاد چھوڑا ہوا تمہیں ۔"۔"

انکے ایمپلائی نے انکو اتنی اچھی ڈیل کر کے دے رہی ہے تو وہ اتنی آزادی تو دے ہی دیں گے۔"۔"

ڈیوڈ نے کالر اچکائے۔۔

ویسے آپ پریشان نہ ہوں میں کل کمپنی کو بولتا ہوں واپسی کی فلائٹ کا۔"۔"

وہ جین کا چہرہ دیکھ کر بولا۔۔

تھینک گاڈ۔ہمیں تمہارا انتظار رہیگا۔تمہارا ڈنر ہمارے ساتھ کرنا۔""

جین کھل اٹھی۔

کوشش کرونگا ابھی پتہ نہیں ہے کمپنی کونسی فلائٹ دیتی۔"۔"

ڈیوڈ نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔۔وہ اب رسمی باتیں کر رہے تھے۔۔وہ جانتا تھا جین اس سے بہت محبت کرتی ہے۔۔اسلئے وہ اب تک اسکی بات مانتا تھا۔۔ورنا اسکی سوسائٹی میں بھی والدین سے کبھی کبھار ہی ملاقات ہوتی تھی۔۔اسکے علاوہ جین اور کارلس دونوں کا تعلق ایسی جرمن فیملیز سے تھا جن میں جرمن روایات کو برقرار رکھنے کی وجہ سے خاندانوں کا احترام باقی تھا۔۔اسلیئے وہ نا چاہتے ہوئے بھی واپس آ رہا تھا۔۔

۔پتہ نہیں اور کتنی دیر ہے۔۔؟؟

اس نے گھڑی دیکھی۔۔اسکا جہاز لاہور رکا ہوا تھا۔۔وہاں آدھا گھنٹہ سٹے تھا۔۔سٹاف فلائٹ ہونے کی وجہ سے انہیں لانج میں جانے کا نہیں کہا گیا تھا۔۔اسکی اگلی منزل استنبول تھی۔اسے جین کی وجہ سے اس فلائٹ سے آنا پڑ رہا تھا ورنہ برلن ڈائریکٹ فلائٹ کے لیے اسے رکنا پڑتا۔۔

اسنے ادھر ادھر دیکھا۔کافی سیٹوں پر لوگ آ چکے تھے۔۔اسکے ساتھ والی سیٹ ابھی تک خالی تھی۔۔اسنے سکون کا سانس لیا۔۔اسے زیادہ باتیں کرنے والوں سے الجھن ہوتی تھی۔۔وہ اٹھ کر باتھ روم چلا گیا۔۔واپس آیا تو اسکے ساتھ والی سیٹ پر کوئی آ چکا تھا۔۔۔اسکا موڈ خراب ہوا۔۔وہ بیٹھا تو اسکی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے وجود نے اسے گردن موڑ کر دیکھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ نقاب پہنے کوئی لڑکی تھی۔۔وہ اسے ایک نظر دیکھ کر پھر رخ موڑ گئی۔۔ڈیوڈ دیکھ چکا تھا۔وہ رو رہی تھی۔۔

۔۔اسکو افسوس ہوا۔۔بیچاری کیسے کالے کپڑے میں بند ہے۔۔اسی لیے رو رہی ہوگی۔۔وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے اندازے لگا رہا تھا۔وہ مسلمانوں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا تھا اور کسی عبائے والی لڑکی کو اتنے قریب سے دیکھنا اسکا پہلا تجربہ تھا۔۔

پتہ نہیں کون ہوگی۔؟اسطرح کہاں جا رہی ہوگی۔۔القاعدہ،طالبان اور داعش سب اسکے ذہن میں گھوم گئے۔۔وہ پریشان بھی ہو رہا تھا اور متجسس بھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قسمت ہی خراب ہے ایک تو پہلے ہی دادو نے زبردستی بھیج دیا اب دیکھو سیٹ کس کے ساتھ ملی۔۔

اسکے رونے میں اضافہ ہو گیا۔۔وہ سمٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اللہ میاں جلدی سے استنبول آ جائے اور میں یہاں سے اٹھ جاں۔۔

وہ بے حد ان کمفرٹیبل تھی۔۔جہاز پرواز کر رہا تھا۔۔وہ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔اس نے ایک دفعہ کے بعد دوبارہ مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اکڑ رہی تھی۔۔رخ موڑے موڑے اسکی گردن درد کرنے لگ گئی تھی۔۔۔

اچانک جہاز کو ایک جھٹکا لگا۔جہاز لرز کر رہ گیا۔اسکی چیخ نکل گئی۔۔مسافروں میں سراسیمگی پھیل گئی۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔سب ٹھیک ہے۔۔آپ لوگ اپنی سیٹوں پہ بیٹھے رہیں اور سیٹ بیلٹ باندھ لیں۔"۔"

ائر ہوسٹس نے انکو تسلی دی۔۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ لڑکا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟؟""

وہ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر بولا۔ہمم ""

وہ ہنکارا بھر کر رخ موڑ گئی۔۔ڈیوڈ کا دل کیا وہ اس سے بات کرتی یا کم از کم اسکی طرف دیکھ ہی لیتی۔۔وہ اسے خطرناک نہیں لگی تھی۔۔اسکی صرف آنکھیں ظاہر تھیں۔۔آواز سے لگتا تھا وہ زیادہ بڑی عمر کی نہیں ہے۔

وہ ابھی اسی سوچ میں گم تھا کہ جہاز کو ایک اور جھٹکا لگا۔

اسکے بعد ایک اور۔۔۔مسافروں کی چیخیں نکل گئیں اللہ اکبر،لا الہ الا اللہ۔۔

ڈیوڈ نے آواز سن کر حیرانی سے اپنے ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھا۔۔وہ خود بھی گھبرایا ہوا تھا۔۔جہاز ڈول رہا تھا۔۔

جیسے جیسے جھٹکے تیز ہوتے اسکے پڑھنے میں تیزی آ جاتی۔۔انکے سامنے سکرینز پر پیراشوٹ اور لائف جیکٹ کے استعمال کا طریقہ چلنے لگا تھا۔۔آکسیجن ماسک چلنے لگے تھے۔الارم بج رہا تھا۔۔ائر ہوسٹس سب کو پرسکون رہنے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اچانک انکا جہاز سیدھا زمین کی طرف ہو گیا۔۔ڈیوڈ نے آنکھیں بند کر لیں۔۔انہوں نے سیٹ بیلٹ نا باندھی ہوتی تو وہ سیٹوں سے اڑ چکے ہوتے۔جہاز تیزی سے نیچے جا رہا تھا مسافروں کی چیخ وپکار اونچی ہو گئی تھی۔۔۔ایک جھٹکے سے جہاز سیدھا ہو گیا۔۔

کتنی ہی دیر وہ اپنے آپ کو یقین ہی نی دلا سکا کہ وہ زندہ ہے۔۔تھڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ لڑکی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔اس نے اسکے کوٹ کا کف مٹھی میں بھنچا ہوا تھا۔۔وہ ابھی تک سخت ڈری ہوئی تھی۔۔شاید اسے خیال نہیں رہا تھا کہ اسنے اسکا بازو پکڑا ہوا ہے۔۔

یہ۔یہ کیا ہوا تھا۔۔؟؟""

وہ اردو میں بولی۔

واٹ۔""

ڈیوڈ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔۔وہ دوبارہ رونے لگ گئی تھی۔۔

یہ کیا ہوا تھا۔"

۔وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔۔

جھٹکا پھر لگا۔وہ سہم گئی۔۔

میں خود نہیں جانتا۔"۔"

وہ بھی خوفزدہ تھا۔۔جہاز کی ایک طرف سے عجیب سی آوازیں آنے لگ گئی تھیں۔۔جیسے کوئی مشینری خراب ہو گئی ہو۔مسافروں مین خوف وہراس پھیلا ہوا تھا۔۔بچے اور خواتین نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔

معزز مسافرین۔۔""

پائلٹ کی آواز گونجی۔۔جہاز میں خاموشی چھا گئی۔

"جہاز کے انجن سے پرندہ ٹکرانے کے باعث ہمارا ایک انجن کام کرنا چھوڑ چکا ہے۔۔اور ریڈار سے رابطہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے ھم اپنی ڈائریکشن کھو بیٹھے ہیں۔۔پرسکون رہیں۔۔مسئلے پر جلد ہی حل پا کر جہاز کو لینڈ کیا جائے گا۔۔شکریہ۔"۔

مسافروں کی دعاں میں شدت آ گئی۔۔وہ دونوں ہاتھ باندھے دعا کرنے لگا۔۔اسے ابھی مرنا نہیں تھا۔۔اسکے ساتھ بیٹھا وجود مسلسل وہی الفاظ دہرانے میں مشغول تھا۔۔خوف سے سب کے خون خشک ہو چکے تھے۔۔کوئی مسافر بیہوش ہو گیا تھا۔۔ائر ہوسٹس اسکو سنبھالنے میں لگی تھیں۔۔موت کا خوف انکے حواسوں پہ چھایا ہوا تھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

معزز مسافرین۔۔ریڈار سے رابطہ بحال ہوگیا ہے۔۔ہم جلد ہی قریبی جگہ باکوائر پورٹ پر لینڈ کرینگے۔۔براہ کرم اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہیئے۔شکریہ۔۔

پائلٹ کا اعلان ختم ہوگیا۔۔مسافروں میں اضطراب کم ہوالیکن خطرہ ابھی بھی تھا۔۔کوئی نہیں جانتا تھاوہ باکوائیر پورٹ تک بھی پہنچ سکیں گے یانہیں؟

اب کیاہوگا۔۔

وہ خودکلامی کررہی تھی۔جہاز میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔جہاز اب لینڈ کررہا تھا۔رن وے پراترتے ہی اسکے ٹائرزور سے زمین سے ٹکرائے۔۔اور جہاز دوبارہ ہوامیں بلند ہوگیا۔۔ایک بار پھر چیخیں بلند ہوگئیں۔۔سیٹ بیلٹ باندھے ہونے کے باوجود وہ سب اچھل پڑے تھ

کیا آپکو باکو کا پتہ ہے۔۔؟؟

ڈیوڈ نے اس سے پوچھا۔۔وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔خوف سے اسکی آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔جہاز ابھی بھی لرز رہا تھا۔۔۔جہاز دوبارہ رن وے پر ٹکرایا اور گھسٹنے لگا۔۔اسکا ایک پر زمین کو چھو رہا تھا۔۔اس نے آنکھیں بند کر کے کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔اسکے ہاتھ میں جو آیا وہ اسے پکڑ کر سر جھکا گئی۔۔لاشعوری طور پر اس نے چھپنے کی کوشش کی تھی۔۔اسکے ذہن میں ہر رشتہ گھوم گیا۔۔جنکو دیکھنے کی امید ختم ہوگئی تھی۔۔جہاز دور تک گھسٹتا چلا گیا تھا۔مسافروں کی چیخیں اب پھٹی پھٹی ہوگئیں تھیں۔۔خوف سے انکے سانس تک رک گئے تھے۔۔پائلٹ نے بمشکل جہاز روکا۔۔کیتنی ہی دیر سب اپنی جگہ ساکت رہے۔۔خوف نے انہیں منجمد کردیا تھا۔۔کسی کو بچ جانے کا یقین ہی نہیں ہورہا تھا۔تھوڑی دیر میں انکے حواس بحال ہوئے جہاز کا انجن آگ پکڑ چکا تھا۔فائر بریگیڈ یر کی گاڑیوں نے جہاز کو گھیر لیا تھا۔

اسنے سر اٹھا کر دیکھا وہ اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے کا بازو پکڑے ہوئے تھی۔وہ بھی جھکا ہوا تھا۔اس نے جھینپ کر بازو چھوڑ دیا۔۔اسے سخت گھبراہٹ ہورہی تھی۔

آپ ٹھیک تو ہیں۔؟؟

ڈیوڈ نے دوبارہ پوچھا۔۔

جی اور آپ۔۔؟؟

اس نے مروتا پوچھ لیا ورنہ اسکا بازو پکڑنے پر اسے اچھی خاصی شرمندگی ہورہی تھی۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔

وہ مسکرایا۔۔اسے حیرانی ہورہی تھی کہ اتنی افراتفری میں سب کی طرح اسکا حلیہ خراب ہوگیا تھا لیکن اسکا چہرہ نظر نہیں آیا تھا۔۔جہاز کا سسٹم بند ہونے کی وجہ سے حبس ہوگیا تھا۔۔انہیں جہاز سے اترنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آگ اگر فیول ٹینک تک پہنچ جاتی تو جہاز دھماکے سے اڑ جاتا۔۔خطرہ ابھی بھی ٹلا نہیں تھا۔۔بچے گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہے تھے۔دس منٹ میں وہ سب پسینے میں بھیگ چکے تھے۔۔وہ سوچ رہا تھا اسکت ساتھ بیٹھی لڑکی سانس کیسے لے رہی ہوگی۔۔وہ مسلسل لا الہ کا ورد کر رہی تھی۔۔الفاظ اجنبی تھے لیکن ان سے ڈیپریشن کم ہو رہی تھی۔۔

ائر ہوسٹس انکو پانی کی بوتلیں دے گئی تھی۔۔ڈیوڈ نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔۔گرمی سے برا حال تھا۔وہ پینے لگا جب اسکی نظر پڑی وہ لڑکی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔پانی کم پڑ رہا تھا اسلئے ان دونوں کو ایک ہی بوتل ملی تھی۔۔

اوہ سوری۔۔آپ پانی پینا چاہیں گی۔۔؟؟""

وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔ڈیوڈ نے پانی اسکی طرف بڑھا دیا۔۔وہ دوسری طرف منہ کر کے پینے لگ گئی۔۔ڈیوڈ آدھی بوتل خالی کر چکا تھا۔۔اسکے باوجود اس لڑکی نے تھوڑا سا پانی پی کر باقی اسکی طرف بڑھا دیا تھا۔۔وہ دیکھ چکی تھی کہ اسنے ابھی پانی نہیں پیا تھا۔ڈیوڈ کو اسکی معصوم سی قربانی اچھی لگی تھی۔وہ خطرناک نہیں تھی۔

آدھے گھنٹے بعد انہیں اترنے کی اجازت مل گئی تھی۔۔وہ کھڑی ہوئی تو اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔لرزتے قدموں سے وہ جہاز سے اتری۔۔آگ سے دروازے جام ہو گئے تھے۔انہیں کاک پٹ کے دروازے سے اتارا گیا تھا۔۔

وہ لانج میں آئی اسنے کوئی پاکستانی فیملی ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔خوف اور گھبراہٹ میں اسے کوئی نظر بھی نہیں آئی۔۔وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔۔اچھی طرح رو لینے کے بعد اسنے خود کو سنبھالا وہ اب اتنی کمزور بھی نہیں تھی۔۔۔

۔اسنے ادھر ادھر دیکھا اسے وہ جہاز والا لڑکا نظر آیا وہ فون پر بات کر رہا تھا۔۔وہ اسکی طرف بڑھی کہ اسے ایک عورت نظر آئی۔۔حلیے سے وہ پاکستانی لگتی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر اسے حوصلہ ہوا۔۔

السلام علیکم

اس نے سلام کیا۔جواب سر ہلا دیا گیا۔۔

آنٹی کیا آپ ایک منٹ کے لیے اپنا موبائل دے سکتی ہیں؟؟ کیوں؟

۔۔بے رخی سے جواب ملا

وہ میں اپنے گھر اطلاع کرنا چاہتی تھی۔۔

اسنے جھجکتے ہوئے کہا۔۔

میری سم نہیں چل رہی۔۔

پھاڑ کھانے والے انداز میں جواب ملا۔۔وہ کڑھتی ہوئی واپس اپنی جگہ پر آ گئی۔۔اسے پریشانی ہو رہی تھی۔۔

اسکے پاس باکو کی کرنسی بھی نہیں تھی ورنہ فون بوتھ سے کال کر لیتی۔۔

کیا آپ اپنے گھر کال کرنا چاہیں گی۔؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ڈیوڈ نے اسکے پاس آ کر کہا۔۔وہ اسکو اس عورت سے موبائل مانگتا دیکھ چکا تھا۔۔عام حالات میں وہ کبھی نہ لیتی لیکن اس وقت اسے واقعی ضرورت تھی۔۔

یہ لیں کال کر لیں۔۔

اسکو شش و پنج میں مبتلا دیکھ کر ڈیوڈ نے فون آگے بڑھایا۔۔

تھینک یو۔۔

اسنے تشکر سے اسے دیکھتے ہوئے موبائل پکڑ لیا۔۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں ہمیں کتنی دیر رکنا ہے یہاں۔۔؟؟

ڈیوڈ خوشی سے جھوم اٹھا وہ کب سے اس انتظار میں تھا کہ وہ لڑکی اس سے کوئی بات کر لے۔۔

جی۔ہمارا جہاز کافی ڈیمج ہوا ہے۔۔اسلئے کمپنی کسی دوسری فلائٹ کا انتظام کریگی۔۔

اس میں کتنا ٹائم لگے گا۔۔؟؟

شاید اڑتالیس گھنٹے۔۔۔

کیا۔؟؟

وہ مارے گھبراہٹ کے کھڑی ہوگئی۔۔اسکی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تھا۔۔

مطلب کہ 2 دن۔۔

جی میں نے پتہ کیا ہے تھوڑی دیر میں ہمیں ہوٹل بھیج دیا جائے گا۔۔

ڈیوڈ نے تفصیل بتائی۔۔

تو خرچ وغیرہ۔۔

وہ کمپنی برداشت کریگی۔۔

وہ دھم سے بیٹھ گئی۔۔دو دن انجان ملک میں تنہا رہنے کا خیال ہی سوہان روح تھا۔۔وہ اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔

آپ فون کر لیں۔

۔ڈیوڈ نے کہا تو وہ خالی نظروں سے اسے تکنے گئی۔۔

میڈم۔۔یہ۔۔لیں۔۔

۔وہ چونکی۔۔

فون نہیں کرینگی آپ۔؟

ڈیوڈ نے نے کہا تو وہ نمبر ملانے لگی۔۔اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ڈیوڈ کو وہ بلکل معصوم سی لگی۔۔کسی بچی کی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

طرح ڈری ہوئی۔۔وہ اب فون پر بات کر رہی تھی۔۔اردو بولنے کی وجہ سے ڈیوڈ کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔لیکن پتہ لگ رہا تھا کہ وہ اپنی صورتحال بیان کر رہی تھی۔۔وہ اسکی طرف دیکھتا رہا۔۔نقاب کے باوجود اس میں عجیب سی کشش تھی۔۔

دادو کو کال کر کے اسنے ساری بات بتائی تو اسے سکون ہوا۔۔دادو نے کافی حوصلہ دیا تھا۔۔اسنے فون بند کر کے اس لڑکے کی طرف بڑھایا۔۔ڈیوڈ نے مسکرا کر لے لیا۔۔

میں ڈیوڈ ہوں۔۔

ڈیوڈ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔وہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔ڈیوڈ نے پریشانی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔اسے اس لڑکی کی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

میں اشک۔۔۔۔اشک قمر

وہ جواب دے کر رخ موڑ گئی۔۔

اشک۔۔سننے میں اچھا لگتا ہے۔۔

ڈیوڈ نے کہا تو وہ رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

اور داد بھی۔۔

وہ آہستگی سے بولی۔۔

داد نہیں ڈیوڈ۔۔میرا نام ڈیوڈ ہے۔۔

ڈیوڈ نے تصحیح کرنی چاہی۔۔اسے لگا وہ مسکرائی ہے۔

۔ڈیوڈ اصل میں داد سے ہی بنا ہے۔۔اور میں پیغمبروں کے نام نہیں بگاڑتی۔۔

اشک نے رسان سے کہا۔۔

داد۔۔پیغمبر۔۔

وہ ناسمجھی سے بولا۔

فلائٹ کیپسنجرز کو ہوٹل لے جانے والی بسیں آ چکی ہیں۔۔ac9038

انہوں نے کسی کو کہتے سنا۔۔وہ بات ادھوری چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

وہ دونوں آگے پیچھے بس میں داخل ہوئے۔۔ہوٹل پہنچ کر کچھ ضروری کاروائی کے بعد انہیں کمروں میں بھیج دیا گیا۔۔انہیں ایک ہی منزل پر کمرے دیے گئے تھے۔۔کمرے میں آ کر اس نے دروازہ اچھی طرح لاک کیا اور نہانے چلی گئی۔۔۔وہ نہا کر آئی تو کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔اسکی کئی نمازیں رہ گئیں تھی۔۔جائینماز نہ ہونے کی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وجہ سے اسے چادر بچھا کر نماز پڑھنی پڑی۔۔

نماز پڑھ کر اسے سکون ہوا۔۔اسکے حواس بحال ہوئے ورنہ موت کے اتنے قریب سے گزرنے کے بعد اس پر مسلسل کپکپی طاری تھی۔۔نماز پڑھ کر اسنے کھڑکیاں کھول کر دیکھا۔۔وہ حیات ریجنسی میں کھڑی تھی۔۔سامنے کیسپئن سی) بحیرقزوین (ہلکورے لے رہا تھا۔۔باکو کے باشندے اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے۔۔اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اسے کبھی اسطرح اکیلے کسی شہر میں رہنا پڑے گا۔۔وہ تھوڑا خوش ہوگئی۔۔اسے ایڈونچر پسند تھے۔۔

وہ کافی دیر کھڑکی کھول کر کھڑی رہی۔۔پھر تھک کر بیڈ پر آ لیٹی۔۔آج کا دن خوف اور تھکاوٹ سے بھرپور تھا۔۔

ڈاوڈ۔۔داڈ۔۔اشک۔۔

ڈیوڈ نے اشک کے لہجے میں اپنا نام بولنے کی کوشش کی۔۔اسے وہ نام اچھا لگا تھا۔۔اور وہ بے چہرہ لڑکی بھی۔۔ڈری ڈری سی۔۔وہ مسلم تھی لیکن اتنی بھی ڈرانی نہیں تھی۔۔اس میں کشش تھی۔۔اس سے وحشت نہیں ہوتی تھی۔۔

اور اسکی آنکھیں۔۔سیاہ رات جیسی۔۔پانیوں سے بھری ہوئی۔۔میک اپ اور مصنوعی پلکوں سے پاک۔۔بہت خوبصورت تھیں۔عجیب بات تھی کہ اتنے ہنگامے میں بھی اسکا چہرہ نظر نہیں آیا تھا۔۔وہ اسکے بارے میں سوچتا سوچتا نجانے کب سو گیا۔۔

اشک کی آنکھ صبح انٹرکام کی بیل سے کھلی۔۔ہوٹل والے ناشتے کے لیے بلا رہے تھے۔۔اس نے اٹھ کر دیکھا تو باکو کا دن چڑھ چکا تھا۔۔اسے افسوس ہوا اسکی فجر کی نماز رہ گئی تھی۔۔وہ نماز قضا کر کے نیچے اتری تو نروس ہوگئی۔۔عبائے والی وہ وہاں اکیلی تھی۔۔خود کو مضبوط کرتے ہوئے وہ کاؤنٹر پر آ گئی۔۔وہ ٹرے لیکر مڑی تو تقریبا ساری میزیں بھر چکی تھیں۔اسکو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہاں بیٹھے۔۔وہ آگے بڑھی تو اسے ڈیوڈ نظر آیا۔۔اسکے ساتھ کوئی بیٹھا تھا جو اٹھ کر جا ہی رہا تھا۔۔اسکے سامنے والی ٹیبل پر لڑکیوں کا گروپ بیٹھا تھا ان کے ساتھ ایک کرسی خالی تھی۔۔

آئیں اشک۔۔

وہ اسے دیکھ کے کھل اٹھا۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی طرف بڑھ گئی۔۔

میں سمجھا آپ نہیں آئیں گی۔۔

وہ خوشی سے بولا۔۔اشک نے حیرت سے دیکھا۔۔وہ کیوں اس سے اتنا فری ہو رہا تھا۔۔

اب کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔؟؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ چاہتا تھا وہ اس سے بات کرے۔۔وہ اسکے پاس خاموش نہیں بیٹھنا چاہتا تھا۔۔

اچھا۔۔

وہ مختصر جواب دیکر کھانے میں مگن ہوگئی۔۔وہ اسے دیکھنے لگا۔۔وہ آرام سے ناشتہ کر رہی تھی۔۔وہ حیرانی سے اسے تکتا رہا۔۔اشک نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔اسے الجھن ہو رہی تھی۔۔

۔اوہ سوری۔

وہ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر گڑبڑا گیا۔۔

وہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کھا کیسے رہی ہیں۔۔؟؟

کیوں؟؟

اشک نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

وہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا آپکا منہ کہاں ہے اور نوالہ جا کہاں رہا ہے۔۔

ڈیوڈ نے پریشانی سے کہا۔۔اشک کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔آپ واقعی یہ سوچ رہے۔۔؟؟

ڈیوڈ نے ہونقوں کی طرح سر ہلا دیا۔۔

میرا منہ اس نقاب کے پیچھے ہے اور نوالہ بھی اسی میں جا رہا۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔

آپ یہ کیوں پہنتی ہیں۔۔؟؟

کیونکہ یہ میرے اللہ کا حکم ہے۔۔

کس کا حکم۔۔؟؟

اللہ کا۔۔۔

اللہ۔۔!!

ڈیوڈ نے دہرایا۔۔اسے وہ مختلف سا لگا۔۔

کیوں حکم ہے۔۔؟؟

محبت کرنے والے کیوں نہیں پوچھتے بس اطاعت کرتے ہیں۔۔

لیکن اسکی کوئی لاجک ہونی چاہیئے۔۔

وہ مطمئن نہیں ہوا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ آپ دیکھ رہے۔۔

اشک نے لانچ سے باہر نظر آنے والی ریت کی طرف اشارہ کیا۔۔ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اگر یہ بریڈ اسمیں گر جائے اور ساتھ میں یہ بھی۔۔

اشک نے پلاسٹک ریپ کی ہوئی بریڈ کی طرف اشارہ کیا۔۔

تو آپ کونسی اٹھا کر کھائینگے۔۔؟؟

آف کورس ریپ والی۔۔

ڈیوڈ نے قطعیت سے کہا۔۔

تو بس یہ بھی ریپر ہے دنیا کی گندگی سے بچنے کے لیے۔۔

وہ آخری لقمہ کھا چکی تھی۔۔ڈیوڈ گہری نظروں سے ریپ والی بریڈ کو دیکھ رہا تھا۔

اوکے میں چلتی ہوں

وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولی۔۔

آپ کافی نہیں پیتی؟؟

وہ چونک کر بولا

نہیں میں چائے پیتی ہوں۔۔

تو وہ پی کر جائیگا میں لاتا ہوں۔۔

وہ اٹھتا ہوا بولا۔۔وہ اسے کچھ دیر اور روکنا چاہتا تھا۔۔

نہیں میں خود۔۔

اشک نے کہنا چاہا۔۔لیکن وہ اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔آخر یہ لڑکا اتنی مہربانیاں کیوں کر رہا مجھ پر

کاش یہ مسلمان ہو جائے۔۔اتنا اچھا بندہ جھنم میں جائے گا بغیر ہدایت کی وجہ سے۔۔اسنے کاؤنٹر پر کھڑے ڈیوڈ کی

پشت کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔

وہ چائے لیکر آیا تو وہ بحیرہ کیسپئن دیکھنے میں مگن تھی۔۔

سمندر پسند ہے آپکو۔۔؟؟

وہ اسکی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے بولا۔۔

ہاں بہت۔۔

اشک نے چائے کا گھونٹ بھرا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آپ چلیں گی وہاں میرے ساتھ۔۔؟؟

اسنے فوراآفر کی۔۔

نہیں میں نہیں جاسکتی۔۔

اشک نے قطعیت سے کہا۔۔

پلیز اشک۔۔

نہیں سوری۔۔

اوکے جیسے آپکی مرضی۔۔

وہ مایوس ہوا۔۔اشک خاموشی سے چائے پینے لگی۔۔

ویسے آپ ترکی کیوں جارہی ہیں۔۔؟؟

وہ اسکے پاس خاموش نہیں بیٹھنا چاہتا تھا۔۔

میں اپنے ڈیڈ کے پاس جارہی ہوں۔۔

آپ ترکش ہیں؟

نہیں مام ترکش تھیں۔۔ڈیڈ پاکستانی۔۔

وہ چائے ختم کرچکی تھی۔۔

آپکا نام کس نے رکھا؟؟

وہ اٹھی تو وہ اسکے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

مام نے۔۔

کیا مطلب ہے اسکا۔؟؟۔

اسکے دو مطلب ہیں

وہ لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔۔وہ بھی ساتھ ہی داخل ہوگیا۔۔

اور وہ کیا۔۔؟؟

پاکستانی مطلب ہے آنسو اور ترکش مطلب ہے روشنی۔۔

وادونوں ہی بہت خوبصورت ہیں۔۔

لفٹ رک گئی تو وہ دونوں باہر نکل آئے۔۔اشک کا کمرہ پہلے آگیا تو اسنے سکون کا سانس لیا۔۔

اوکے میرا روم آگیا ہے۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے کارڈ لاک میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔

او کے اپنا خیال رکھئے گا۔

اسے پچھتاوا ہو رہا تھا کہ ہوٹل والوں نے اتنے قریب کمرے کیوں بنائے ہوئے تھے۔۔وہ اندر چلی گئی تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گیا۔۔اسکی باتیں بلکل نئی تھی اسکے لیے۔۔اسے اسکے ساتھ وقت گزارنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔

کاش تھوڑا وقت اور مل جاتا اسکے ساتھ۔۔

اسنے حسرت سے سوچا۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔۔اسکو ڈیوڈ کے رویے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔وہ پتہ نہیں کیوں اس سے اتنا فری ہو رہا تھا۔۔ویسے وہ اچھا تھا ڈیسنٹ سا۔۔

اسنے اپنا عبایا دھو کر پھیلا دیا۔۔دو پہر تک وہ کمرے میں بند بند بوریت سے پاگل ہونے والی ہو گئی تھی۔۔

بھلا میں اسکی بات مان ہی لیتی۔۔دو دن میں تو میں پاگل ہو جانگی یہاں۔۔

اس نے یاسیت سے سوچا۔

وہ ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو دروازے پر دستک ہوئی۔۔وہ خوفزدہ ہو گئی۔۔اسنے ڈرتے ڈرتے ہول سے دیکھا۔ڈیوڈ کھڑا تھا۔۔اسنے دروازہ کھول دیا۔۔اسنے چادر سے خود کو ڈھکا ہوا تھا۔۔

وہ میں بیچ پر جا رہا تھا۔۔۔ہوٹل سے اور لوگ بھی جا رہے ہیں۔۔آپ چلنا چاہیں گی پلیز۔۔

وہ ایک اور کوشش کرنے آیا تھا۔۔گاڈ یہ مان جائے۔۔وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگتا ہوا جواب کا انتظار کر رہا تھا۔۔اشک سوچ میں پڑ گئی۔۔

دیکھیں آپ کو یہ موقع زندگی میں شاید دوبارہ نا لے۔۔پلیز آ جائیں۔۔

وہ اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھ کر بولا۔۔

اچھا میں آتی ہوں۔۔ 2 منٹ۔۔

ڈیوڈ کا دل کیا خوشی سے اچھل پڑے۔۔

ٹیک یور ٹائم۔۔میں نیچے لانج میں انتظار کر لیتا ہوں۔۔

وہ مڑتے ہوئے بولا۔۔

کیا کروں جاں یا نہ جاں۔۔

وہ ابھی بھی کشمکش میں مبتلا تھی۔۔۔چلو چلی جاتی ہوں اور لوگ بھی تو جا رہے ہیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے سائڈ ٹیبل سے پھل کاٹنے والی چھری اٹھا کر پرس میں ڈال لی اور دعائیں پڑھ کر اپنے آپ پر پھونکتی ہوئی نیچے آ گئی۔۔ڈیوڈ اسی کے انتظار میں تھا وہ کھل اٹھا۔ہوٹل سے بیچ تک کا سفر انہوں نے کیب میں کیا۔۔باکو میں کیب عام تھی۔۔وہ لوگ ساحل پر پہنچے تو ھوا میں خنکی ہونے کی وجہ سے ساحل سن باتھ لینے والوں سے پاک تھا۔۔

بحیرہ کیسپئن پرسکون تھا۔۔اسکا نیلگوں شفاف پانی دھوپ میں چمک رہا تھا۔۔سطح پر کء بڑے بڑے جہاز کھڑے نظر آ رہے تھے۔۔ورکنگ ڈے ہونے کی وجہ سے ساحل پر کم ہی لوگ تھے۔۔واااا۔۔

اشک نے مبہوت ہو کر کہا۔۔وہ بچوں کی طرح پانی کی طرف بھاگی۔۔ڈیوڈ اسکا انداز دیکھ کر ھنس پڑا۔۔دادہ ہوتیں تو ضرور کہتیں کہ یہ لڑکی کبھی بڑی نہیں ہوگی۔۔اسنے جوتے اتار دیے وہ پانی میں پاں مار رہی تھی۔۔

تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ اتنی چیلنگ ہو سکتی ہو۔

وہ گھٹنوں تک پانی میں کھڑا ہو کر بولا۔۔کیوں؟؟

اشک نے جھک کر سیپ ڈھونڈتے ہوئے پوچھا۔۔

مطلب۔۔۔جیسا تمہارا گیٹ اپ ہے۔۔

اسنے جھجکتے ہوئے کہا۔۔اسے ڈر تھا وہ برا نہ مان جائے۔۔

یہ سب انسان کو انجوائے کرنے سے نہیں روکتا۔۔

اسنے اپنے نقاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

لیکن اسلام ایک شدت پسند مذہب ہے۔۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بول پڑا۔۔

تمہیں کس نے کہا۔۔؟؟

وہ سیپیاں جمع کر کے پتھروں کیطرف جاتے ہوئے بولی۔۔

سب کہتے ہیں

وہ بھی اسکے پیچھے چل دیا۔۔بات سنجیدگی کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

"میڈیا کی دکھائی جانے والی ہر بات کو سچ نہیں ماننا چاہئے۔۔ہر مذہب کے کچھ اصول ہوتے ہیں جنکو اسکے ماننے والے فالو کرتے ہیں اس سے اس مذہب کو شدت پسند نہیں کہا جا سکتا۔"۔

وہ پتھر پر بیٹھ گئی۔۔وہ موتیوں والی سیپیاں نہیں تھیں۔۔بلکہ گھونگھے کی طرح گول لپٹی ہوئی تھیں۔۔

لیکن آزادی ہر انسان کا حق ہے۔۔وہ جیسے مرضی زندگی گزارے۔۔اسے اس بات کا حق ملنا چاہیے۔۔۔

وہ اسکے ساتھ پڑے پتھر پر بیٹھ گیا۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بحث کر رہا تھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہاں نا۔۔ ہر انسان کو حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کی زندگی گزارے۔۔ ہم نے یہ طریقہ چنا تو ہم پر تنقید کیوں؟؟
ہمیں بھی اختیار ملنا چاہئے کہ ہم جیسی مرضی زندگی گزاریں۔۔
وہ سیپ صاف کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔۔ ڈیوڈ لاجواب ہوا تھا۔۔ اور متاثر بھی۔۔ وہ دونوں اب خاموشی سے سمندر دیکھ رہے تھے۔۔

مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔

اشک نے ڈھلتے سورج کو دیکھ کر کہا۔۔

کیا پڑھنی ہے؟؟

نماز۔۔ مطلب پرے کرنی ہے گاڈ سے۔۔

اشک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔ اسکا پرس اسکی گود سے نیچے گر گیا۔۔ وہ جھک کر اٹھانے لگی۔۔

کہاں کرو گی پرے۔۔؟

ڈیوڈ نے پوچھا۔۔

پتہ نہیں پہلے وضو تو کر لوں۔۔

وہ پانی کی طرف بڑھ گئی۔

اب وہ کیا ہے؟؟

اسے اشک کے ساتھ ہر بات نئی پتہ چل رہی تھی۔۔

دیکھ لینا۔۔

وہ چلو میں پانی بھر رہی تھی۔۔ وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔۔ اسنے منہ دھویا بازو دھوئے۔۔ ڈیوڈ کے بغور دیکھنے کے باوجود اسے سمجھ نہیں آیا آخر اسنے منہ اور بازو ظاہر کیے بغیر کیسے دھو لیے تھے۔۔ ایسا لگتا تھا وہ اکثر ایسا کرتی رہتی ہے۔۔ وہ اب پاں دھو رہی تھی۔۔

تم کیسے کر لیتی ہو یہ سب۔۔

بہت آسانی سے۔۔۔ موبائل ملے گا تمہارا۔۔

ہاں یہ لو۔۔؟

ڈیوڈ نے موبائل نکال کر دے دیا۔۔

پاسورڈ؟؟؟

اشک۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اشک جواب میں ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔

3098

وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔اشک خاموشی سے قبلہ سرچ کرنے لگی۔

یہ لو تھینکس۔۔

وہ موبائل واپس کر کے چلدی۔۔اسکا رخ درختوں کی طرف تھا۔۔

تم وہاں کرو گی پرے۔۔؟؟

ہاں وہ جگہ زرا سائڈ پر ہے۔۔

وہ جاتےہوئے بولی۔۔وہ اسے دیکھتا رہا۔۔اسکی سنگت کتنی خوشگوار اور خوبصورت تھی۔۔وہ اپنے اندر ایک جہان لیے ہوئے تھی۔ڈیوڈ کا دل چاہا وہ اسے کھوجتا رہے اور زندگی بتا دے۔۔

یہ بات نہیں تھی کہ وہ کبھی لڑکیوں سے ملا نہیں تھا۔۔اسکی پرسنیلٹی پر لڑکیاں فدا تھیں۔۔وہ کئی لڑکیوں سے مل چکا تھا وقت گزار چکا تھا۔اسکی گرل فرینڈ موجود تھی جس سے وہ شادی کرنے والا تھا۔لیکن اشک کے ساتھ وہ الگ محسوس کر رہا تھا۔۔جیسے وہ اپنی مرضی سے کسی سحر میں مبتلا ہو گیا ہو اور اس سے نکلنا نہ چاہتا ہو۔

وہ نماز پڑھ رہی تھی۔خوش قسمتی سے اسے درختوں کے نیچے چادر بچھی ہوئی مل گئی تھی۔۔وہ پورا دھیاں لگا کر نماز پڑھ رہی تھی۔۔وہ کئی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔وہ جانتی تھی اسکی توجہ زرا سی بھی ادھر ادھر ہوئی تو نماز قائم نہیں رکھ سکے گی۔۔

ڈیوڈ محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ صحیح نظر نہیں آ رہی تھی وہ آڑ میں تھی لیکن پھر بھی وہ اسے دیکھ رہا تھا۔سلام پھیر کر اسنے دعا مانگنی شروع کر دی۔۔اسکے وجود کا سکون ڈیوڈ کو اپنے اندر اترتے ہوئے محسوس ہوا تھا۔۔۔

دعا مانگ کر اسنے آنکھیں کھولیں تو ڈیوڈ نے تیزی سے اپنا رخ سمندر کی طرف موڑا۔۔اسکی نظر پڑی اشک والی جگہ پر کارڈ گرا ہوا تھا۔۔

ذیشان اشتیاق۔۔

اس پر استنبول کی کسی جگہ کا اڈریس اور نمبر لکھا ہوا تھا۔۔وہ شاید اسکے پرس سے گرا تھا۔۔

چلو آتی ہے تو دے دیتا ہوں۔۔ڈیوڈ نے کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔۔

داد۔

اسنے پیچھے سے آ کر پکارا۔۔

ہاں۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

چلو واپس چلتے ہیں۔

ڈیوڈ نے غور کیا وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کرتی تھی۔۔ بلکہ اسکی آنکھیں جھکی رہتی تھیں

"واپس۔۔نہیں میں تو ابھی میڈن ٹاور جانا چاہتا ہوں۔"۔

وہ اتنی جلدی اسکا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔

میڈن ٹاور۔۔؟؟

اشک نے ڈھلتے سورج کو پریشانی سے دیکھا۔۔کیسپئن اپنا رنگ بدل رہا تھا۔۔

ہاں تم بھی چلو نا بہت مزا آئے گا۔۔

نہیں۔۔تم چلے جانا مجھے ہوٹل واپس جانا ہے۔۔

ٹھیک ہے تم جا ہوٹل۔۔میں نہیں جا رہا۔۔

وہ ناراض سا ایک طرف چلنے لگا۔وہ مزید پریشان ہوگ ء۔۔اسنے کرنسی ایکسچینج نہ کروا کر کتنی بڑی غلطی کی تھی اسے اب احساس ہو رہا تھا۔۔اسے سمجھ نہیں آئی ڈیوڈ کو کس طرح بتائے کہ اسکے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔

داد۔۔

وہ اسکے پاس جا کر بولی۔۔۔وہ رک گیا اسنے منہ دوسری طرف ہی کر رکھا تھا۔۔

آج واپس چلے جاتے ہیں کل چلے جانا میڈن ٹاور۔۔

تم میرے ساتھ چلو گی۔۔

اسنے ہوا میں تیر چلایا۔۔

مم۔۔میں نہیں تو۔۔تم اکیلے چلے جانا۔

وہ ہچکچائی۔۔

پھر میں آج ہی جانگا۔۔

اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے منا لے گا۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں چلونگی۔۔لیکن ابھی واپس چلو پلیز۔۔

وہ ہار مانتے ہوئے بولی۔۔

وعدہ۔

ہاں وعدہ ابھی چلو۔۔

ٹھیک ہے۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ڈیوڈ نے بمشکل اپنی خوشی پر قابو پایا۔۔اشک خاموش رہی۔وہ غروب ہوتے سورج کو دیکھ کر پریشان تھی۔۔ڈیوڈ مڑ کر اسکے ساتھ چل پڑا۔۔شام اپنے سائے پھیلا چکی تھی۔۔کیسپئن کا رنگ سرخ ہو چکا تھا۔ڈیوڈ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا سفر جلد ختم ہو۔۔اشک چپ تھی

۔ہوٹل واپس آنے تک بھی اسنے کوئی بات نہیں کی۔۔وہ میڈن ٹاور نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔

روم میں آ کر بھی وہ اسی بات سے پریشان رہی۔۔آج کا دن بہت اچھا اور بھرپور گزرا تھا۔۔لیکن اسے افسوس بھی تھا۔۔اسلام اسے کسی ایسے غیر مرد کے ساتھ سیر و تفریح کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔

وہ بہت خوش تھا۔۔۔اسے میڈن ٹاور جانے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔وہ صرف اشک کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔۔

وہ بے چہرہ لڑکی۔۔اسلام اور اسکے اصولوں پر بہت آسانی سے عمل پیرا تھی۔۔اسکے کسی انداز سے نہیں لگتا تھا کہ اس سے کچھ زبردستی کروایا جاتا ہے۔۔اسے اشک کے ساتھ ساتھ اسلام بھی دلچسپ لگنے لگا تھا۔۔

اگلے دن اشک نے ناشتہ کمرے میں ہی منگوالیا۔۔اسکا نیچے جانے کا یا ڈیوڈ کا سامنا کرنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔

دادا سے بلانے نہیں آیا تھا۔۔وہ اطمینان سے کھڑکیاں کھول کر دھوپ سینکنے لگی۔۔تقریبا دو گھنٹے بعد اسکے دروازے پر دستک ہوئی۔۔اسکا موڈ خراب ہوا۔۔توقع کے عین مطابق دروازے پر ڈیوڈ ہی تھا۔۔

جی بولیں۔۔

وہ دروازہ کھول کر رکھائی سے بولی۔۔

آپ کے گھر سے کال ہے۔۔

ڈیوڈ نے موبائل آگے بڑھایا۔۔وہ اپنے انداز پر شرمندہ ہوگئی۔۔فون لیکر وہ دروازہ بند کر گئی۔۔دوسری طرف دادو تھیں جو اسکی خیر خیریت اور فلائٹ کا وقت معلوم کرنا چاہ رہی تھیں۔۔دس منٹ بعد اسکی کال ختم ہوئی تو اسے ڈیوڈ کا خیال آیا۔۔

دادو تو چلا گیا ہوگا۔۔

اسنے سوچتے ہوئے دروازہ کھولا تو وہ باہر ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔اسے شرمندگی نے آن گھیرا۔۔

یہ لیں تھینک یو۔سوری آپکو کھڑا کرنے کے لیے۔۔

اسنے موبائل اسکی طرف بڑھایا۔

کوئی بات نہیں۔

وہ مسکرایا۔۔اشک نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا وہ نظریں جھکا گئی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

its time to fulfil muslim's promise..

ڈیوڈ کو لگا وہ نہیں جانا چاہتی پھر بھی اسنے کہہ دیا۔۔وہ شاید شرمندہ ہونے کا گھنٹہ تھا وہ کتنے آرام سے نہ جانے کا سوچ رہی تھی اور وہ اسکی بات کو ایک مسلمان کے وعدے کے طور پر لے رہا تھا۔۔

میں دس منٹ میں آتی ہوں۔۔

اسنے مرے ہوئے انداز میں کہا۔۔

ٹیک یور ٹائم۔۔میں بھی چینج کرلوں۔۔

وہ مڑتے ہوئے بولا۔۔اشک نے کمرے میں آ کر عبایا پہنا اور نقاب لگا کر نیچے آ گئی۔۔ڈیوڈ کچھ دیر بعد آیا۔۔

وہ خاص تیار ہو کر آیا تھا۔۔اسنے بلیک تھری پیس پہنا ہوا تھا۔۔

میڈن ٹاور نوشیرواں شاہ نے بنایا تھا۔۔اسے آذربائیجان کے قومی ورثہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔۔

واقعی زبردست جگہ ہے۔۔

وہ دونوں اسکی چھت پر کھڑے تھے۔۔وہاں سے باکو کی اولڈ سٹی کا نظارا بہت خوبصورت تھا۔۔

مسلم آرکیٹیکچر۔۔

اشک نے فخر سے کہا۔۔وہ بھی مبہوت تھی

میں یہ دیکھے بغیر چلا جاتا تو افسوس کا مقام تھا۔۔

وہ کیمرہ نکالتے ہوئے بولا۔۔اشک نے دل ہی دل میں اسکی تائید کی۔۔وہ اب تصویریں لے رہا تھا۔۔

اشک ٹاور کو دیکھنے لگی۔۔وہ گولائی لیے ہوئے تھا۔۔آذربائیجان کے قومی دن اس پر روشنیوں سے جھنڈا بنایا جاتا تھا۔۔اسکے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا میوزیم تھا۔۔وہ دونوں گھومتے رہے۔۔

میں نماز پڑھ لوں۔۔

اشک نے سورج کو ڈھلتے دیکھ کر کہا۔۔

ہاں وضو کرنا ہے تمنے۔۔

نہیں میرا وضو ہے۔۔

کہاں پڑھو گی نماز۔؟؟

اوپر ایک کمرہ خالی ہے میں وہاں پڑھ لونگی۔۔

ٹھیک ہے من انتظار کر لیتا ہوں۔۔

وہ سیڑھیوں میں بیٹھتے ہوئے بولا۔۔اشک نماز پڑھنے چلی گئی وہ چادر ساتھ لائی ہوئی تھی۔۔وہ واپس آئی تو داد کچھ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گا رہا تھا۔۔وہ خاموشی سے کھڑی سننے لگی۔۔اسکی آواز بہت خوبصورت تھی۔۔وہ جرمن میں گا رہا تھا اشک کو سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن سننے میں اچھا لگ رہا تھا۔۔

ڈیوڈ کو اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا تو اسنے مڑ کر دیکھا۔۔وہ کافی اوپر کھڑی تھی۔وہ اسے دیکھ کر سکرایا تو وہ نیچے آنے لگی۔۔ڈیوڈ نے اسکے سراپے کو بغور دیکھا۔۔وہ کسی شہزادی کی طرح سج سج کر اتر رہی تھی اسکا عبایا سیڑھیوں پر اسکے پیچھے پھسلتا آ رہا تھا۔۔اسکے انداز میں ایسی شان اور تمکنت تھی کہ ڈیوڈ کی نظریں بیاختیار جھک گئیں۔۔وہ اس سے اوپر والی سیڑھی پر آ کر بیٹھ گئی۔۔ڈیوڈ نے دیکھا وہ اس سے کچھ فاصلے پر تھی

لیکن انکے درمیان ایسے غیر مرئی دیوار تھی جسے وہ پار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

کیا گا رہے تھے تم۔؟

وہ بولی۔۔اسنے جرمن سانگ پہلی دفعہ سنا تھا۔۔

یہ میرا فیورٹ ہے مام سنایا کرتی تھیں مجھے۔۔

تمہاری آواز بہت خوبصورت ہے۔

ہاں میرے دوست کہتے ہیں میری آواز میسمرائزنگ ہے۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔

نام کا اثر ہے۔۔

وہ آہستگی سے بولی۔۔

وہ کیسے۔۔؟؟

وہ چونکا۔۔

حضرت داد کی آواز دنیا کی سب سے خوبصورت آواز تھی۔۔وہ جب زبور پڑھتے تھے تو دنیا کی ہر چیز میسمرائز ہو جاتی تھی۔۔اڑتے ہوئے پرندے بھی۔۔

ایک منٹ، یہ نام تم نے ائرپورٹ پر بھی لیا تھا نا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

کون ہیں یہ۔۔اور زبور کیا ہے؟

ڈیوڈ نے دلچسپی سے پوچھا۔۔

داد اللہ کے پیغمبر تھے۔۔اسرائیل کے بادشاہ اور زبور ان پر نازل ہونے والی کتاب۔انجیل مقدس کا ایک حصہ۔۔

اسی لیے تم مجھے داد کہتی ہو۔؟؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ سمجھتے ہوئے بولا۔۔

ہاں۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی۔۔

کہاں جا رہی ہو؟؟

وہ حیرت سے بولا۔۔

واپس چلتے ہیں۔۔

کچھ دیر تو رک جا۔۔یاد رکھو۔۔یہ وقت شاید زندگی میں پھر کبھی نا آئے۔۔

ڈیوڈ بھی کھڑا ہو گیا

واپس چلتے ہیں پلیز۔۔

وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔۔

آخر تمہیں مسلہ کیا ہے۔۔؟؟

وہ جھنجھلایا۔۔

وہ مجھے۔۔۔مجھے واپس جانا ہے بس۔۔

لیکن کیوں؟؟

وہ مجھے۔۔ب۔۔بھوک لگی ہے۔۔

وہ سر جھکا کر ایسے بولی جیسے قتل کا اعتراف کر رہی ہو۔۔

اوہ۔۔تو مجھے بتانا میں کھلاتا ہوں کچھ۔۔

ڈیوڈ کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا۔۔

نہیں میں ہوٹل سے کچھ۔۔

اشک نے کہنا چاہا۔۔

آ میرے ساتھ۔۔

ڈیوڈ نے اسکا ہاتھ پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔۔اگلے ہی لمحے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا انکے ہاں ہاتھ پکڑنا عام بات تھی۔۔۔اشک نے حیرت سے اسے دیکھا تو وہ پلٹ کر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔وہ اسکی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

کیا کھا گی؟؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ ریسٹورینٹ کے باہر کھڑا ہو کر پوچھ رہا تھا جیسے وہ اکثر اسے ایسی آفر کرتا رہتا ہو۔

پتہ نہیں یہاں کیا ملتا ہے میں حیات ریجنسی جا کر کھا لونگی۔۔

اشک نے کہا عصر ہو چکی تھی۔۔

چکن چیز رول۔فش رول۔۔پاستہ۔۔برگر۔۔یا کچھ اور۔۔

وہ اسکی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی

ش چیز رول۔۔

اشک نے ہار مانتے ہوئے کہا۔۔وہ چکن مشکوک ہونے کی وجہ سے نہیں کھانا چاہتی تھی۔۔

ڈیوڈ ریسٹورینٹ میں چلا گیا۔۔وہ باہر کھڑی رہی۔۔تھوڑی دیر بعد وہ آیا تو اسکے ہاتھ میں دو رول اور پانی کی بوتل تھی۔۔

یہ لو تمہارا۔

وہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔۔اس نے خاموشی سے لے لیا۔وہ اب بیٹھنے کی جگہ ڈھونڈ رہی تھی۔۔

کیا ہوا کھانا۔۔

ڈیوڈ نے پوچھا۔۔

مجھے بیٹھنا ہے کہیں۔۔

وہ پریشانی سے بولی۔۔

آ آگے کوئی بنچ وغیرہ ہوگا اس پر بیٹھ جائنگے۔۔

ڈیوڈ بولا تو وہ دونو چلنے لگے۔۔

آ وہاں بیٹھتے۔۔

اشک نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔

وہاں بنچ نہیں ہے تم کیسے بیٹھو گی۔۔تمہارا یہ گندا ہو جائے گا۔۔

ڈیوڈ کو عبائے کا نام لینا نہیں آیا۔اشک ہنس پڑی۔

انگلیش میں اسے گان کہتے ہیں۔۔

وہ درخت کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

آ بیٹھو۔۔

اشک نے اپنے گرد لپیٹی ہوئی نماز والی چادر بچھا دی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں اس پر کیسے بیٹھوں۔۔؟؟ یہ تمہاری عبادت والی چادر ہے۔۔

وہ جھجک رہا تھا۔۔

کیوں تمہیں منع ہے کیا؟

اشک نے حیرت سے کہا۔۔

مطلب تم مسلم۔۔میں

اس نے بات ادھوری چھوڑی۔۔

آ بیٹھو۔۔تم ہماری مسجدوں میں بھی چلے جاتو کوئی نہیں روکے گا۔۔

اسکی آنکھیں مسکرائیں۔۔ڈیوڈ شوز اتار کر بیٹھ گیا۔۔وہ خاموشی سے رول کھا رہی تھی۔۔وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

دو دن ساتھ ہونے کے باوجود ڈیوڈ کو نہیں پتہ تھا وہ کیسی ہے۔۔؟؟ کون ہے؟ اور وہ خود کیوں اسکے ساتھ ہے؟

وہ بلکل الگ تھی۔۔بلکل مختلف۔۔ڈیوڈ کی دنیا سے بلکل الگ۔۔لیکن اسے اس میں ایسا کچھ نظر نہیں آیا تھا جسے ناپسندیدہ کہا جا سکے۔۔اسکی عزت کرنے کا دل کرتا تھا۔۔اسکی بات مان کر خوشی ہوتی تھی۔۔وہ اسکی سوسائٹی کی لڑکیوں جیسی نہیں تھی۔۔وہ خاص تھی بہت خاص۔۔اتنی کہ وہ اسکی سوسائٹی میں رہ ہی نہیں سکتی تھی۔۔

فکر نا کرو نوالہ میرے منہ میں ہی جا رہا ہے۔۔

وہ اسکی نظریں محسوس کرتے ہوئے بولی۔۔وہ گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔۔

میں یہ سب کبھی نہیں بھولونگی۔۔

وہ خود کلامی کر رہی تھی۔۔

میں بھی۔۔

ڈیوڈ نے عجیب سے انداز سے کہا۔۔انکے درمیان خاموشی چھا گئی۔۔انکے سامنے سے ایک جوڑا گزرا۔وہ ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے جا رہے تھے۔

تمہارا دل نہیں کرتا تم بھی ایسے تیار ہو؟؟ خوبصورت لگو۔۔

ڈیوڈ نے اس جوڑے کو دیکھ کر کہا۔۔

ہاں کرتا ہے۔۔لیکن جب سوچتی ہوں کہ اللہ کو ایسے پسند ہوں تو میری پسند پر اللہ کی پسند حاوی ہو جاتی ہے۔۔

اشک کے ذہن میں جنت کے پتے کا ڈائلاگ گھوما۔۔وہ پھر خاموش ہو گیا۔۔حالانکہ وہ اس سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہتا تھا۔۔لیکن سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بولے۔۔

داد چلو واپس چلتے ہیں۔نماز کا وقت نکل رہا ہے۔۔؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

تمھیں کیسے پتہ چلتا ہے نماز کا۔۔

سورج سے۔۔

وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔اسنے رول نہیں کھایا تھا۔۔

اچھا میں کیب روکتا ہوں۔۔

اشک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔وہ چادر اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ چکی تھی۔۔وہ ہوٹل سے کچھ فاصلے پر اترے۔۔

ڈیوڈ کچھ دیر پیدل چلنا چاہتا تھا۔۔

رکو۔۔

وہ چلتے چلتے بولا۔۔اشک نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔۔

ایک دفعہ جی بھر کر اپنے اردگرد دیکھ لو۔۔باکو کو۔۔یہ وقت دوبارہ نہیں آئے گا۔

اشک نے اسکی بات پر سر اٹھا کر دیکھا۔۔سامنے حیات ریجنسی نظر آ رہا تھا۔اسنے مڑ کر دیکھا وہ جس راستے سے آئے تھے۔۔باکو میں سورج سرخ ہو چکا تھا۔۔کیسپین سی اسے اپنے اندر مدغم کرنے کے لیے تیار تھا۔۔

وہ کہاں کھڑی تھی؟؟

آذربائیجان کے صنعتی شہر میں اکیلی کھڑی تھی۔۔کوئی جاننے والا اسکے ساتھ نہیں تھا۔۔تقدیر کے آگے سب بیبس ہوتے ہیں۔۔اسے ادراک ہوا تھا۔۔۔وہ کبھی اکیلے محلے میں کسی رشتے دار کے گھر نہیں گئی تھی۔۔آج وہ کسی انجان ملک میں کھڑی تھی۔۔اجنبی لوگ،اجنبی شہر،اجنبی زبان۔۔سب کچھ اجنبی تھا۔۔

اسنے اپنے دائیں طرف دیکھا۔۔دادکھڑا تھا۔۔اخروٹی رنگ کے بال جو ماتھے پر گرے رہتے تھے۔۔گرے آنکھیں۔چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی۔۔جب وہ مسکراتا تو اس میں سے ڈمپل نمایاں ہوتا تھا۔بلیک پینٹ کوٹ پہنے وہ غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہا تھا۔گرے آنکھوں کا رنگ شام کے ساتھ ساتھ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔۔اشک نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا تھا۔۔اسے وہ اجنبی نہیں لگ رہا تھا۔۔

دادنے گھڑی دیکھی۔۔باکو کے وقت کے مطابق ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔۔اسنے اشک کی طرف دیکھا وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ان کی نظریں چار ہوئیں۔۔سیاہ آنکھیں۔۔اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر تیزی سے جھکی تھیں۔۔اور پھر وہ رخ موڑ گئی۔۔

وہ لڑکی۔۔۔وہ ایک مسلمان باپردہ لڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔اسکا عبایا زمین کو چھو رہا تھا۔۔بلیک اور گولڈن چادر اسنے کمر کی طرف سے کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔۔ان کے درمیان بہت فاصلہ تھا بہت فرق تھا پھر بھی وہ اسے کھونا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں چاہتا تھا۔۔اسکی زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئی تھیں۔۔لیکن اس بیچہرہ لڑکی میں کیا تھا وہ سمجھ نہیں سکا۔۔
اسکا دل چاہا انکی فلائٹ اڑتالیس گھنٹوں کے بجائے اڑتالیس دن لیٹ ہوجائے۔۔انہیں واپس نا جانا
پڑے۔۔وہ باکو میں ہی گھومتے رہیں فش رول کھائیں۔۔اشک نماز پڑھے اور وہ اسکا انتظار کرتا رہے۔۔اسکے
ہاتھ میں رول ابھی تک تھا۔۔

داد۔۔

وہ ہمیشہ ایک لفظ سے مخاطب کرتی تھی۔۔

ہاں۔۔

چلو چلیں۔۔

رک جا۔۔سورج غروب ہوتا دیکھ کر جائیں گے۔۔

اشک نے اسکی بات پر سورج کو دیکھا۔۔جو آہستہ آہستہ کیسپئن میں گم ہو رہا تھا۔۔۔وہ یہ وقت کبھی نہیں بھولنے
والی تھی۔۔سورج ڈوبا تو وہ دونوں مڑ گئے۔۔ایک ساتھ چلتے ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہو رہے
تھے۔۔۔حیات ریجنسی یں وہ دونوں آگے پیچھے داخل ہوئے۔۔اسے وہ خود سے بہت بلند محسوس ہو رہی
تھی۔۔اسکی دسترس سے بہت دور۔۔جس تک پہنچنا اسکے بس میں نہیں تھا۔۔۔وہ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم
اندر آ گئے۔۔

سر۔میڈم۔۔وی نیڈ ٹو چیک یور پاسپورٹس پلیز۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے ریسپشن پر بیٹھی لڑکی نے انہیں روکا۔۔

کیوں؟؟

داد نے پوچھا

آپ کی فلائٹ قریب ہے توائر پورٹ سے کال آئی ہے ویری فکیشن کے لئے۔۔

اسنے پیشہ ورانہ مسکراہٹ سے بتایا۔اشک کو اسکا داد سے مسکرا کر بات کرنا ایکدم برا لگا تھا۔۔۔

او کے ہم لے کر آتے ہیں۔۔

وہ داد کے بولنے سے پہلے ہی اسے کہہ کر لفٹ کیطرف بڑھ گئیو ہ خاموشی سے اسکے پیچھے چلا آیا۔۔وہ اپنا پاسپورٹ
لیکر آیا تو اشک لفٹ کی طرف جا رہی تھی۔

لا میں لے جاتا ہوں۔۔

ڈیوڈ نے کہا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

شکریہ۔۔میں نے ابھی تک عصر نہیں پڑھی۔۔

وہ ممنونیت سے بولی۔۔

مائی پلیئر۔۔

وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔انکے درمیان کوئی فارمیلٹی نہیں رہی تھی۔۔اجنبیت کب ختم ہوئی تھی وہ نہیں جانتے تھے۔۔وہ کمرے میں آ کر نماز پڑھنے لگ گ ء۔۔

اسنے دونوں پاسپورٹ کانٹر پر دے دیے۔۔اسے پانچ منٹ انتظار کا کہا گیا۔۔وہ ہوٹل لانج میں بیٹھ گیا۔۔

آپ یہ لے سکتے ہیں۔۔فلائٹ ٹائم پر آ پکہ کال کر لی جائے گی۔۔

لڑکی نے کہا تو وہ دونوں پاسپورٹ لے کر آ گیا۔۔اسے تھکاوٹ ہو رہی تھی۔۔وہ سونا چاہ رہا تھا۔۔

اسنے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔اسکے ہاتھ میں پاسپورٹ تھے۔۔اسکا دل چاہا وہ اشک کی تصویر دیکھ لے۔۔

آخر وہ دکھتی کیسی تھی۔۔اسنے اسکا پاسپورٹ سامنے کر لیا۔۔

وہ شش و پنج میں تھا کہ کھولے یا نہ کھولے۔۔لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔۔وہ باہر نکل آیا۔۔اشک کے کمرے کی طرف بڑھتے ہر قدم کے ساتھ اسکی خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔نہیں یہ غلط ہے۔۔

اسنے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔وہ اب اسکے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔۔اسنے دروازا کھٹکھٹایا۔۔پاسپورٹ اسکے ہاتھ میں تھا۔۔اسکی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔وہ کھولنا چاہ رہا تھا لیکن کھول نہیں رہا تھا۔۔اشک بھی نجانے کیوں دیر لگا رہی تھی۔۔

اشک۔۔

اسنے مٹھیاں بھینچ کر دروازہ دھڑ دھڑا دیا۔تھوڑی دیر میں دروازہ کھل گیا۔۔

سوری میں شاور لینے چلی گئی تھی۔۔

وہ گھبرائی ہوئی تھی۔۔اسنے برقعے کا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔دادبات کرنا بھول کر اسے دیکھنے لگا۔۔وہ ننگے پاں کھڑی تھی۔۔اسنے ائٹ چوڑی دار پاجامے کے ساتھ ریڈ فراک پہنا ہوا تھا جو گھٹنوں تک آ رہا تھا۔۔

لا دو۔۔

اشک نے ہاتھ بڑھایا۔۔اس نے ایک ہاتھ سے دوپٹہ پکڑ کر نقاب کیا ہوا تھا۔اسکے بال پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔ہاتھ آگے بڑھانے کی وجہ سے اسکا دوپٹہ تھوڑا سا ہٹ گیا تھا۔۔وہ اسکے بالوں سے ٹپکتے پانی من کھو گیا۔۔اسنے اسے اسکا سراپا پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔داد۔۔

اشک نے پکارا تو وہ چونکا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

یہ تمہارا پاسپورٹ۔۔

اسنے پکڑ آ دیا

تھینک۔۔

وہ اسکی بات سنے بغیر ہی مڑ کر تیزی سے چلا گیا۔۔

اسے کیا ہوا۔۔

اشک نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

اوہ گاڈ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔؟من کیا چاہتا ہوں آخر۔۔

اسنے کمرے میں آ کر سر پکڑ لیا۔۔اسے اپنی حالت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔وہ اسکی پیشانی پر پڑے بال ہٹانا چاہتا تھا۔۔اسکا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔اسکے سات رہنا چاہتا تھا لیکن کیوں؟؟وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

اشک مغرب پڑھ کر سو گئی۔۔اسکی آنکھ دوبارہ انٹر کام کی بیل سے کھلی۔۔وہ کسلمندی سے اٹھی اسکی تھکاوٹ دور نہیں ہوئی تھی۔۔

میم آپکی فلائٹ ایک گھنٹے بعد کی ہے۔۔ائر پورٹ کی گاڑیاں آ چکی ہیں آپ نیچے آ جائیں۔۔

او کے۔۔

اسنے ریسیور رکھ دیا۔۔تو وقت روانگی آ چکا تھا۔۔اسنے گھڑی دیکھی نو بج رہے تھے۔۔اسنے نماز پڑھنی شروع کر دی۔۔نماز پڑھ کر وہ نیچے آئی تو اسے لوگ کم لگے۔۔

کیا سب نہیں جا رہے۔۔؟

اسنے ریسپشن پر کھڑی لڑکی سے پوچھا۔۔

نہین صرف ترکی والے پسینجرز ہیں۔۔

اور برلن والے۔۔

انکی فلائٹ 3 گھنٹے بعد ڈائریکٹ ہے۔۔

لڑکی نے بتیا۔۔وہ ریسپشن سے ہٹ گ ء۔۔اسے ایسے جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ داد کو بتانا چاہتی تھی۔۔اسنے اچک کا بہت ساتھ دیا تھا۔۔

کیا پتہ وہ جانتا ہو ہم جا رہے ہیں۔۔

اسنے سوچا۔۔

اگر ایسا ہوتا تو وہ نیچے ضرور آتا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے خود ہی تردید کر دی۔۔پھر کسی خیال کیتحت وہ لفٹ کی طرف بڑھ گء۔۔لفٹ پہ نہیں کسنے روکی ہوئی تھی۔۔وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیوں سے اوپر چڑھی۔۔اسکے پاس وقت کم تھا۔۔انکے کمرے سیٹوں کے حساب سے تھے۔۔دادکا کمرہ اس سے اگلا یا پہلا ہونا چاہیے تھا۔۔اسنے اندازے سے ایک کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔جواب نا پا کر اسنے ہینڈل گھما دیا۔۔دروازہ لاک نہیں تھا۔۔اندر کوئی اوندھے منہ سو رہا تھا۔۔جیکٹ سے اسے اندازہ ہوا سونے والا دادہی تھا۔۔

وہ اندر آ گئی۔۔

میری فلائٹ کا ٹائم ہو چکا ہے۔۔میں جا رہی ہوں۔۔ہر چیز کے لیے شکریہ۔۔اللہ حافظ۔

اسنے ٹشو پر کاجل سے لکھ دیا۔۔سائڈ ٹیبل پر دادکا والٹ اور موبائیل پڑا تھا۔۔اسنے والٹ کے اندر ڈال دیا۔۔والت رکھتیہوئے اسکی بریسلٹ ٹیبل سے ٹکرائی۔۔اسکا ہک کھل گیا۔۔ڈیوڈ کسمکسیا۔۔وہ گھبرا کر الٹے قدموں واپس ہوئی۔۔اسکی بریسلیٹ وہیں گر گئی تھی۔۔اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔وہ نیچے آ گئی۔۔بس میں بیٹھنے والی وہ آخری پسنجر تھی۔۔

حیات ریجنسی سے نکلتے ہوئے اسنے مڑ کر دیکھا۔۔لاشعوری طور پر وہ دادکے کمرے کی کھڑکی ڈھونڈ رہی تھی۔بس باکو کی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔۔وہ حیات ریجنسی کے ساتھ دادکو بھی پیچھے چھوڑ گئی تھی۔

تقریباڈیڑھ گھنٹے بعد اسکا جہاز فلائی کر چکا تھا۔۔اسنے کھڑکی سے نیچے باکو کی مدھم ہوتی ہوئی روشنیوں کو دیکھا۔۔ایک غیر متوقع طور پر جو باب قسمت نے کھولا تھا وہ بند ہو چکا تھا۔۔وہ بہت کچھ ساتھ لے کر اور بہت کچھ چھوڑ کر جا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھا تو بارہ بج رہے تھے۔۔اسکی تھکاوٹ دور ہو چکی تھی۔۔وہ اٹھ کر شاور لینے چلا گیا۔واپس آیا تو انٹر کام کی بیل بج رہی تھی۔۔اسنے ریسیور اٹھایا تو اسے فلائٹ کی اطلاع دی گئی۔۔وہ اپنا سامان پیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔۔نکلنے سے پہلے وہ سائیڈ ٹیبل سے اپنا والٹ اور موبائل اٹھانے آیا تو اسے دراز کے ہینڈل میں بریسلیٹ لٹکی ہوئی نظر آئی۔۔

"یہ بریسلیٹ۔۔"

اسنے ہاتھ میں لیکر سوچا۔۔وہ گولڈ بریسلیٹ تھی جس پر وائٹ کرسٹل سٹونز لگے ہوئے تھے۔۔بحیرہ کیسپئن پر وضو کرتے ہوئے جب اسنے بازو اوپر کیے تھے تو یہ دور سے چمک رہی تھی۔اسکے ذہن میں جھماکا ہوا۔۔۔

"اشک۔۔یہاں آئی تھی۔میرے کمرے میں۔۔"

وہ الجھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"چلو ابھی جا کر وجہ پوچھ لیتا ہوں۔۔

اسنے بریسلیٹ جیب میں ڈال لی۔۔وہ نیچے آیا تو ایک بس حیات ریجنسی سے نکل رہی تھی۔۔وہ دوسری بس میں بیٹھ گیا۔۔اسے اندازہ تھا کہ اشک پہلی بس میں چلی گئی ہوگی۔ائیر پورٹ پر پہنچ کر اسنے اشک کو ڈھونڈنا چاہا وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔

آخر کہاں غائب ہے یہ لڑکی۔۔

اسکا موڈ خراب ہونے لگ گیا۔ٹکٹ لیکر وہ ویٹنگ لانج میں آ گیا۔۔اسنے پورا لانج دیکھ لیا وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔

شاید نماز پڑھ رہی ہوگی کہیں۔۔

اسنے خود کو تسلی دی۔۔وہ آرام سے بیٹھ کر جین کو کال کرنے لگ گیا۔۔اسے اپنی فلائٹ کے بارے میں بتانا تھا۔۔تھوڑی دیر میں انہیں جہاز میں جانے کا اعلان سنا دیا گیا۔۔وہ اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھا تو اسکے ساتھ والی سیٹ پر اسی طرح کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔۔اسے اب سہی معنوں میں پریشانی ہونے لگ گئی۔۔اسے اب تک اشک کا دور دور تک کوئی نشان نظر نہیں آیا تھا۔۔

وہ باکو میں ہی نہ رہ گئی ہو۔۔اسے فلائیٹ کا پتہ ہی نہ چلا ہو۔۔

خدشے اسے ستانے لگے تھے۔جہاز اب رن وے پر دوڑ رہا تھا۔۔اسکی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔

معزز مسافرین۔فلائٹ 23907۔میں آپکو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ہمارا سفر باکو سے ڈائریکٹ برلن ہے۔برائے مہربانی اپنی سیٹ بیلٹس باندھ لیجئے۔۔

ائر ہوسٹس اعلان کر رہی تھی۔۔ڈیوڈ کا دماغ گھوم گیا۔۔وہ اس فلائٹ میں تھی ہی نہیں۔۔اسکی فلائٹ ہی الگ تھی۔۔وہ اسے آخری دفعہ مل بھی نہیں سکا تھا۔۔اسکا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔جہاز سے نیچے چھلانگ مار دے یا کچھ اور کر لے۔۔اسنے بمشکل اپنے آپ پر قابو کیا۔۔غصے اور پچھتاوے سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔وہ رہنے والا ہو چکا تھا۔۔وہ کب اسکی زندگی سے نکل گئی تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔اسنے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں۔۔

انسان جو مرضی کر لے قسمت جب چاہے اسے لوگوں سے ملاتی ہے اور جب چاہے جدا کر دیتی ہے۔۔بشر ہواں کو تسخیر کر چکا ہے سمندروں کو کھنگال چکا ہے لیکن قسمت سے جیتنے کی کوئی ٹیکنالوجی ایجاد نہیں کر سکا۔۔

وہ کب برلن پہنچا۔۔کب گھر گیا۔۔جین اور کارلس نے اس سے کیا باتیں کیں۔۔اسے کچھ پتہ نہیں چلا۔۔وہ بس اپنے کمرے میں جا کر بیڈ پر گر گیا۔۔۔

وہ ترکی پہنچ چکی تھی۔۔زیشان صاحب نے اسے ائر پورٹ سے لیا تھا۔۔گھر پہنچنے تک وہ اسکی خیر خیریت پوچھتے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

رہے تھے۔۔وہ بھی رسمی جواب دیکر خاموش ہوگئی۔۔

"یہ آپکا کمرہ ہے۔۔۔آپ آرام کریں۔۔"

وہ اسے ایک کمرے میں چھوڑ کر چلے گئے۔۔اسنے اپنا سامان رکھا اور کپڑے بدل کر لیٹ گئی۔۔اسے تھکاوٹ ہورہی تھی۔۔

"پتہ نہیں اسنے چٹ دیکھی ہوگی یا نہیں"

اسنے دادکے بارے میں سوچا۔۔پھر سائڈ ٹیبل سے اپنا پرس اٹھالیا۔فش رول کا ریپر ابھی تک اس کے بیگ میں تھا۔۔اسنے ریپر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔۔باکو کی یہ واحد نشانی تھی اسکے پاس۔۔اور دادکی بھی۔۔اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔وہ اسے ہاتھ میں پکڑے پکڑے ہی سوگئی۔۔

وہ شام کو اٹھا۔۔اسکا سر بوجھل ہورہا تھا۔۔وہ کمرے سے باھر نکلا تو جین اور کارلس بیٹھے تھے۔۔

آ ڈیئر۔۔

جین اسے دیکھتے ہی بولی۔۔وہ خاموشی سے آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

کافی پیوگے؟؟

جین نے پوچھا۔۔وہ اثبات میں سر ھلا گیا۔۔اسکا سر درد کررہا تھا۔۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔جیٹ لیگ ہوگیا کیا؟

کارلس نے اسکی شکل دیکھ کر فکرمندی سے کہا۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔

وہ بشکل بولا۔۔

کیا واقعی؟

کارلس نے پھر پوچھا۔۔

بس سر میں کچھ درد محسوس کررہا ہوں۔۔

دادنے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔۔

ایسا کرہ کل آفس نہ جا۔۔آ ایک دو دن ہمارے پاس رک جا۔۔

جین نے اسکے سامنے کافی رکھی۔۔

نہیں میں پہلے ہی لیٹ ہو چکا ہوں۔۔میں اپنے گھر جاونگا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

جیسے تمہاری مرضی۔۔اپنے کپڑے دیتے جانا میں لانڈری بھجوادونگی۔۔

جین بولی تو وہ خاموشی سے کافی کی بھاپ کو تکتا رہا۔۔وہ رات کو ہی واپس اپنے اپارٹمنٹ میں آ گیا۔۔کپڑے بدلنے کے لیے اسنے اپنا والٹ نکالا تو اشک کی بریسلیٹ بھی نکل آئی۔۔اسکا موڈ مزید خراب ہو گیا۔۔

کیا تھا اگر وہ مجھے بتا کر چلی جاتی۔۔

بریسلیٹ اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ اس سے پہلے چلی گئی تھی۔۔

میں نے کتنی کوشش کی اسے خوش رکھنے کی۔۔اس سے دوستی کرنے کی۔۔کتنی اچھی لگتی تھی اور کتنی بیمروت نکلی۔۔

اسنے بدگمانی سے سوچا۔۔بریسلیٹ ڈریسنگ پر رکھ کر وہ لانج میں آ گیا۔۔اسنے ٹی وی لگالیا۔۔اسکا کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔تنگ آ کر وہ ٹیرس میں آ گیا۔۔سردی کی وجہ اسے جلد ہی واپس آنا پڑا۔۔وہ بیزاری سے بیڈ پر گر گیا۔۔اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوا پڑا تھا۔۔

وہ اٹھی تو فجر ہو رہی تھی۔۔اسنے اٹھ کر نماز پڑھی۔۔زیشان صاحب نماز پڑھنے جا چکے تھے۔۔اسنے ناشتہ بنانا شروع کر دیا۔۔زیشان صاحب واپس آئے تو وہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگا چکی تھی۔۔

السلام علیکم بابا۔۔

وعلیکم السلام۔

وہ جواب دیکر بیٹھ گئے۔۔انہوں نے خاموشی سے کھانا شروع کر دیا۔۔

آپ نے تکلف کیا بیٹا۔میں بنالیتا ہوں اپنا۔۔۔

نہیں میں نے اپنی خوشی سے بنایا ہے بابا۔۔

وہ مسکرا کر بولی۔۔زیشان صاحب نے سر ہلا دیا۔۔انکے درمیاں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہوئی۔۔ان کے درمیان اجنبیت تھی۔۔دس سال کا عرصہ حائل تھا۔۔انہیں ایک دوسرے کی عادت نہیں تھی۔۔

تم ترکی کیوں جا رہی ہو؟؟

ڈیوڈ کی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔میڈن ٹاور سے واپسی پر اس نے پوچھا تھا۔۔

بابا نے بلایا ہے۔۔

تو واپس پاکستان کب جا گی؟؟

وہ فٹ پاتھ پر چل رہے تھے۔۔

پتہ نہیں یا شاید کبھی نہیں۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے چادر اپنے گرد لپیٹ لی ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی۔۔

تو تم خوش ہو۔۔

ڈیوڈ نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

نہیں۔۔

اسنے مختصر جواب دیا۔

کیوں؟

سوال میں حیرانی تھی۔۔

میں نہیں جانتی میرے بابا کیسے ہیں۔۔میں دس سال سے انکو نہیں ملی۔۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیسے مینیج کرونگی۔۔

اسکے اندر کا خوف بولا تھا۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے بتا رہی تھی۔۔اس پر اعتبار کر رہی تھی۔۔

دس سال سے۔۔لیکن اتنا عرصہ کیوں نہیں ملی؟؟

وہ مام کی ڈیتھ کے بعد پاکستان نہیں آئے۔۔

اشک نے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

آئی ایم سوری

سامنے حیات ریجنسی نظر آ رہا تھا۔۔انکا سفر ختم ہو چکا تھا۔۔

اشک کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

کرسی پیچھے کرنے کی آواز سے وہ حال میں واپس آئی۔۔ذیشان صاحب اٹھ رہے تھے۔۔وہ ناشتہ ختم کر چکے تھے اور اشک ابھی شروع بھی نہیں کر سکی تھی۔۔اس نے سر جھٹک کر یادوں کو کوسا۔۔بھلا صبح صبح کون یاد آتا ہے۔وہ ناستہ کیے بغیر ہی اٹھ گئی۔۔ذیشان صاحب آفس چلے گئے تو وہ گھر کے کاموں میں لگ گئی۔۔انکا گھر صاف ستھرا تھا۔۔لیکن صاف ظاہر تھا وہاں کسی عورت کے ہاتھ نہیں لگے ہوئے تھے۔۔مرد جو مرضی کر لے عورت جیسا سلیقہ پیدا نہیں کر سکتا۔۔اسنے کچن دیکھا ایک ایک چیز پتہ کی کہاں رکھی ہوئی ہے۔۔باقی گھر اسنے ویسے ہی چھوڑ دیا وہ زیادہ دخل اندازی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

ذیشان صاحب رات کو واپس آئے۔۔وہ فون کر کے دو مرتبہ اسکی خیریت دریافت کر چکے تھے۔۔وہ رات کا کھانا ساتھ لیکر آئے تھے۔۔

بابا آج ایک لڑکا آیا تھا صفائی کے لیے۔۔

وہ کھانا کھاتے ہوئے بولی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہاں وہ روز آتا ہے۔۔

کیا آپ اسے منع نہیں کر سکتے ؟

وہ جھجکتے ہوئے بولی

کیوں بیٹا خیر ہے۔۔

وہ کھاتے کھاتے رک گئے۔

وہ میں سارا دن بور ہو گئی تھی تو میں یہ کام خود ہی کر لیا کرونگی۔۔اور کھانا بھی بنا لیا کرونگی۔۔

اسنے ترکش کھانے کو دیکھا۔۔اسے چٹ پٹے پاکستانی کھانے یاد آ رہے تھے۔۔

بیٹا آپ اتنا کام کیسے کرینگی

ذیشان صاحب نے حیرت سے پوچھا۔۔

بابا میں پاکستان میں بھی کرتی تھی یہاں بھی کر لونگی۔۔

چلیں جیسے آپ کی مرضی۔۔کچھ منگوانا ہوا تو بتا دیجئے گا۔۔

وہ اب نیپکن سے منہ صاف کر رہے تھے

جی کچھ چیزیں تھیں۔

وہ جھجکی۔۔

آپ لسٹ بنا دیجئے گا میں لے آں گا۔۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔وہ کھانا سمیٹ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔نماز پڑھ کر وہ قرآن پاک لیکر بیٹھ گئی۔۔اسکے پاس کرنے کو کچھ نہیں تھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اب کئی ہجر ہو چکے

کنزہ ظفر

پہلی قسط

"ڈیڈ میری ایگزیبیشن ہے آج۔ "اس نے میسج ٹائپ کیا اور ایک منہ بسورتا ہوا سائکلی بنا کر اپنے ڈیڈی کو سینڈ کر دیا۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد وہ گولی کی طرح اپنی نینی کے پاس جا پہنچی تھی جو کچن میں مصروف تھیں۔

"ڈیڈ نے گڈ لک تک نہیں کہا مجھے۔ "پر یامنہ بسورتے ہوئے بولی۔

"اوہ بچے وہ مصروف ہوتا ہے جانتی تو ہو تم سب۔ "وہ جلدی جلدی اسکا ناشتہ بناتے ہوئے بولیں۔انداز بالکل پچکارنے والا تھا۔

"ہاں ہاں سب سمجھتی ہوں۔میری ایگزیبیشن سے بھی اہم کام ہیں ان کو۔ " کرسی گھسیٹ کر وہ مرے دل کے ساتھ بیٹھ گئی۔

" تمھیں سب معلوم ہے پری ! گرواپ) بڑی ہو جا(۔ اس کو تنگ نہیں کیا کرو۔ "وہ اسے ڈپٹتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"جانتی ہوں سب۔ " کہتے ہوئے بیگ پیک اٹھایا اور ناشتہ کیے بغیر باہر نکل گئی جبکہ نینی ٹھنڈی سرد جھٹک کے رہ گئیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

حالانکہ معلوم تھا ابھی راستہ مکمل بھی نہیں ہوا ہوگا اور ان باپ بیٹی کی صلح ہو چکی ہوگی۔ایک پرسکون مسکراہٹ نے ان کے چہرے پہ جھلک دِکھائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور بے شک نینی کی سوچ غلط نہیں تھی۔وہ ابھی کچھ ہی راستہ طے کر پائی تھی جب ایک ہنستا مسکراتا گڈ لک کا میسج موصول ہوا تھا۔اسکا دل پرسکون ہو گیا تھا۔دِل کو یقین ہونے لگا کہ ہمیشہ کی طرح آج کا دن بھی خاص ہونے والا تھا۔

وہ ایگزیبیشن کے دوران اڑی اڑی پھر رہی تھی۔

گرین ٹاپ کے ساتھ سکن ٹائٹس پہنے،کالے بالوں کو پونی میں جکڑے وہ کوئی چھوٹی سی بچی معلوم ہو رہی تھی۔

سب کے سوالات کے ہلکے پھلکے انداز میں جوابات دیتے ہوئے وہ اس راہداری میں آئی جہاں پینٹنگز پر 'ناٹ فار سیل' کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔

یوں ہی گھومتے اور خود پر اِتراتے ہوئے وہ اپنی پسندیدہ ترین پینٹنگ کیطرف آئی تو وہاں ایک حیرت اسکی منتظر تھی۔

کوئی بہت اِشتیاق کے ساتھ اسکے اس شاہکار کو دیکھنے میں مگن تھا۔ جبکہ پِر یا کی کیفیات نا قابلِ بیاں تھیں۔اسے آگے بڑھنا چاہیے یا بس اسے دیکھتے رہنا چاہیے۔

آخر خود کو نارمل کرتی وہ آگے بڑھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مغربی ملک میں مغرب کی طرف منہ کیے وہ جھیل کنارے غروب ہوتے سورج کا حصہ ہی معلوم ہوتا تھا۔

اِرد گرد کے لوگ قریب سے گزرتے ہوئے ایک آدھ نِگاہ اس پر بھی ڈال دیتے تھے۔اس نے اپنی بائیں طرف بنی جھیل کی طرف دیکھا جسکا پانی اِتنا شفاف تھا کہ آنکھیں ٹھنڈک کے احساس سے بھر جاتی تھیں۔مگر وہ ہمیشہ بہت خشک نگاہوں سے جھیل کو دیکھا کرتا تھا۔جھیل میں موجود بطخیں اور مرغابیاں اپنی موج مستی میں اِدھر سے اُدھر تیرتی رہیں مگر اسنے تو شائد ان کو بھی نہ دیکھنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔شام آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔

وہ چونک کے اٹھا اور گھر کی جانب چل پڑا۔جو کہ اب اس کی واحد منزل رہ گئی تھی باقی سب منزلیں تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے گنوا چکا تھا۔

یا شاید اب بھی اسی بھنور میں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ڈارک پرپل گھیر دار بہت ہی نفیس سے گان پر آف وائٹ اسکارف لیے بہت معصوم لگ رہی تھی۔اس کے چہرے پر پھیلا سکون اور معصومیت دیکھنے والے کو ٹھٹکنے پر مجبور کرتا تھا۔پِر یا بھی بلا شبہ ان دیکھے کے ٹھٹکنے والوں میں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سے ایک تھی۔

پہلے پہل تو وہ ٹھٹکی پھر اس کی طرف بڑھ گئی۔اس کے پاس پہنچنے پر پری مزید حیران تھی۔کبھی وہ قدرت کے اس شاہکار کو دیکھتی اور کبھی اپنے شاہکار کو۔فیصلہ کرنا بہت آسان تھا کہ قدرت کا شاہکار بے مثال تھا۔اس کے قریب پہنچ کر وہ یک ٹک اس معصوم سے چہرے و دیکھنے لگی۔یوں دیکھنے پر وہ لڑکی پہلے تو چونکی،اسے دیکھا اور پھر آگے بڑھنے لگی۔

پری نے اسے آگے بڑھنے سے روکا۔"ایکسکیوزمی۔"

وہ لڑکی ٹھٹک کر رکی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ پینٹنگ دیکھ رہی تھیں آپ۔"پری نے بات شروع کرنے کی غرض سے شستہ انگریزی میں پوچھا۔

"جی۔"اس نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ہاز اٹ) کیسی تھی(؟؟ "لڑکی کی مسکراہٹ سے پری کا حوصلہ بڑھا تھا سو اگلا سوال کر ڈالا۔لڑکی نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔پری حیران ہوئی کہ اتنا اشتیاق اور بس ایک مسکراہٹ؟؟

"یعنی آپ کو میری پینٹنگ اچھی لگی۔تھینک یو سو مچ آپ نے تعریف نہیں کی مگر مجھے اچھا لگا۔"پری کھل کے مسکراتے ہوئے بولی تو سامنے والی لڑکی حیران ہوئی۔

"آپ پری یا تیش ہیں؟؟ "اسنے پوری آنکھیں کھول کے سوال کیا۔

"جی بالکل میں پری یا تیش ہی ہوں۔"پری نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔جبکہ مقابل کا چہرہ ایکسائٹمنٹ سے روشن ہوا تھا۔

"آپکی پینٹنگز بہت اچھی ہوتی ہیں۔یہ تیسری ایگزیبیشن ہے آپکی جو میں اٹینڈ کر رہی ہوں۔"وہ لڑکی ہلکے جوش کے ساتھ بتانے لگی تھی جبکہ پری خوش تھی کہ آخر اس نے لڑکی کو بولنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"آپ میٹریل کونسا استعمال کرتی ہیں؟ سب بہت نیچرل لگتا ہے۔"یہی پری کے مطلب کا سوال تھا اور وہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

بات ختم ہوتے ہی لڑکی کو جانے کی جلدی تھی اور پری الگ ہوتے ہوئے اس سے ایڈریس لینا نہیں بھولی تھی۔ہاں اگر بھولی تھی تو وہ جو آج کے زمانے کی اہم ضرورت ہے۔۔

اس کا رابطہ نمبر۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لاہور ڈیفنس کا ایک پوش علاقہ تھا جہاں اس وقت ہر طرف خاموشی سی طاری تھی۔فروری کا ٹھنڈ کو وداع کرتا ہوا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

موسم،سورج تپش اور ہوا کی خنکی۔۔۔

ایسی ہی خنکی کچھ دلوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی۔ایسے میں جمال صاحب اپنی اسٹڈی سے نکلے تو عائشہ بیگم کو اپنا منتظر پایا۔

"جی بیگم صاحبہ ! چائے کا وقت ہوا چاہتا ہے کچھ اِنتظام ہے بھی کہ نہیں؟ "انہوں نے مسکراتے ہوئیپوچھا۔وہ ہمیشہ یوں ہی اچھے موڈ میں پائے جاتے تھے۔یہی وجہ تھی شادی کے اتنے سال میں ایک بھی بار عائشہ بیگم نے کبھی کوئی شکایت نہیں کی تھی۔یہی تو خوبی ہوتی ہے ایک اچھے مرد کی کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ معاملات میں کیسا ہے۔۔

"چائے تو تیار ہے آپکا ہی اِنتظار تھا۔ "عائشہ بیگم انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"عائشہ یوں کیجئیباہر لان میں آجائیے۔یہاں کچھ گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔ "یہ کہتیہوئے وہ باہر کی طرف بڑھ گئیجبکہ عائشہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئیں۔اولاد کی بے رخی نے ان میاں بیوی کو توڑ کے رکھ دیا تھا۔خود کو خوش ظاہر کرنے کو بہانے ڈھونڈنے پڑتے تھے۔

عائشہ چائے لان میں لے گئیں۔

"عائشہ کتنے دن ہو گئے صاحب زادے نے رابطہ نہیں کیا۔ "جمال صاحب دور دیوار پر نظر جماتیہوئے بولے۔

"آپ دل برا نہ کریں۔آپ کو معلوم تو ہے وہ مصروف ہوتا ہے۔"عائشہ نے انہیں روزانہ کی طرح تسلی دی۔

"ہوں۔۔۔یوں کریں یہ لیں موبائل۔کریں بیٹے کو کال۔۔دیکھ لیں مصروف ہے بھی کہ نہیں"جمال صاحب نے انہیں موبائل پکڑاتے ہوئے کہا تو عائشہ نے آس اور یاس کے درمیان ڈولتے ہوئے بیٹے کا نمبر ملایا مگر ہر بار کی طرح دوسری طرف سے فون نہیں اٹھایا گیا تھا۔انہوں نے جمال صاحب کی طرف دیکھا جو انہیں طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔اِسی اثنا میں فون کی گھنٹی بجی تو عائشہ کھل اٹھیں۔

لیکن اسکرین پر موجود نمبر دیکھ کر مایوسی نے ان کا احاطہ کر لیا۔فون انکی بہن سعدیہ کی طرف سے تھا۔

چنگا ویلا موڑ دے سائیاں

تینوں کیہڑی تھوڑ وے سائیاں

وہ فون پر مصروف ہوئیں تو جمال صاحب غور سے ان کی باتیں سننے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہائے نینی میں کیا بتاں مجھے آج کیا ملا "وہ بہت پر جوش انداز میں اپنی آپا جنہیں وہ نینی کہتی تھی بتانے لگی۔

" کیا دیکھ لیا بھء ما دام پرِ یا رِتیش نے "نینی نے ہلکے پھلکے انداز میں اس سے پوچھا۔

"ایک لڑکی دیکھی "پرِیا نے فوراََ سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا جس پر نینی نے ایک بے ساختہ قہقہہ لگایا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"ہاہاہا۔۔۔تم نے ایک دیکھی؟ میں نے تو بھء آج بہت سی دیکھیں، پارک میں بھی باہر وہاں جنرل سٹور میں بھی اور مِسز جارج کی نواسی بھی دیکھی آج تو "وہ تقریباً مزاحیہ انداز میں گویا ہوئیں۔ایسے ہیتو زندگی گزر رہی تھی۔ایک دوسرے کا دل لگانے کو عام سی بات کو بھی مزاح کا رخ دے کر۔۔

"نینی "!وہ چڑ چکی تھی۔سلو نے ماتھے پر تیوری ڈال کر انہیں دیکھنے لگی۔انہوں نے حتی المقدور خود کو سنجیدہ ظاہر کیا۔

"میں نے واقعی دیکھا۔شی واز سو ایلیگنٹ "پرِیا نیڈونٹس بھرے منہ کے ساتھ ہلکے سے جوش سے بتایا۔

"اور نام کیا تھا بھء "نینی اب متوجہ ہو چکی تھیں۔جبکہ پرِیا جو ابھی بھی مسلسل ڈونٹس کترتے ہوئے تفصیل جاری کر رہی تھی،فوراً چونکی اور اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"اوہ شِٹ شِٹ شِٹ !نام تو میں پوچھ ہی نہیں سکی "وہ اب گھومتے ہوئے اِس بات پر افسوس کر رہی تھی۔نینی نے ایک بار پھر سے مسکراہٹ چھپائی تھی۔

"لیکن میں نے ایڈریس لے لیا تھا۔میں اس سے ملوں گی "اب کہ وہ مسکرا رہی تھی۔اور نینی سوچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں کہ کبھی دوست نہ بنانے والی اب خود کسی سے مِلنے جانے والی تھی۔ایک طرح سے یہ ایک خوش آئیند بات تھی مگر مِسٹر رِتمِش کو مطلع کرنا بھی ضروری تھا۔

"چلیں اب آپ ڈِنر کی تیاری کریں میں فریش ہو کے آئی۔ "یہ کہہ کر وہ اندر کمرے کی طرف چل دی جبکہ نینی مِسٹر رِتمِش کو خوشخبری سنانے کو فون لے کر کھڑی ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور تھا جہاں اسے اپنی پڑھائی کے بعد جاب کرنا ہوتی تھی۔وہ یہاں آئی تو پڑھائی مکمل کرنے ہی تھی مگر کب تک وہ اپنے والد پر بوجھ بن سکتی تھی۔اسکے اسکالرشپ کی رقم بھی محدود سی تھی کہ بمشکل ایک اپارٹمنٹ اور پڑھائی کا ہی بوجھ برداشت کر پاتی تھی۔

اِس وقت بھی وہ کانٹر پر بیٹھی حِساب کِتاب میں مصروف تھی مِسٹر بران نے ڈیوٹی چینج کرنے کو کہا۔وہ اٹھی اور جا کر گاہکوں کو سرو کرنے لگی۔اسے یہ کام کرتے ہوئے اپنا ملک اپنا گھر بہت یاد آیا کرتا تھا۔اب بھی اس پر یہی کیفیت طاری تھی،جب اس نے دیکھا وہ اس کے پاس ایک ٹرالی لییکھڑا تھا۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی مگر دوسری طرف سے سر نہیں اٹھایا گیا تھا۔

اس نے بھی ردِعمل نہ پا کر اسکا سامان شاپر میں بھرنا شروع کر دیا۔جاتے ہوئے بھی اس نے اسے اُمید سے دیکھا کہ شاید اب ہی۔۔۔

مگر وہ مگن سا کانٹر پر ادائیگی کر کے آگے بڑھ گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ بھی ٹھنڈی سانس لیتی خود کو کام میں الجھانے لگی۔اسکے علاوہ چارہ بھی کیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کیا بات ہے بیگم صاحبہ بہت چپ چپ ہیں۔ "جمال صاحب کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر عائشہ بیگم کو بھی دیکھ لیتے تھے جو کب سے بالکل خاموش کچھ سوچنے میں مگن تھیں۔

"ہوں۔۔۔کچھ نہیں۔بس یوں ہی۔ "وہ اچانک بلانے پر چونکی تھیں جس پر جمال صاحب کو تشویش ہوئی وہ کچھ آگے ہو کر بیٹھے اور انکی طرف متوجہ ہوئے۔

" کیا بات ہے عائشہ؟ "ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے فِکر مندی سے پوچھا۔

"سعدیہ سے بات ہوئی تھی نا کل۔ "عائشہ نے تمہید باندھی تھی۔

"جی جی پھر؟"

"اسکی بیٹی کا بیچلرز بھی ایک عرصہ ہوا مکمل ہو چکا "یونہی سوچوں میں غرق انکی توجہ اصل بات کی طرف دِلائی۔جبکہ جمال صاحب ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔اسی وقت کے انتظار میں تو عرصہ بیت گیا تھا۔

"" تمہاری عنید سے بات ہوئی؟ "انہوں نے بیٹے کے متعلق اِستفسار کیا حالانکہ جواب تو وہ خود بھی جانتے ہی تھے کہ جب اسکا دِل کرے گا وہ خود ہی رابطہ کرے گا۔

"آپ اسے بلا کیوں نہیں لیتے؟ "عائشہ نے سسکاری بھرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔ " کتاب کا ورق ہلکا سا فولڈ کیا،میز پر رکھی اور مبہم سا جواب دے کر وہ کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔

اور عائشہ اچھے سے جانتی تھیں کہ بیٹا ان کے بلانے نہ بلانے کی اِجازت کا محتاج نہیں رہا تھا۔

ہاہ۔۔۔یہ اولاد بھی کہاں کہاں خوار کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پریا آجکل اپنے اسٹوڈیو میں بیٹھی اپنی نئی ایگزیبیشن کی تیاریوں میں مصروف رہتی۔وہ اس معاملے میں محتاط تھی۔کام مکمل توجہ اور تنہائی میں کرتی تھی۔اب بھی وہ سٹوڈیو میں ہی بیٹھی تھی جب اسے اچانک اس لڑکی کا خیال آیا جو اس دن ناحنش میں مِلی تھی۔پریا نے فوراً اس سے ملنے کا پروگرام بنایا اور جس حلیے میں بیٹھی تھی اسی میں چل پڑی۔نینی کو بتا کر وہ گھر سے باہر آ گئی۔

وہ اسکے بتائے ہوئے پتے پر جا رہی تھی۔وہ اسکا نام جانتی تھی،اس کا نمبر لے پائی تھی اور نہ ہی مکمل طور پر اسے جانتی تھی۔مگر بہر حال ملنا تھا اس سے۔

پریا اس کے دیئے گئے پتے پر پہنچی تو دیکھا کہ وہ ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک چینی لڑکی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

باہر نکلی اور اپنی چھوٹی چھوٹی اور سوجی ہوئی آنکھوں سے اسے سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔ایک دم سے دھچکا لگا تھا۔ ایسی کوئی 'چیز 'اس کے ذہن سے گزری بھی نہ تھی۔

"یہاں کوئی اسکارف والی لڑکی رہتی ہے؟ "پریا کو اس کا نام تو معلوم نہیں تھا سو جو شناخت بہتر لگی وہی پوچھ لی۔

"ہاں! مگر وہ فی الوقت موجود نہیں۔ "اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

" کب تک آئیگی؟ "پریا نے بھی ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں کوئی فِکسڈ ٹائم نہیں ہے۔ "اب کہ لڑکی نے اکتا کر جواب دیا تھا۔

"انکا کوئی کانٹیکٹ نمبر؟ "پریا نے فوراسے پوچھا مبادہ وہ چنی چی آنکھوں والی لڑکی دروازہ بند ہی نہ کر دے۔ اور جواب میں واقعی اس لڑکی نے یوں گھورا تھا کہ بس نِگلنا ہی باقی تھا۔پریا بھی دانت پیس کر رہ گئی۔کوئی اور وقت ہوتا تو اس لڑکی کو منہ بھی نہ لگاتی مگر یہاں معاملہ دوسرا تھا۔

"ان سے کہنا پریا تِمیش ملنے آئی تھی۔ "اس نے نام بتایا اور واپس مڑ گئی۔

"ڈِسگسٹنگ "!دروازہ اس کے پیچھے ایک آواز سے بند کیا گیا تھا۔غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گئی۔ دِل بھی اداس ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ خاموشی سے بیٹھا اپنے موبائل پر آئی ہوئی اپنی ماں کی مِسڈ کال دیکھ رہا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا اسے کیا کرنا ہے اب۔وہ کال کرے یا نہیں۔آخر تھک کر موبائل اس نے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر ڈالا اور اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔ اسے ابھی بہت کام کرنا تھا۔

وہ ایک سوفٹ ویئر انجینیر تھا اور یہاں وہ ایک کمپنی کے معاہدے اور اسکالرشپ کے تحت رہائش پذیر تھا۔اس کے لئے زندگی ہمیشہ بہت آسان رہی تھی۔مگر وہ آہستہ آہستہ سب سے حتی کہ اپنے والدین سے کٹنے لگا تھا وجہ وہ خود نہیں جانتا تھا۔

وہ یہاں پیسے کمانے نہیں آیا تھا۔وہ یہاں اسکالرشپ پر ایک کمپنی سے معاہدے کے تحت چند سال رہنے آیا تھا۔ پھر اسکالرشپ ختم ہوتے ہی اسنے اپنے معاہدے کی معیاد بڑھا دی تھی۔وہ واپس نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ اگر وہ واپس جاتا تو ماں باپ کو مزید اذیت میں مبتلا کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی اسی کیفیت میں رہتا۔

وہ خود سے منسلک کسی بھی رشتے کو نبھا نہیں پا رہا تھا۔حالانکہ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا مگر ایسا ہوتا چلا جا رہا تھا۔سوچوں کی یلغار اتنی تھی کہ تھک کر اسنے لیپ ٹاپ بند کیا اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔ہوتا بھی تو کیا وہ کر ہی کیسے سکتا تھا کہ اتنا عرصہ خود سے اور اپنی کیفیات سے بھاگتا رہا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اس کے لیے بھاگتے رہنا معاملے کے حل سے زیادہ بہتر تھا شاید۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ یونہی جھیل کو گھورے جا رہا تھا۔لوگ معمول کی طرح اسے دیکھتے اور گزر جاتے مگر اسے یک سر پرواہ نہیں تھی۔ اسے اپنے ِگرد موجود لوگوں اور اشیا سے کوئی غرض نہیں تھی۔وہ بالکل بیگانہ ہوا بیٹھا تھا۔معا ایک فٹبال آیا اور اس کے گھٹنے سے ٹکرا کر گھاس پر اس کے قدموں کے پاس گر گا گ۔ جھیل سے اِرتکاز ٹوٹ چکا تھا۔ماتھے پر تیوری نے جگہ بنائی۔فٹ بال اٹھنے کو نیچے جھکا ہی تھا جب زنانہ جوگرز نظر آئے۔اس نے چہرہ اوپر اٹھایا تو وہ لڑکی اسے ہی دیکھ رہی تھی گویا فٹبال اسی کا تھا۔اس نے فٹ بال اٹھایا، بازو اوپر کیے اور ہلکے سے جھٹکے سے ہوا میں اچھال دیا جسے لڑکی نے پھرتی سے کیچ کیا تھا۔وہ دوبارہ اپنے عمل میں مصروف ہو چکا تھا جبکہ لڑکی آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔لیکن وہاں اسے کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔۔اسنے اسے پہلے بھی دیکھا تھا وہ ہمیشہ اسے اپنی اِسی مخصوص جگہ پر ہی بیٹھا دِکھا تھا۔

وہ کافی دیر دور ایک بینچ پر بیٹھی اسے دیکھتی رہی مگر لڑکے کے بیٹھنے کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

اس روز کے بعد اسے دیکھنا اور نوٹ کرنا اسکی عادت بنتا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج کل پرِیا مکمل فراغت سے تھی تو اسکے پاس وقت ہی وقت تھا جو کٹتا نہ تھا۔وہ بور ہونے لگی تھی کیونکہ آج کل اس کے ڈیڈ بھی ساتھ نہ تھے۔

پرِیا کے ڈیڈ اِنڈیا کے شہر دہلی کے رہائشی تھے مگر بہت عرصہ پہلے وہاں سے کیلیفورنیا شفٹ ہو گئے تھے جس کے باعث وہ یہاں کے نیشنلٹی ہولڈر بھی تھے۔پرِیا انکی اکلوتی اولاد تھی جبکہ انکی محبوبہ بیوی انامیکا جن سے انہیں خود سے زیادہ پیار تھا انہیں چھوڑ کر چلی گئیں۔انہیں اپنی اِس چھوٹی سی فیملی سے عشق تھا مگر انامیکا کی موت نے انہیں ادھ موا کر دیا تھا۔اگر انہوں نے رِتیش مادھو سے پرِیا کی پرورش کا وعدہ نہ لیا ہوتا تو اب تک وہ بھی جانے کہاں ہوتے۔رِتیش پرِیا کو لے کر امریکہ کے شہر کیلیفورنیا میں رہائش پذیر ہو گئے اور ایک رومی عورت کو پرِیا کی تربیت کیلئے رکھ لیا۔پرِیا انکو نینی کہتی تھی۔

رِتیش مادھو کو اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا۔پرِیا کا بھی ان کے اور نینی کے عِلاوہ کوئی دوست نہ تھا۔نہ ہی وہ کسی کو اپنا دوست بنانا پسند کرتی تھی۔مگر پہلی دفعہ یوں ہوا تھا کہ پریا رتیش نے کسی کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا سوچا تھا۔

وہ اسٹوڈیو میں بیٹھی سوچوں میں غرق تھی کہ اچانک اسے ڈیڈ کی کال موصول ہوئی۔وہ کِھل اٹھی تھی۔پچھلے دنوں کی کدورت ختم ہو چکی تھی اور وہ اب انکو الف سے یے تک کی سب کہانیاں سنانے والی تھی۔رِتیش مادھو بھی خوش تھے کہ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پر یا مطمئن تھی۔

کال کے دوران وہ اسکیچ بھی بناتی رہی تھی۔کال مکمل ہونے کے بعد اسنے موبائل ایزل کے سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

واپس کینوس کی طرف متوجہ ہونے پر اسے معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے ذِہن میں موجود اس لڑکی کو اس نے بہت مہارت کے ساتھ سکیچ کیا تھا۔وہ خود بھی حیران تھی۔وہ اچانک اٹھی اور اپنے کمرے میں جا کر تیار ہوئی اور نینی کو ساتھ لے کر باہر نکل آئی۔نینی کو پہلے ڈیپارٹمنٹل سٹور چھوڑا اور خود ایک بار پھر اسی پتے پر چل پڑی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ میٹنگ میں مصروف تھا جب اسکے سیل فون کی بتی جلنے بجھنے لگی۔اس نے اپنی پریزنٹیشن جاری رکھی۔

میٹنگ کے اختتام پر ہمیشہ کی طرح اسنے داد و تحسین اکٹھی کی۔مگر اسکا دھیان مکمل طور پر آنے والی فون کال کی طرف ہو چکا تھا۔فون اسکے گھر سے آ رہا تھا۔اور فون کرنے والے اسکے دِل و جان سے عزیز بابا تھے۔حیران تھا کہ اسکے دِل دکھانے کے عمل کے بعد بھی وہ اسے یاد رکھتے تھے۔بھول جاتا تھا کہ وہ ان کا خون تھا۔خون دور ہو سکتا ہے۔بھول نہیں سکتا۔

ہماری چشم کی حیرانیوں میں

اداسی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

اس نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے اپنے کیبن کا رخ کیا۔وہاں پہنچ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور لیپ ٹاپ آن کر کے لائن)وڈیو کالنگ ایپ (آن کیا اور۔۔۔۔

یہاں پہنچ کر اسے سمجھ نہیں آ تا تھا کہ مما یا بابا سے وہ کیا بات کرے گا۔بابا آن لائن تھے۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے بابا کے اکاونٹ پر کلِک کیا۔کال جانے لگی۔تھوڑی دیر بعد بابا نے کال ریسیو کر لی تھی۔اس نے بابا کی آواز سنی تو دِل بھر آیا تھا۔مگر اس نے ان پر کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

وہ مگن سے انداز میں بات کر رہا تھا۔مما اس سے بات کرتے ہوئے رو پڑی تھیں۔بابا ان کو دلاسے دے رہے تھے۔وہ دل ہی دل میں شرمندہ تھا مگر کیا کرتا وہ جانے کیوں مجبور سا تھا شائد انا کے ہاتھوں۔۔وہ گھر جانا چاہتا تھا لیکن جا نہیں پاتا تھا۔

یونہی باتوں کا سلسلہ منقطع ہوا تو وہ پھر سے کام میں مصروف ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دروازے پر کھڑی کب سے ناک کر رہی تھی مگر دروازہ تھا کہ کھل کے نہیں دے رہا تھا۔جب وہ مایوس ہو کر جانے لگی تو ساتھ والے اپارٹمنٹ سے ایک خاتون برآمد ہوئیں۔وہ آنکھیں سکیڑ یا سے دیکھ رہی تھیں۔اس نے موقع غنیمت جانا اور ان سے اس اپارٹمنٹ کے متعلق پوچھا۔جس پر انہوں نے بتایا کہ اس وقت سب اپنے اپنے کاموں کی غرض سے باہر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہوتی ہیں۔اس نے اس لڑکی کا حلیہ بتا کر اسے سے متعلق پوچھا۔وہ مسکرا دیں۔وہ ایک چھوٹے سے قد کی خاتون تھیں اور چہرے پر نرمی کے آثار تھ 'یعنی اچھی خاتون ہیں۔'اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"تم کہیں ایشین بیوٹی کی بات تو نہیں کر رہی؟ "انکی آواز نے اسے متوجہ کیا۔وہ تذبذب میں انہیں دیکھنے لگی۔ تو وہ گویا ہوئیں

"یہاں سب ایشین لڑکیاں رہتی ہیں مگر ایک ہی اسکارف لیتی ہیاور باقی کے مقابلے میں بہت پیاری اور اچھی بچی ہے۔اسی لیے بس میں نے نام رکھ دیا۔اکثر ملنے آتی ہے مجھے۔تمہیں اس سے کیا کام ہے؟"اسے تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں تھوڑی مشکوک ہوئیں۔

"مجھے ملنا تھا اس سے۔مگر لاسٹ ٹائم بھی وہ نہیں ملی۔ "پر یامایوسی سے بولی۔

"وہ کم ہی گھر پر ملتی ہے۔وہ یا تو یونیورسٹی میں ہوتی ہے یا پھر جاب پر۔تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ کیا تم ایسا دوست ہو؟ یا کزن ہو؟تم بھی پاکستانی ہو کیا؟ "خاتون کافی باتونی تھیں پر یا کو اس بات کا اندازہ تو ہو ہی چکا تھا۔

"امم۔۔۔کیا آپ مجھے اسکی یونیورسٹی یا جاب کی جگہ کا ایڈریس دے سکتی ہیں؟ "اسنے کسی بھی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے مطلب کی بات پوچھی۔

"تمہیں معلوم نہیں ہے کیا؟ "وہ حیران ہوئیں۔

"جی "بری پھنسی تھی فقط مسکرا کے نہ ہاں میں جواب دیا نہ ناں میں اور واپسی کے لیے مڑ گئی۔

"ویسے میں مسز جوزف ہوں "ان کی آواز آئی تو وہ بھی پلٹ کر مسکرائی اور واپس مڑ گئی۔

خاتون بھی کندھے اچکا کر آگے بڑھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کیا گند پھیلائے رکھتی ہو اپنا۔ " کاتفہ نے اسکا گان اور اسکارف اٹھایا اور گول مول کر کے اسکے بنک پر پھینک دیا۔

'کاتفہ میں اٹھانے ہی والی تھی ابھی تھکی ہوئی۔۔۔ "

" کیا تھکی ہوئی؟ ہر وقت تھکی رہتی ہو زندگی عذاب کر رکھی ہے تم نے۔اپنی چیزیں اپنی الماری اور بنک تک محدود رکھا کرو۔ "ابھی وہ بات مکمل بھی نہ کر پائی تھی جب کاتفہ نے اسکی بات کاٹی اور پھر اسکے سینڈلز کو پاں مارا جس سے وہ لڑھکتے ہوئے دروازے کے پاس جا پہنچے۔اس نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی سینڈلز اٹھانے آگے بڑھ گئی۔

کاتفہ ایک افغانی لڑکی تھی جس کے ساتھ رہنے پر اسیان باتوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا تھا۔اس اپارٹمنٹ میں تین ہی کمرے تھے جن میں سے باقی کے دو کمرے دوسری دو لڑکیوں کے تھے جبکہ یہ ایک کمرہ اسے کاتفہ کے ساتھ شیئر کرنا تھا کیونکہ وہ اکیلی اس کمرے کے ڈیوز دینے کی متحمل نہیں تھی۔کچن بہر حال مشترکہ تھا۔کاتفہ اپنے نام کی طرح

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہی تھی، دوسروں کو نفرت کی حد تک ناپسند کرنے والی۔ وہ اسے اپنے کمرے میں رکھنا نہیں چاہتی تھی مگر وہ بھی مجبور تھی کہ مکمل ڈیوز تو وہ بھی ادا نہیں کر سکتی تھی۔

مگر وہ اپنے اردگرد کی ہر چیز سے اکتائی رہتی تھی۔ اِنسانوں تک سے اسے وحشت ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ کھانا بنانا اسکی ذمیداری تھی تو کاتفہ کو آخر خاموش ہونا ہی پڑتا تھا۔ وہ لڑنے بھڑنے کے باوجود اسکو ساتھ رکھ رہی تھی کیونکہ اسیوہ جتنی بھی بری لگتی ہو بہرحال بہت معصوم اور بے ضرر تھی۔

دوسری طرف اسکا کاتفہ کے ساتھ رہنا ناگزیر تھا کیونکہ وہ نہ تو اکیلی رہ سکتی تھی نہ ہی اکیلی ایک کمرے کے ڈیوز دے سکتی تھی۔ اس میں اکیلی اپنے کھانے پینے کا خرچ اٹھانے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

وہ اٹھی اور کھانا بنانے چل دی کہ جتنی بھی تھکاوٹ ہوتی ڈیوٹی تو آخر ڈیوٹی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واپس آئی تو سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اسے خود پہ شدید غصہ تھا۔ نینی اسے آوازیں دیتی رہیں مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے خود پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ ایک تو اس دن لڑکی سے نام نہیں پوچھ پائی اوپر سے اب وہ مل کے نہیں دے رہی تھی۔ پہلی دفعہ کسی کو دوست بنانا چاہا تھا اور پہلی ہی دفعہ میں دل خراب ہو کے رہ گیا تھا۔

"اب کیا کروں" منہ بسورتی ہوئی وہ لگاتار یہی سوچے جا رہی تھی۔

وہ اٹھی اور اپنا ٹیب نکال کر بیٹھ گئی۔ اس نے دیکھا ڈیڈ کی کئی مسڈ کالز تھیں۔ اس نے انہیں کال بیک کی مگر مایوسی ہوئی کیونکہ ڈیڈ آن لائن نہیں تھے۔ مزید غصہ آیا۔ ٹیب کو بیڈ پر پھینک کر وہ نینی کو بتائے اور بلائے بِنا باہر نکل گئی جبکہ نینی آوازیں دیتی رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج بھی وہ معمول کی طرح بیٹھا جھیل سے پرے گھاس کو گھور رہا تھا۔ اسے آج سورج کی سرخی سے کچھ عجیب سی وحشت ہو رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ خاموش تھا۔ مگر آج وہ کسی کی نظریں خود پہ محسوس کر رہا تھا۔ اس نے چونک کے اِرد گرد دیکھا مگر سب اپنے آپ میں مگن تھے۔ وہ دوبارہ سے جھیل کے پانی کو دیکھنے لگا۔

لوگ اس کے پاس سے گزر جاتے کیونکہ کسی کو اس سے غرض نہیں تھی۔ بالکل ایسے ہی جیسے اسے کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ لیکن پھر بھی کچھ تو عجیب تھا آج۔۔

وہ کافی دیر سے اپنی جگہ پر بیٹھی اسے نوٹ کر رہی تھی۔ مگر دوسری طرف کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ وہ جیسے پہلے دن بیٹھا دیکھا گیا تھا آج بھی ویسے ہی تھا۔ اس کے لگاتار دیکھنے پر وہ کچھ چونکا تھا اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے غور سے دیکھا پھر سر جھٹک کے دوبارہ اپنے مشغلے میں مصروف گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ غصے سے اٹھی اور اسکی طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جمال صاحب آج کل پرسکون تھے کہ بیٹے کی آوازسن کے دل کو ڈھارس بندھی تھی۔اب کئی دن آرام سے گزرنے والے تھے۔دوسری طرف عائشہ بیگم بھی اڑی اڑی پھرتی تھیں۔ابھی بھی جب وہ آفس سے واپس آئے تو عائشہ انکے پاس آ گئیں۔

"جمال آج سعدیہ کی کال آئی تھی۔میں نے اسے بتایا کہ عنید سے بات ہوئی تھی۔ "وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھیں۔جمال صاحب مطمئن ہوئے۔

"اچھا !تو کیا کہتی وہ؟ " مکراتے ہوئے استفسار کیا۔

" کچھ نہیں پہلے تو چپ سی ہوگئی پھر اپنے معمولات بتانے لگی۔جمال مجھے وہ کچھ پریشان سی لگتی ہے۔ "

"بیٹی کی ماں ہے پریشان تو ہوگی ناں بیگم "!وہ سنجیدہ سے ہوکر بولے۔

"ہاں مگر میں نے تسلی دی تھی اسے۔عنید کا موڈ اچھا تو تھا جمال صاحب "عائشہ پر عجیب ہی کیفیت طاری تھی۔

ایک طرف بہن کا دکھ تو دوسری جانب اولاد کی بے رخی کا غم۔

"ہم پانچ سال سے تسلیاں ہی دے رہے ہیں عائشہ "!

"میں کیا کروں جمال !اِتنے عرصے بعد تو میرے بیٹے نے کال کی تھی اسے ذرا سا بھی کہتی تو اکھڑ جاتا۔میں تو چکی میں پس رہی ہوں "وہ روہانسی ہوئی تھیں۔

"ارے ارے آپ تو رونے لگیں۔حوصلہ رکھیں بیگم ہم مل کر کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے "جمال صاحب نے ان کو تسلی دی۔

"انشااللہ !چلیں آپ فریش ہوکر آ جائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔ "عائشہ بیگم یہ کہہ کر باہر نکل گئیں جبکہ جمال صاحب پریشان بیٹھے رہ گئے۔بھلا یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اپنی بیگم کو حوصلہ دینے کے بعد خود نارمل رہ جاتے۔۔۔

لیکن رب ہے ناں دلاسے دینے والا۔

"اور بھروسہ کر اس ذات پر۔جسے موت نہیں آئے گی"الفرقان:(58

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپارٹمنٹ سے سیدھی اس پتے پر چل دی۔ بیل پہ ہاتھ رکھا تو اٹھانا ہی بھول گئی۔

کسی کے قدموں کی آواز قریب آتی سنائی دی مگر اس نے منہ موڑے رکھا اور بیل سے بھی ہاتھ اٹھانے کی زحمت نہیں کی۔دروازہ کھول دیا گیا تھا۔اس نے دروازے کی طرف نظریں گھمائیں۔وہاں وہی لڑکی کھڑی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پر یا نے بے ساختہ ٹھنڈی سانس خارج کی۔

" کہاں گم ہو گئیں تھیں تم۔ میں تو تمہیں ڈھونڈنے کے چکر میں ناپید ہونے والی تھی "بِنا اِجازت لئے پر یا اندر داخل ہو گئی تھی۔جبکہ لڑکی ابھی وہیں کھڑی تھی۔

وہ واپس مڑی۔اسے وہیں کھڑے دیکھ کر آنکھیں سکیڑیں۔

"اندر نہیں آنا چاہیے تھا کیا مجھے؟ "پر یا نے پوچھا۔

"نہیں دراصل میں ابھی تک حیران ہوں "وہ خفیف سا مسکرا کر آگے بڑھ گئی تو پر یا بھی اس کے پیچھے چل دی۔

وہ ایک چھوٹا سا اور تنگ و تاریک اپارٹمنٹ تھا۔پر یا کو سمجھ نہ آیا کہ وہ وہاں سانس کیسے لیتی ہو گی۔

"ویسے۔۔۔"پر یا نے ویسے پر زور دیا تھا۔

"پہچان تو لیا ہے ناں؟ "

"امم۔۔شائد نہیں "مسکراہٹ ہونٹوں کے گوشوں سے چھپ دکھا رہی تھی جسے چھپانے کو لڑکی نچلا ہونٹ بھینچے ہوئے تھی۔

"وا !مجھے اچھا لگا سن کر "پر یا کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"خیر یہ بات بھی نہیں ہے۔ "لڑکی جھینپ گئی تھی۔ "دراصل آپ اِس ملک کی ایک اچھی اور معیاری فیلڈ یعنی پینٹنگ میں ایک نام رکھنے والی وہ واحد شخصیت ہیں جو مجھے واقعی کھوجتی رہی ہیں"

"باقی چھوڑ یہ بتا اتنا لمبا فقرہ بول کیسے گئیں تم؟ "اسنے کہا تو وہ لڑکی ہلکا سا ہنس دی۔

وہ دونوں کمرے میں آ چکی تھیں۔لڑکی اس دن سے مختلف حلیے میں تھی۔اسنے گلابی لمبی اور کھلی قمیض کے ساتھ کالے رنگ کا چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔جبکہ بال فرنچ ٹیل میں بندھے تھے جو اسکی کمر تک آتے تھے۔ایک مفلر سر پر ٹکایا ہوا تھا۔پر یا نے ایک آدھ حسرت بھری نظر اسکی چوٹی پر بھی ڈالی تھی کیونکہ اسکے اپنے بال کندھوں سے بمشکل نیچے آتے تھے جنہیں وہ پونی ٹیل میں جکڑے رکھتی تھی۔

پر یا سامنے ایک بنک پر بیٹھ چکی تھی۔اور لڑکی اسکے وہاں بیٹھنے پر کنفیوز ہو رہی تھی۔

"مانتی ہو ناں پھر؟ "پر یا آنکھیں مٹکاتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔جبکہ لڑکی اسکی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔سو سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"ارے بھئی مانتی ہو ناں کہ میں نے تمہیں ملکوں ملکوں ڈھونڈا ہے؟ "وہ لڑکی ہلکا سا مسکرا ہی پائی تھی۔

"میں تمہاری وہ مسز جوزف سے ملی تھی۔بہت بولتی ہیں بھئی وہ تو۔میں بھی اِتنا نہیں بولتی۔شکی بھی بہت ہیں۔ "پر یا مسلسل بول رہی تھی جبکہ لڑکی خاموشی سے بس اسے دیکھ رہی تھی۔" کیا ہوا؟"پر یا نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

" کچھ نہیں۔آپ یہاں اِس بنک پر آ جائیں۔میں کچھ لاتی ہوں آپ کے لئے " کہہ کر لڑکی باہر نکلنے کو تھی جب پرِ یا نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا تھا۔"سنو !میں بس ملنے آئی ہوں تم سے۔تم نے نام نہیں بتایا اپنا۔"

"عنیزہ "وہ جلدی میں بولی تھی۔

" کیا؟ "پرِ یا ابرو اچکا کر بولی تھی۔جبکہ لڑکی کنفیوز سی دکھائی دیتی تھی۔

"عنیزہ"

"یہ تم ہمیشہ بس اتنی سی ہی بات کرتی ہو؟ "وہ خاموشی سے بس ہلکا سا مسکرا دی تھی۔

"بہت مشکل نام ہے تمہارا یار۔میں مسز جوزف کی طرح نِک نیم ہی لونگی تمہارا۔"

"اِتنا بھی مشکل نہیں ہے اب۔ "وہ خفت سے لال ہوئی۔

"ارے بہت مشکل ہے میں نہیں لے سکتی۔میں تمہیں 'نیمو ' کہہ کر بلاؤں گی۔"پرِ یا نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے جیسے فیصلہ دیا تھا۔

"میں کچھ لے آں اب کھانے کو؟ بہت باتیں ہوگئیں اب تو "اِس سے پہلے کہ پرِ یا اگلی بات شروع کرتی وہ اٹھی اور جلدی سے باہر نکل گئی۔

اور پرِ یا کمرے کا جائزہ لینے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسکی عادت تھی صبح سویرے جاگ کر نماز ادا کرنے کی۔اس کے بعد جاگنگ کے لئے جانا بھی اسکی عادتوں میں شامل تھا۔ مگر جب سے وہ یہاں آیا تھا تب سے جاگنگ والی عادت بس نام کو رہ گئی تھی۔وہ جاتا ضرور تھا مگر وہاں ویسا کچھ نہ تھا جیسا اس کے پاکستان میں تھا۔وہ خاموشی سے بس اپنی روٹین پوری کرتا تھا۔جاتا اور بس آ جاتا تھا۔

کچھ دن سے ایک لڑکی اس کو لگاتار نوٹ کر رہی تھی۔یہ بات اسکے علم میں تھی مگر کل جیسے اکرا سنے اسے مخاطب کیا تھا وہ حیران تھا۔اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ آ کر بات کرے گی اور وہ بھی اتنی بے تکلفی سے۔اسے شدید تا آیا تھا۔ اسے یاد تھا کہ جب وہ جھیل کے پاس بیٹھا تھا وہ لڑکی اسکے پاس آئی تھی۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب وہ اچانک سے آئی تھی اس کا منہ غصے سے سرخ تھا۔"ہیلو "!

وہ ابھی بھی اپنی سوچوں میں گم تھا۔لڑکی نے اپنا ہاتھ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو وہ چونکا اور سر اوپر کو اٹھایا تھا جِس سے لڑکی کے چہرے پر حیرت نے جگہ بنالی تھی۔

"اپالو "وہ بے ساختگی سے بولی تھی۔

"واٹ؟ "وہ الجھا تھا۔اسکو مخل کیا جانا برا لگا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"آ آ۔۔۔آئی مین ہاآر یو؟) میرا مطلب ہے کیسے ہو تم؟ "(وہ فوراسے بولی تھی۔مگراسنے سر جھٹک کے خود کو جواب دینے سے باز رکھا تھا۔

"میں کافی دن سے تمہیں آبزرو کر رہی تھی تم یہیں بیٹھتے ہو۔کیا یہ جگہ بہت خاص ہے؟ "وہ انگلش میں اس سے باز پرس کر رہی تھی۔اسے شدید قسم کا تاآیا ۔کیا مصیبت تھی یہ بھی کہ کوئی اسے نوٹ کر رہا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟ "جب اسنے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ مزید گویا ہوئی تھی۔جبکہ وہ جھٹکے سے اٹھ آیا تھا۔بے شک یہ ایک قطعاغیر اخلاقی حرکت تھی مگراسکے اپنے حق میں بہت بہتر تھی۔آج بھی وہ اس لڑکی کی وجہ سے جانا ہی نہیں چاہتا تھا مگر مرتا کیا نہ کرتا عادت سے مجبور ہو کر چلا گیا تھا۔اور آج اس لڑکی کو وہاں نہ پا کر سکون کا سانس لیا تھا۔سوچیں کہاں سے کہاں لیے جا رہی تھیں۔

وہ اچانک خیالوں سے چونکا تو یاد آیا کہ آج اسے پروجیکٹ کو فائنلی جمع کروانا تھا۔وہ کام میں مگن ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سعدیہ !تم نے بتایا نہیں پھر کب تک آنے کا پروگرام بنا گی بھئی؟ "عائشہ اپنی بہن سعدیہ کو اپنی طرف بلا رہی تھیں۔

"ابھی نور کے بابا سے بات ہی نہیں کی آپا " !سعدیہ کی کمزوری آواز سنائی دی تھی۔

"آجا سعدیہ کب آ گی اب؟جب میں نہیں رہونگی تبھی کیا میرے گھر کا رخ کرو گی؟ "عائشہ سرسراتے لہجے میں گویا ہوئی تھیں اور سعدیہ کی سمجھ نہ آتا تھا کہاں منہ چھپالیں کہ ایک طرف بہن تھی تو ایک طرف بیٹی۔

"میں آج بات کروں گی نور کے بابا سے اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ نور نے کالج آنا جانا ہوتا ہے۔اگر میں اور کبیر صاحب آتے ہیں تو نور کو کس کے سہارے چھوڑ کر آئیں گے "سعدیہ نے آنسو چھپانے کو لہجہ ہموار رکھا کہ بہن لہجے سے ہی دل کی بات جان لیا کرتی تھی۔

"تو اسے بھی لے آ سعدیہ۔کیا اسکا دل نہیں کرتا خالہ سے ملنے کو؟ "

"آپکو سبھی کچھ تو معلوم ہے آپا "سعدیہ نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بات کی تھی اور عائشہ چپ رہ گئی تھیں۔پھر آہستہ سے گویا ہوئیں۔

"اکیلی ہی آجانا چلو۔فہمیدہ کی طرف میں نے تمہارے ساتھ ہی جانا ہے۔کوشش کرنا جلدی آجا۔اور پریشان نہ ہوا کرو سعدیہ !میں نے تمہارے بھائی سے بات کی تھی۔اللہ سے اچھی امید رکھو" "اللہ سے ہی تو امید رکھے ہوئے ہیں آپا "وہ بس سوچ کے رہ گئیں۔اور آہستہ سے فون رکھ دیا تھا۔

دوسری طرف عائشہ امید و بیم کے درمیان ڈولتی ہوئی عنید کو کال ملانے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ واپس آئی تو ہاتھ میں کافی کے دو مگ تھے۔

"سوری دیر ہوگئی مجھے۔ "وہ اپنے بنک کی طرف بڑھ گئی تھی اور پریا کو بھی اسی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ بنک کس کا ہے جو تم اتنی کانشس ہو کر بار بار وہاں سے اٹھنے کا کہتی ہو؟ "پریا نے پوچھا۔

"لڑکی کا ہی ہے بے فکر رہو "وہ مسکراہٹ بھینچ کر بولی تھی۔

"ہاں یہی ایک فکر تھی بس۔تھینک گاڈ تم نے کلیئر کر دیا ورنہ میں تو جانے ابھی بھاگ ہی جاتی ناں "پریا طنزیہ انداز میں بولی تو عنیزہ جھینپ گئی۔

"بائے داوے مجھ سے تمہارا اتنا مشکل نام نہیں لیا جا رہا "پریا کافی کا مگ پکڑ کر مزید گویا ہوئی۔

"اِتنا بھی مشکل نہیں ہے "وہ خفگی سے بولی۔

"تمہیں 'نیمو 'میں کیوں کہہ رہی تھی بھلا؟ معلوم ہے؟ "پریا نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے تھے۔وہ صرف نفی میں سر ہلا سکی تھی۔

"فائنڈنگ نیمو ایک اینمیٹڈ موووی ہے۔اس میں ایک مچھلی کا نام نیمو ہوتا ہے۔گم ہو جاتی ہے وہ اور یوں کہانی آگے چلتی ہے تو اصل مقصد میرا یہ تھا کہ تم اسی مچھلی کی طرح گم رہتی ہو۔یہ نام تمہیں سوٹ کرے گا "پریا بڑے مزے سے بیٹھی باتیں کر رہی تھی جب اچانک سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور کاتفہ اندر چلی آئی تھی۔

"اب یہ کونسی نئی مصیبت ہے جسے اپنے ساتھ میرے سر پے سوار کرو گی تم؟ "وہ غصے سے سیدھی عنیزہ کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔

"کاتفہ یہ میری مہمان ہیں بس "وہ منمنائی تھی۔

"واٹ ایور !لانج میں بٹھا اپنی مہمان کو۔اور بہتر یہ ہے کہ اسے چلتا کرو "وہ بدتمیزی سے کہتی اپنے بنک کی طرف مڑ گئی تھی۔جبکہ شرمندہ سی عنیزہ اٹھی اور پریا کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آئی۔

"اسکی عادت ایسی ہی ہے دل پہ مت لینا "اسے لئے وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم ایک چڑیل کے ساتھ گزارہ کیسے کرتی ہو؟ "رازدارانہ انداز میں پوچھا گیا تھا۔ "وہ اچھی ہے۔یہ تو بس کبھی کبھی ہو جایا کرتا ہے"

"یہ میں کیسے مان جاں کہ تم کبھی کسی کی بلاوجہ بھی تعریف کرتی ہو؟ "

"میں نے بلاوجہ تعریف نہیں کی"

"میری تو کسی وجہ کی بنا پر بھی نہیں کی تھی "اس نے منہ بنایا۔

"تمہیں ضرورت نہیں ہے"

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"اور یہ کس فلاسفر کا قول ہے"

"میں کسی فلاسفر سے کم ہوں کیا؟ "

"میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیے کہیں میں بھی تمہارے طبقے میں سے نہ ہو جاں۔ بات کرتی ہو تو حیران کرتی ہو اور نہیں کرتی تو بس منہ دیکھنے پہ مجبور کرتی ہو گھنی کہیں کی"

"ہو ہی نہ جانا" مسکرا کر طنز کیا گیا تو پریا حیرانگی سے مڑی۔ "تم بھی نیو؟ "

"سوری "! عنیزہ خفت اور شرمندگی کے احساس کے ساتھ بولی۔ "نہ نہ۔۔۔ اچھا لگا مجھے۔ اور میں تو کہہ رہی تھی کہ تم بھی طعنے مار لیتی ہو؟ "پریا ہنسنے لگی تھی۔

"میں نے مذاق کیا تھا بس "

"اوہ گرل ٹیک اِٹ ایزی۔ نیور مائنڈ "پریا نے اسکا ہاتھ تھپکتے ہوئے خجالت دور کرنے کو کہا تو وہ ہلکے سے مسکرا دی۔

"اب میں چلتی ہوں نینی ویٹ کرتی ہونگی۔ اور تم پلیز اب کی بار غائب مت ہونا رابطے میں رہنا "

عنیزہ اسے چھوڑنے دروازے تک آئی تھی۔ اب کی بار وہ اس سے نمبر لینا نہیں بھولی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما آپ نے بات کی بابا سے؟ "پریا کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آئی تھی۔ کاتفہ کمرے میں نہیں تھی۔ اسنے موقع غنیمت جان کر اپنا لیپ ٹاپ نکالا اور پاکستان کال ملائی تھی۔ اب وہ اپنی ماں سے بات کر رہی تھی۔

" کہاں آپی !آپ کی یہ لیڈی ڈیانا بہت مصروف ہوتی ہیں اصل بات ہی بھول جایا کرتی ہیں باقی تو سب ہی باتیں بابا تک پہنچ جاتی ہیں "جواب ماں کی بجائے بہن نے دیا تھا۔ وہ ہنس دی۔

"مما یہ کیا بات ہوئی۔ میں نے کہا تھا ناں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر بابا سے بات کر لیے گا تاکہ میں کوئی جواب دے پاں آگے "وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"وہ آج کل دکان کا مال آیا ہوا تھا تمہارے بابا اسے سیٹ کرنے میں مصروف تھے۔ تھکے ہوئے آتے تھے کیا بات کرتی "وہ بہانہ بناتے ہوئے بولیں۔

"میں خود بات کرتی ہوں ان سے پھر "وہ بولی۔

"میں نے کہاناں بات کروں گی۔ کیوں فالتو کی ضد کرتی ہو؟ "وہ غصے سے گویا ہوئیں

"ضرور کریں اور جلدی کریں۔ ویسے بھی وہ مان جائیں گے۔ اور نہیں مانتے تو بھی آپ زور دیجیئے گا مان جائیں گے "

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"آپی !وہاں جانے سے زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟ "اسکی بہن ماں کے کندھے سے کیمرے کے سامنے آئی۔
"وہاں اگر بابا شراکت داری کرلیں جو کہ ضرور ہی کریں گے اِنشااللہ،تو دکان والے کاموں سے جو تھک جاتے ہیں تو وہ بچت ہوگی دوسرا بابا کا ایکسپیرینس ہے سامان کی شِپنگ کا۔وہ سب اچھے سے ہینڈل کرلیں گے اور سر، جن سے میں نے بات کی ہے ان کا ہاتھ بھی بٹ جائیگا "وہ تفصیل سے بتانے لگی۔
"پھر میں بابا سے بات کرتی ہوں آج۔مما سے نہیں ہونا یہ۔۔۔ "وہ ماں کو طنز لگا کے فوراً سے ہٹ گئی مبادہ کان ہی نہ کھینچ لیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

محبت معتبر ٹھہری میری

انابیہ رحمٰن (ڈیرہ غازی خان)

ہانیہ تم ہمیشہ مجھ سے پوچھتی ہو ناں کہ مجھے کیوں ایمان نام پسند ہے کیوں تمہارے قدم ایمان نام سن کر رک جاتے ہیں کیوں ایک سحر میں 'میں جگڑ جاتی ہوں کیوں ایمان نام کی کسی بھی بچی کو دیکھ کر پاگلوں کیطرح اتنا پیار اتنے لاڈ اٹھاتی ہو کیوں تم نے اپنی آئی ڈی کا بھی نام ایمان رکھا جب ایک سال بعد آئی بھی تو اس نیم سے تم سب نے بہت کہا میں نہیں آئی واپس یوز کرنا چھوڑ دیا سب سوشل نیٹ ورک سب کچھ بھول گ ءتھی اپنی زندگی کا مقصد سٹیڈیز اپنا ایمز تک بھول گ ءایک دم زندگی سے کیوں ہارگ ءاتنا بیمار کیوں ہوگی یور نیورسٹی تک چھوڑ دی سر کے کہنے پر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بھی نہی آئی زندہ لاش کیوں بن گی۔جسٹ ایک انسان کے لئے۔تو سنو میں آج تمہیں وہ سچ وہ سیکرٹ بتاتی ہوں جو میں بے اس انسان سے بھی آج تک شیئر نہیں کیا جسے میں نے دنیا میں سب سے زیادہ محبت کی نا ہی کبھی بھی اپنی وہ کنڈیشن بتائی جب فرسٹ ٹائم ہمارے درمیاں ایمان کو لے کر بات ہوئی تھی کہ مجھے اس وقت کیا فیل ہوا کیسے میرے جسم سے جان نکل گ ءتھی کیسے میں دن رات روتی رہی خود سے لڑتی رہی تھی کہ نہیں یہ مجھے کیا ہوا پتہ ہے اور پھر جب لڑتے لڑتے تھک گ ءتو ایک صبح میں نے وہ بول دیا جس کا میرے جیسی لڑکی کرنا تو دور سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہے اس لئے مجھے یہ نام بہت پسند ہے اور شائد میری زندگی بھی ہے کیونکہ یہ وہ نام ہے جس نے مجھے اپنی محبت میں سٹرونگ بنا دیا تھا اتنا سٹرونگ کہ میں جب بھی کبھی سوچتی ہوں تو مجھے جسٹ خواب لگتا ہے یہ سب کہ میں کیسے سب بول گ ءتھی جو شائد میری جیسی لڑکی مر کر بھی نہ کرتی جو لڑکی کبھی اپنے حق کے لئے نہیں لڑی اپنے بڑوں کے سامنے جس نے نظر تک نہیں اٹھائی اس نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا مجھے اور کیسے کر گ ءپتہ ہے کیوں وہ عام دنوں میں سے ایک عام دن تھا لیکن میرے لئے نہیں تھا اتنا خوف ناک انکشاف مجھ پر ہوا تھا جب ڈیورنگ چیٹ مجھے کہا کہ اسے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی اور مجھے نہیں پتہ یہ سنتے ہی میرے ہاتھ کانپنے لگے اور میرے ہاتھوں سے آئی پیڈ گرا اور میری آنکھیں آنسوں سے بھر گ ءمیں نے پھر بھی ہمت کر کے اور روتی آنکھوں سے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مجھے بھی دیکھنی ہے پلیز پک دکھایئے اور میں پک دیکھتے ہوئے بھی بہت ڈر رہی رہی تھی کہ میرے لئے یہ مرحلہ بہت پین فل تھا ہانی۔ اور جب مجھے پک سینڈ کی تو میں روتے روتے مسکرا رہی تھی اس ننھی پری سے تو شائد کسی کو بھی محبت ہو سکتی ہے وہ تھی ہی اتنی چھوٹی معصوم سی اور مجھے بھی پھر جیلسی جیسے جذبات معدوم ہوتے دکھائی دیئے اپنے دل سے اور یہ انسان جو اس اوقت سے پہلے میرے لئے بہت عام تھا عام سے بھی عام اور مجھے نہیں پتہ تھا وہ ایک عام سا انسان اس حد تک میری روح میں بس جائے گا شائد اسلیئے کہ جس لڑکی نے کبھی اپنے محرم رشتوں کے علاوہ کبھی اپنے کزن تک سے بات نہیں کی اس لئے جب مجھے ایک مرد کی محبت محسوس ہوئی تو بہت سچی گہری بغیر کسی لالچ کے اپنی تمام تر سچے جذبوں سے۔ مجھے کوئی ملال کوئی افسوس نہیں اس بات پر اور اپنی محبت پر مجھے بہت فخر بہت مان ہے ابھی بھی کہ میری محبت بہت پاکیزہ بہت معصوم ہے ہانیہ کیوں جب جب میں نے دعا کی اپنے رب سے مجھے ہمیشہ سکون ملا مجھے لگا میں نے غلط کیا سب لیکن نہیں میری محبت تو بہت پاکیزہ معصوم ہے پل پل میرے رب نے مجھے یہ یقین دلایا ہانی بالکل ایمان کی طرح اسکے معصوم چہرے کی طرح اس معصوم پری کیطرح ہی رہی بات محبت کا نا ملنا وہ الگ بات ہے لیکن پھر نکاح اور میں کیوں پھر آگ ءیہ تم جانتی ہو اپنے ہیز پینڈ کے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کہنے پر میں آئی ایف بی پر کیونکہ میں اپنا رشتہ کسی جھوٹ پر نہیں رکھنا چاہتی تھی انہوں مجھے فورس کیا اور پھر جب میں آئی تو پہلے ہی میں نے انہوں نیم کا بتا دیا تھا کہ میں اس نیم سے آئی ڈی بنا گی اور وہ مان بھی گئے ہانیہ اگر وہ نا مانتے تو شائد میں کبھی بھی ایسا نہ کرتی وہ بہت تعریف کرتے میری بہت ۔میری آواز سنے بغیر انہوں سکون نہیں ملتا تھا میں نے کبھی خود سے انہوں فون نہیں کیا کہ میں خود کو ان کی محبت کے قابل نہیں سمجھتی تھی وہ مجھ پر بہت پراڈ کرتے تھے ہانیہ اتنا کہ میں گر جاتی اپنی نظر میں اور رب تعالی سے دعا کرتی کہ میرے دل میں بھی اس انسان کی محبت ڈال دے یا رب مجھے خیانت سے بچالے اور رب نے میری دعا سن لی کہ میں نے اپنے رشتے سے خیانت نہیں کی ہاں اس انسان کی محبت پر میرا بس نہیں تھا اسلئے ہمیشہ بہت روتی اپنے رب کے حضور اور جہاں تک محبت کی بات مجھے لگا تھا رخصتی کے بعد وہ بھی ہو جائے گی اور کسی بھی رشتے کے لئے پہلی شرط عزت ہوتی ہے لیکن میں غلط ثابت ہوئی

کہ انہوں ایک دم سے یہ کہاں سے وہم ستانے لگے کہ میں رخصتی نہیں کرنا چاہتی جان بوجھ کر انگور کرتی ہوں لیٹ کر رہی جان بوجھ کر ہنی شادی کو تم سوچ بھی نہیں سکتی میں کتنا ٹوٹی اس وقت جبکہ میں ہر بات نکاح سے پہلے ہی کلئیر کر چکی تھی کہ مجھے جسٹ آپ سے کچھ ٹائم چاہیئے آپکی ہیلپ چاہیئے اس وقت ہر بات دل سے اپنی رضامندی سے میری بات مانی اور اب وہ بول رہے تھے کہ میں جان بوجھ کر کالز میسجز نہیں کرتی جسٹ فارمیلٹی پوری کرتی ہوں ہائے ہیلو کر کے ان سے صبر نہیں ہوا کہ میں تو ایک مشرقی لڑکی ہوں اور نکاح کی پاکیزہ بولوں میں تو بہت طاقت رکھی ہے اللہ پاک نے تو پھر کیسے انہوں میں یقین دلاتی میں تھک گ ءٹوٹ گ ءہانی انہوں یقین دلا دلا کر پہلے ہی میں تو ٹوٹی ہوئی تھی ایک مرد کی بے انتہائیوں زیادتی سہہ سہہ کر اسلئے ہی میں نے سب سچ ان کے سامنے رکھا لیکن نہیں وہ اپنی ایگو میں اس حد بڑھ گئے کہ اتنے پیارے پاکیزہ رشتہ کا مزاق بنا کر رکھ دیا اور پھر جب ان کا ظلم دیکھتے ہوئے مجھے بابا نے سمجھایا کہ ظلم سہنا بھی گناہ ہے بیٹا بابا جسٹ ایک بات پوچھوں آپ سے میں نے کہا بابا نے کہا جی بابا کی جان پوچھو۔۔کیا سچ بولنا گناہ ہے کیا سزا بولنے کی اتنی بڑی سزا دی جاتی ہے کہ آپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائے آپکی عزت و ناموس کا جنازہ نکال دیا جائے تو میں ہوں گناہ گار بابا میں پھوٹ پھوٹ کر روئی ہانی تم سوچ بھی نہیں سکتی بہت کھڑی آزمائش تھی مجھ پر بابا آپ یقین کیجئے میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا نہ ہی ایسا چاہے میں بہت مخلص ہوں اور آپ تو جانتے ہیں نا آپکی بیٹی مر کر بھی ایسا کچھ نہیں کر سکتی جس سے میرے بابا کی عزت پر عرف آئے بابا نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں میری بیٹی کبھی بھی کوئی بھی ایسا کام نہیں کر سکتی تبھی اپنی بیٹی اور سچ کا ساتھ دیتے ہوئے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہوں بس بیٹا ہماری بھی غلطی ہے میرا بچہ بہت

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

معصوم ہے ہمیں تمہیں باہر نکل کر لوگ
لوگوں کو اس ظالم دنیا کو سمجھنا کا موقع دیا ہوتا تو آج
میری بیٹی کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا میں اپنی بیٹی پر کیا ہر
ظلم اس باگاہ الٰہی پر چھوڑتا ہوں اب آپ بھی آگے
جو ہوگا سب رب تعالی پر چھوڑ دو اور خلع کا کیس دائر کر
دیا ساتھ میں بابا نے پرامس بھی لیا کہ اپنی سٹڈی
کمپلیٹ کروں ہیلتھ کا بہت خیال رکھوں گی رونا نہیں
جب بھی اکیلا پن محسوس ہو۔۔ جائے نماز پر بیٹھ کر
رب سے باتیں کرنا ان کے سامنے اپنا دکھ شیئر کرنا انہی
کے سامنے رونا جسٹ کسی انسان کے سامنے کبھی بھی
کمزور خود کو ظاہر نا کرنا تم تو پھر دیکھنا کیسے سکون ملے گا
تمہیں اور آج میں بہت سکون میں ہوں ہانی تم نہیں
جانتی اس وقت میں بابا سے کہنا چاہتی تھی مجھے نہیں لینی
ڈائیورس میں مرجاں گی میری روح تک زخمی تھی
لیکن نہیں اب میں سکون میں ہوں جب وہ مجھے ہر روز
پل پل مارتے تھے طنز کے تیر میری روح میں چھوپتے
تھے۔اللہ پاک جو بھی کرتا ہے ہانی ہمیں لگتا ہے اس
وقت کہ بہت برا ہوا لیکن جو صبر کر لے اور دکھ کے فورا
ملنے پر شکوہ زبان سے نا نکالے الحمداللہ پڑھ لے اور
رب کے نہ دینے میں بھی دینا دیکھ لے تو تم یقین مانو
تمہیں وہ سب مل جاتا ہے جو تمہیں ابھی تک حاصل
نہیں ہوا ہوتا اور ایک بات جو تم ہمیشہ مجھ سے پوچھتی
ہو کہ تم اپنے ہر پینڈ سے شکوہ نہیں تم نے اس گھٹیا ظلم
انسان کو معاف کیوں کیا اور اس بھی بڑھ کر اس
انسان کو بھی معاف کر دیا جس کی۔وجہ سے تم تماشہ بنی
تمہاری لائف خراب ہوئی جو محبت کے نام پر ظلم کر کے
تمہاری معصوم بے غرض محبت کو چھوڑ کر تمہیں رولا کر
دھوکہ دے کر راہ فرار کر لی اور آج بھی اس کے لئے
دعا کیوں کرتی ہوں میں تو سنوں کیونکہ مجھے بشر میں
پوری دنیا میں جسٹ ایک انسان سے سب سے زیادہ
محبت ہے اور تم یہ بھی جانتی ہو میری محبت بہت معصوم
ہے یہ میرے بس میں نہیں کہ رب تعالی جس کے لئے
چاہے دلوں میں محبت ڈال دے یہ ہم انسانوں کے
بس کی بات نہیں نا ہی ہم لوگوں میں اتنا ظرف اور
میں بہت روئی اپنے اللہ پاک کے سامنے میرے لئے
یہی بہت ہے اس نے مجھے بھٹکنے نہیں دیا۔۔میرا ساتھ
نہیں چھوڑا کبھی بھی ہر آزمائش میں میرے ساتھ رہا کیا
یہ کم ہے اور جہاں تک اس انسان کی دوری کا سوال وہ
کیوں گیا کیوں ایسا کیا تو مجھے اس انسان پر اس
انسان کی محبت پر بہت مان یقین تھا کہ مجھے کبھی نہیں
چھوڑ سکتے تنہا پوری دنیا چھوڑ سکتی ہے نا کبھی مجھے رونے
دے گے میری آنکھوں میں آنسو دیکھ ہی نہیں سکتے
میری مسکراہٹ میری خوشی کے لئے کچھ بھی کر سکتے
ہیں ہانی شائد اس لئے اللہ پاک کو پسند نہیں آیا میرا
ایک انسان کے لئے اتنی شدید محبت اور ایسا سوچنا ایسا
غرور یقین کرنا اس لئے میرا غرور اللہ پاک نے توڑ
دیا۔اور میں تو شکر گزار ہوں انکی کہ اس انسان نے
مجھے اپنے رب تعالی سے ملا دیا مجھے اپنے رب تعالی
کے بہت قریب کر دیا مجھے اپنے رب تعالی سے مانگنا
سکھا دیا اللہ پاک کے پاس جا کر اپنی ہر چھوٹی بڑی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پریشانی کو لے کر شیئر کرنا سکھا دیا پاگل لڑکی تو پھر میں کیوں نا کروں انکے لئے دعا بس وہ جہاں رہے خوش رہے اللہ پاک کی امان میں رہے۔۔

اللھم آمین۔۔او کے بابا اب ایسے نہیں دیکھوں کلاس کا ٹائم ہو گیا ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔اچھا اب یہ نہیں کہنا جو ہمیشہ کہتی ہو پتہ نہیں کس مٹی سے بنایا مجھے رب نے جیسا بھی بنایا شکر اللہ کا

الحمد اللہ رب العالمین۔۔

اب سکون مل گیا ہو گا تمہیں امید کرتی ہوں ورنہ سکون جیسا ورڈ تمہاری لئے نہیں بنا اور ہانی پھر شروع تھی اپنی نیچر کے مطابق۔۔!!!

ایثار کا صلہ

معصومہ ارشاد سولنگی

کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ یہ خود غرضی کا زمانہ ہے اس لیئے آج کل ایثار کا کوئی فائدہ نہیں۔جو بھی ایثار نام کی چڑیا کو پالتا ہے اسے زندگی کا پنجرہ خوشیوں اور سکون سے خالی ہی ملتا ہے۔کیا نی ایک ایسی لڑکی کی جس نے ایثار کو اپنا کر اپنا آپ گنوا دیا۔

اس نے بڑے ہی جتن کے بعد اس کالج میں داخلا لیا تھا۔داخلے کی فیس کے لیئے اس نے دن رات اپنی آنکھوں کو رنگین دھاگوں کی الجھنوں سے گذارا تھا۔

تب مدد کے لیئے کوئی اگے نہیں آیا۔لیکن اپنے حوصلے اور لگن کے بل بوتے پر جب اس قابل ہوئی کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکے تو سب عزیز و اقارب نے راستے میں پتھر پھینکنے کے کام سے خوب انصاف کیا۔وہ پھر بھی نہ مانی۔باپ کے جدائی کے بعد اک حوصلہ ہی تو تھا جس کی انگلی اس نے کبھی نہیں چھوڑی تھی۔)باقی ماں تو اسے جیتے جی مار کر موہ مایا کی دنیا میں کہیں گم سی ہو گئی تھی۔(اور اسی حوصلے نے اس کو وہ مقام بخشا کہ اس سے جلنے والے خود اس کی کامیابی کی سیڑھی پر اپنی منزل تلاشنے لگے۔وہ ایثار و قربانی کا پتلا بنی سب نام کے اپنوں اور بیگانوں کے ہاتھوں استعمال ہوتی رہی۔پھر بھی مسکراتی رہی کہ وہ اپنا حوصلہ اب تک نا ہاری تھی۔ایک روز کسی نے اسے خبر دی کہ اس کے کسی اپنے نے اپنی زندگی سے بے زاری کا اعلان کر دیا ہے۔وہ خود زندگی سے جنگ میں مگن ہونے کے باوجود اس کو زندگی کے قریب لائی اسے اک نیا حوصلہ بخشا۔جینے کی چاہ سے اس کی آس بندھائی پر دیکھتے ہی دیکھتے اسی اپنے نے اس کے اندھے اعتماد کا سہارا لے کر اس کے حوصلوں کو پرزہ پرزہ کر ڈالا۔بے یقینی کے عالم میں غوطے کھاتی وہ آج بھی یہ ہی سوچتی ہے۔کب تک نفسا نفسی کے اس دور میں بھی اس کے جیسے بیوقوف ایثار کا پتلا بنے اپنا تماشہ خود کرواتے رہیں گے کبھی ان اپنوں کے ہاتھوں جو بیگانوں سے بھی بدتر ہیں۔اور کچھ ان بیگانوں کی خاطر جو اپنائیت کا جھانسا دے کر بیگانگی کے عالم میں بھی بھول جاتے ہیں۔!!!

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مانگا ہے تجھے سجدوں میں

ہادیہ امجد

جب ایک بات شروع سے طہ ہے کہ تمہاری شادی مجھ سے ہی ہونی ہے تو پھر مسلہ کیا ہے۔زوار نے کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے صوفے پر بیٹھی زمل سے کہا۔جب میں کہ رہی ہوں کہ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی تو کیوں مجبور کر رہے ہیں مجھے سب۔زمل غصے سے بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔انکار کی کوئی وجہ ہوتی ہے جو تم دے نہیں رہی ۔زوار نے اسی طرح چکر کاٹتے ہوئے کہا۔کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میں ہی انکار کر رہی ہوں۔زمل نے اسکی پشت کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔اب دیکھتا ہوں تم کیسے انکار کرتی ہو۔زوار نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔کیا کر لیں گے آپ؟ ہاں؟ سوچیں شادی والے دن عین نکاح کے وقت میں نے انکار کر دیا تو کیا عزت رہ جائے گی آپکی اور باقی سب کی بھی۔زمل نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔تو زمل میڈم یاد رکھنا دلہن تو تمہیں میری ہی بننا ہے۔ میری زندگی میں شامل تم اپنی مرضی سے ہی ہوگی۔میں اب تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔اب یہ میری بھی ضد

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

زوار نے اسکے دونوں طرف ہاتھ دیوار پر رکھتے ہوے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوے کہا۔اسکی آنکھیں شدت ضبط کی وجہ سے سرخ ہورہی تھیں۔زمل کو اسکی آنکھوں سے خوف آنے لگا۔ویسے بھی وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ وہ اسکی آتی جاتی سانسوں کو باآسانی محسوس کرسکتی تھی۔وہ آہستہ سے اسکے پہلو سے نکل کر کمرے سے چلی گئی۔زوار نے غصہ سے دیوار میں مکا مارا۔اس وقت وہ غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیات سے دوچار تھا۔زمل کے انکار کی وجہ اسکی سمجھ سے بالاتر تھی۔

یار آبی کیوں انکار کررہی ہیں زوار بھائی سے شادی کرنے سے۔اتنے اچھے تو ہیں وہ۔امی بابا دونوں اتنا پسند کرتے ہیں انھیں اور بابا انھیں اپنا بڑا بیٹا کہتے ہیں۔انکار کرنا ہے تو کوئی ٹھوس وجہ بھی ہو۔نور نے سیب کھاتے ہوئے زمل سے پوچھا۔اف ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم سب کو زوار صاحب میں نظر کیا آتا ہے۔جسے دیکھو وہی لگا ہوتا ہے زوار ایسا زوار ویسا۔بھءکان پک گئے ہیں میرے زوار صاحب کی شان میں قصیدے سنتے سنتے زمل نے نیل پالش لگاتے ہوئے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچھا تو آپکو ڈاکٹر کو چیک کروایں بھءکانوں کے بغیر بھی کوئی زندگی ہے۔علاج کروایں آپ۔صحیح مشورہ دے رہا ہوں۔زوار نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔اس نے زمل کا آخری جملہ سن لیا تھا۔زوار بھائی آپ؟ کب آے؟ اکیلے آے ہیں سعد نہیں آیا ساتھ؟ نور نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے سیب والی پلیٹ زوار کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔وہ شرمندگی محسوس کررہی تھی کہ اس نے زمل کی باتیں سن لی تھیں۔چلو جی ! ہوجائے گی اب زوار صاحب کی خاطر مدارت شروع۔زمل بڑبڑائی۔آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔زوار نور کے پہ در پہ سوالوں کو نظر انداز کر کے زمل سے مخاطب تھا۔مجھے آپ سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ڈاکٹر کو چیک کرانے کی مجھے نہیں آپکو ضرورت ہے۔بلاوجہ ہی کان بجتے رہتے ہیں آپکے۔وہ انتہائی بدتمیزی سے کہتے ہوے کمرے سے چلی گئی۔زوار آرام سے صوفے پر بیٹھ کر سیب کھانے لگا۔نور حیران پریشان دروازے کو دیکھ رہی تھی جس سے کچھ دیر قبل زمل گئی تھی۔تم کیوں کھڑی ہو؟ بیٹھو۔زوار نے نور سے کہا۔وہ زوار بھائی نور ہچکچاتے ہوئے بولی۔بولو کیا کہنا چاہ رہی ہو۔زوار مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔آپی بہت بدتمیزی کر جاتی ہیں۔پتا نہیں انکو کیا ہوگیا ہے۔انکی طرف سے میں سوری کرتی ہوں۔اس نے شرمندگی سے کہا۔زوار مسکرا کر اٹھا اور اسکے سر پر پیار دے کر باہر نکلنے لگا۔زوار بھائی بیٹھیں نا امی آتی ہوں گی۔وہ اسکے پیچھے لپکی۔میں پھر آجاں گا اور زمل کی وجہ سے تم معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔وہ اداسی سے مسکرایا اور چلا گیا۔

نور اسے سگی بہن کی طرح عزیز تھی۔اسکی اپنی کوئی بہن نہیں تھی۔اسے بہن کی کمی شدت سے محسوس ہوتی تو وہ نور کے پاس چلا آتا۔اس سے پیار کرتا۔اسکے نخرے اٹھاتا۔تحفے دیتا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کچھ دن بعد وہ سب حماد گیلانی کے گھر دعوت پر مدعو تھے۔ دونوں بھائی تھوڑے دنوں بعد اکٹھے کھانا ضرور کھاتے تھے۔ چاہے ایک دوسرے کے گھر ہوں یا کسی ہوٹل۔ اسی طرح انھیں اپنی اپنی مصروف زندگیوں سے مل بیٹھنے کا بہانہ مل جاتا تھا۔ کھانے کے بعد سب بڑے آپس میں باتیں کرنے لگے تو بچے اٹھ کر بھر لان میں آ گئے۔ اور شعر سنانے لگے۔ ان میں زوار موجود نہ تھا۔ زوار بھائی۔ زوار فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ جب عادل نے اسے آواز دی۔ ادھر آ جایں بہت مزہ آ رہا ہے۔ کس سے فون پے باتیں کر رہے ہیں۔ آ رہا ہوں۔ زوار نے فون سائیڈ پر کرتے ہوئے جواباً کہا۔ فون بند کر کے زوار جب سب کے ساتھ آ کر بیٹھا تو اسکے نام کے نعرے لگنے لگے۔ مقصد صرف یہ تھا کے اب کی بار وہ کوئی شعر یا غزل سنائے۔ زمل اپنے خیالوں میں کہیں گم تھی۔ زوار کے نام پر چونکی تو اسکا چونکنا زوار کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکا۔

مجھے بھول جانے کا دعوہ اپنی جگہ۔۔۔

میرے نام پر ترا چونکنا اچھا لگا۔۔۔۔

ذوار نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا تو زمل غصے میں اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ آپی کو کیا ہوا؟ سعد حیران تھا۔ تمہاری آپی کو دورے پڑتے ہیں کبھی کبھی۔ خیر اب کس نے سنانا ہے شعر۔ زوار نے توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ لیکن بھائی انہیں ہوتا کیا جا رہا ہے۔ وہ ایسی تو نہیں تھیں۔ سعد ہنوز پریشان تھا۔ ان سے ہی پوچھ لینا پتا لگے تو ہمیں بھی بتا دینا۔ نور چڑ کر بولی۔ وہ ہمیشہ زمل کی وجہ سے شرمندہ ہو جاتی تھی۔ اور سعد کی باتوں پر اب وہ چڑ گئی تھی۔ سعد حیران ہو کر نور کو دیکھنے لگا۔ عادل تم سناؤ اب کوئی شعر۔ زوار نے عادل سے کہا۔ نہیں آج آپ سے کوئی غزل سنیں گے ہم۔ چلیں شروع ہو جایں۔ عادل نے اپنی جان چھڑواتے ہوئے زوار سے کہا۔ اتنے میں زوار کا فون پھر سے بجنے لگا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔

گڈ مارننگ ڈیڈ۔ زوار نے ناشتے کی ٹیبل پر آ کر حماد گیلانی سے کہا۔ جو پہلے ہی وہاں بیٹھے جوس پیتے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے۔ گڈ مارننگ بیٹا، کیا حال ہے؟ انہوں نے اخبار سائیڈ پے رکھتے ہوئے خوشدلی سے پوچھا۔ ٹھیک ہوں۔ اس نے آہستہ سے کہا جو حماد گیلانی نے خاص نوٹ نہیں کیا۔ کیا لو گے بیٹا۔ اتنے میں فرزانہ بیگم کچن سے انڈے فرائی کر کے رکھتے ہوئے بولیں۔ چائے۔ اس نے چائے کپ میں انڈ یلتے ہوئے کہا۔ پراپر ناشتہ کرتے ہیں زوار کتنی بار سمجھایا ہے۔ حماد صاحب نے تھوڑا ناراض ہوتے ہوئے کہا۔ بعد میں کرلوں گا ناڈیڈ۔ میں سعد کو بلاتی ہوں یہ کہ کر فرزانہ بیگم وہاں سے چلی گیں۔ اور تیاری کیسی چل رہی ہے۔ انہوں نے چشمہ اتار کر تمام تر اسکی طرف متوجہ ہوے پوچھا۔ ٹھیک چل رہی ہے۔ زوار نے چائے کا گھونٹ بھرا۔ اور ٹیسٹ کب ہے؟ اس اتوار کو۔ اس نے جواب دیا۔ تھوڑے دن ہ رہ گئے اب تو۔ حماد صاحب نے چیئر سے اٹھ کر کوٹ پہنتے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہوئے کہا۔جی۔دعا کیجیے گا۔زوار بھی اٹھ کھڑا ہوا۔بیٹا یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔انہوں نے اسکے کندھے پر تھپکی دی۔میرا بیٹا بہت ہونہار اور لائق ہے۔ان شا اللہ کامیاب ہوگے۔شکریہ ڈیڈ۔اس نے کہا تو وہ باہر کی طرف بڑھ گئے ۔زوار انھیں اللہ حافظ کہنے آیا۔ارے میں بھول ہی گیا۔زمل سے بات ہوئی؟ انہوں نے پیچھے آتے زوار کی طرف مڑتے ہوئے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔نہیں۔یک حرفی جواب آیا ۔ہوں۔کہ کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔اتنے میں ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھالی۔زوار کچھ دیر وہیں کھڑا زمل کے بارے میں سوچتا رہا۔پھر سر جھٹک کر چلا گیا۔

زوار سی ایس ایس کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔اسلیے آجکل گھر سے کم ہی باہر نکلتا تھا۔ایس پی بننا اسکا خواب تھا اور وہ اس خواب کو پورا کرنا چاہتا تھا۔اسلیے اس نے اپنی تمام توجہ پڑھائی پر کی ہوئی تھی۔لیکن کبھی کبھی جب درمیان میں زمل کا خیال آجاتا تو وہ اپنی تمام کوشش کے باوجود پڑھائی پر توجہ نہ کر پاتا۔اور اب بھی اسکے ساتھ یہی ہوا تھا۔وہ پڑھنے لگا تو زمل آ سامنے کھڑی ہوئی اور وہ خیالوں ہی خیالوں میں اس سے باتیں کرنے لگا۔اس سے صحیح سے بات وہ تب ہی کر سکتا تھا۔وہ چپ چاپ سنتی جاتی اور وہ سناتا جاتا۔ تم پھر آ گئی؟تم بھی نا۔ویسے تم اتنا روڈلی بات کرتی ہو اور ایسے آ کر تنگ کرتی ہو۔اس نے چیزیں سمیٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بے بسی سے کہا۔تمہیں پتا ہے نا میرا ٹیسٹ ہے۔اچھا تم دعا کرنا بہت سوچ ذرا اے ایس پی کی وردی کتنی اچھی لگے گی نا مجھ پر۔ایک تو تم نا کچھ بولتی بھی نہیں۔چلو اچھا ہے میری صرف میری سنتی ہو۔ایسے اچھی لگ رہی ہو۔زمل سامنے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔وہ الوزن کا شکار ہو رہا تھا۔ویسے ایک بات تو بتا تم اتنا نخرہ کیوں دکھاتی ہو۔بات کرنا پسند نہیں کرتی۔ مانا کے نخرہ تم پر سوٹ کرتا ہے۔لیکن کچھ مجھ غریب کا بھی خیال کر لیا کرو۔زوار بھء کیا کر رہے ہو۔اتنا بھی بندہ پڑھائی میں گم کیا ہوا کے اردگرد سے ہی بے خبر ہو جائے۔فرزانہ بیگم اسکے سر پر کھڑی بول رہی تھیں ۔اسکا الوزن ٹوٹا۔زمل چلی گئی اور وہ واپس حواسوں میں آیا۔کیا ہوا۔اس نے حیرانی سے پوچھا۔کب سے کھانے کے لیے بلا رہی ہوں۔ایک تم ہو کے۔وہ شدید غصے میں تھیں۔آپ چلیں۔میں آ رہا ہوں۔وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔اب آ بھی جانا۔ادھر ہی پھر سے بیٹھے نہ رہ جا۔وہ کہتی ہوئی چلی گیں۔کیا ہو جاتا ہے مجھے اس نے سامنے آئینے میں دیکھتے ھوے کہا۔اور باتھ روم کی طرف چل دیا۔

کہاں رہ گے تھے زوار۔کہ کر بھی آ تھی۔سارا کھانا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔دو منٹ اور نہ آتے تو سعد کو بھیجنے والی تھی میں۔فرزانہ بیگم نے اسکے آگے پلیٹ رکھتے ہوئے کہا۔بھائی جلدی آ جایا کریں۔اتنی بھوک لگی ہوتی ہے اور ہمارے گھر تو تب تک کھانا شروع نہیں ہوتا جب تک ایک ایک نفوس ادھر نہ آ پہنچے۔سعد نے پلیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایکٹنگ کی۔اتنے بھی تم

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بھوکے نہیں ہو مجھے یقین ہے کوئی آدھا گھنٹہ پہلے تم نے کچھ نہ کچھ کھایا ہوا ہے۔حماد صاحب نے سالن ڈالتے ہوئے کہا۔بابا۔سعد نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو فرزانہ بیگم ٹوکنے لگیں۔چپ کر کے کھانا کھا سعد۔زاور مسکرا کر سعد کو دیکھنے لگا۔تو وہ اسے بس گھور کر رہ گیا۔

کیا کر رہی ہو زمل۔رخسانہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔کچھ نہیں بس انعم سے بات کر رہی تھی۔اس نے میسج ٹائپ کرتے ہوے جواب دیا۔یونیورسٹی کیسی چل رہی ہے؟انہوں نے بیڈ پر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اگلا سوال کیا۔ٹھیک مزے میں۔اس نے موبائل سائیڈ پر رکھ کر تمام توجہ انکی طرف کی۔اچھا تو فری کب ہونا ہے۔بس اگلے مہینے کے شروع میں فائنل ہیں۔اس نے پیار سے سر انکی گود میں رکھتے ہوے کہا۔اللہ تعالی کامیاب کرے۔وہ اسکے بال سہلانے لگیں۔ہم چاہ رہے تھے کے زوار کے ٹیسٹ کے بعد باقاعدہ منگنی کر کے تم لوگوں کا رشتہ پکا کر دن۔تمہارا کیا خیال ہے؟ اماں ! کتنی مرتبہ کہا ہے مجھے زوار سے شادی نہیں کرنی۔اسنے گود سے سر اٹھاتے ہوے انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔میں کچھ نہیں کہ سکتی جو تمھارے باپ کا فیصلہ ہوگا تمہیں ماننا ہوگا۔انہوں نے کہا اور وہ کمرے سے اٹھ کر چلی گئیں۔زمل حیران بیٹھی تھی۔زندگی مجھے گزارنی ہے۔زبردستی کریں گے تو نہ میں خوش رہ پاں گی نہ اسے خوش رکھ پاں گی۔وہ سوچے جا رہی تھی۔نہیں کرنی مجھے زوار سے شادی۔یہ میرا فیصلہ ہے۔اس نے دل ہی دل میں مصمم ارادہ کیا اور پرسکون ہوگئی۔

پریشان ہو؟انعم نے زمل سے پوچھا۔اس وقت وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھیں۔نہیں۔زمل اسکی طرف متوجہ ہوئی۔اچھا۔مجھے لگا۔انعم کہ کر خاموش ہوگئی۔کیا سوچ رہی ہو؟ انعم نے زمل کے آگے چٹکی بجاتے ہوے کہا۔یار گھر مین پھر میری اور زوار کی منگنی کی بات ہو رہی ہے۔اس نے اپنی پریشانی بتائی۔ہاں تو مسلہ کیا ہے۔فضول کا انکار کر رہی ہو۔انعم نے کندھے اچکائے۔مجھے وہ پسند نہیں۔واہ !بڑی اچھی وجہ ہے۔کیوں پسند نہیں۔کیا چاہیے جو اس میں نہیں ہے۔انعم نے اسکی کلاس لی۔حد ہے تم سب لوگ ایک ہی بات کیوں کر رہے ہو۔زمل چڑ کر بولی۔حد ہم نہیں تم کر رہی ہو۔جواباً انعم غصے سے بولی۔یار پلیز۔تم میری مدد نہیں کر سکتی تو سمجھا بھی مت۔اس نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کشا کے اب بس۔کوئی بحث نہیں۔انعم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر چپ رہی۔لیکن تم کیا کرو گی۔اس سب کے کچھ دیر بعد انعم پھر سے گویا ہوئی۔دیکھو۔ابھی تو امی نے بات کی ہے۔انہوں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ابو نے بات کی تو بھی منع کر دوں گی۔نہیں تو زوار سے بات کرنی پڑے گی۔زمل نے ایسے بتایا جیسے یہ سب کرنا کوئی مسلہ ہی نہیں تھا۔اور اگر زوار بھی نہ مانا۔انعم نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔تو پھر یہ لوگ زبردستی نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

مبارک ہو بیٹا۔ مجھے پہلے ہی پتا تھا میرا بیٹا بہت ہونہار ہے۔ آج تم نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اپنا بھی خواب پورا کر لیا۔ اب منزل زیادہ دور نہیں ہے۔ ہمارا فخر ہمارا مان ہو تم۔ حماد گیلانی نے زوار کو گلے سے لگا کر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ تھینک یو ڈیڈ۔ میری محنت سے زیادہ آپکی دعاں کا نتیجہ ہے۔ زوار نے عاجزی سے کہا۔ بھئی آج تو گرینڈ پارٹی ہونی چاہیے۔ اور مینیو میں ڈیسائڈ کروں گا۔ سعد نے زوار کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔ ضرور۔ ہم اپنے بیٹے کی خوشی ضرور سیلیبریٹ کریں گے۔ فرزانہ بیگم نے اسے پیار کرتے ھوے کہا۔ زوار اپنے ماں، باپ، چچا، دادا، دادی سب کا ہی لاڈلہ تھا۔ مگر اس سب نے اسکی عادتیں خراب نہیں کی تھیں۔ وہ بہت ہی ڈیسنٹ اور سوبر تھا۔ اس نے سی ایس ایس کے ٹیسٹ میں فرسٹ پوزیشن لی تھی۔ اور اس کے گھر والے بہت خوش تھے۔ میں چچا کو فون کر کے بتا آں زوار نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ہاں ضرور جا۔ حماد گیلانی نے اسے خوشی سے جانے کی اجازت دی۔ اور خود پارٹی کے انتظام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اوہ مسٹر مینیو ڈیسائڈر۔ انہوں نے باہر جاتے سعد کو مخاطب کیا۔ اور ہاں۔ شام میں پارٹی کا انتظام کر رہا ہوں۔ گھر کے انتظام آپ دیکھ لیں۔ اور ضروری چیزیں نوٹ کروا دیں۔ آخر کو ہمارے بیٹے کے لیے بہت بڑا دن ہے۔ انہوں نے واپس مڑتے ھوے فرزانہ بیگم سے کہا۔ وہ جی ٹھیک کہ کر اٹھ گئیں۔

شام کو بہت بڑی گیدرنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ مسٹر اور مسز حماد گیلانی کے علاوہ زوار بھی ریسیپشن پر کھڑا مہمانوں کو خوش آمدید کہ رہا تھا۔ اور ساتھ مبارکبادیں وصول کر رہا تھا۔ جبکہ سعد مہمانوں کے درمیان چہکتا پھر رہا تھا۔ قد کاٹھ نکال لیا تھا مگر حرکتیں وہی بچوں والی تھیں۔ اس کے برعکس زوار سنجیدہ طبعیت کا حامل تھا مگر وہ سعد کو بچگانہ حرکتوں سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ اسکی شرارتوں سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ وہ انکے گھر کی رونق تھا۔ کچھ دیر بعد فرحان گیلانی اپنے اہل وعیال کے ساتھ تشریف لائے تو زوار زمل کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا۔ اسکی خوشی دوبالا ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کھانا کھل گیا اور سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔ زمل، نور، سعد اور عادل ایک ہی میز پر بیٹھے کھا رہے تھے۔ مبارک ہو تمہیں بہت۔ آخر تمہارا بھائی اب اے ایس پی بن گیا ہے۔ زمل نے کھانا کھاتے ہوئے طنز کر کے کہا۔ پریشان ہو؟ انعم نے زمل سے پوچھا۔ اس وقت وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھیں۔ نہیں۔ زمل اسکی طرف متوجہ ہوئی۔ اچھا۔ مجھے لگا۔ انعم کہ کر خاموش ہو گئی۔ کیا سوچ رہی ہو؟ انعم نے زمل کے آگے چٹکی بجاتے ھوے کہا۔ یار گھر مین پھر میری اور زوار کی منگنی کی بات ہو رہی ہے۔ اس نے اپنی پریشانی بتائی۔ ہاں تو مسلہ کیا ہے۔ فضول کا انکار کر رہی ہو۔ انعم نے کندھے اچکائے۔ مجھے وہ پسند نہیں۔ واہ ! بڑی اچھی وجہ ہے۔ کیوں پسند نہیں۔ کیا چاہیے جو اس میں نہیں ہے۔ انعم

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نے اسکی کلاس لی۔حد ہے تم سب لوگ ایک ہی بات کیوں کر رہے ہو۔زمل چڑ کر بولی۔حد ہم نہیں تم کر رہی ہو۔جواباً انعم غصے سے بولی۔یار پلیز۔تم میری مدد نہیں کر سکتی تو سمجھا بھی مت۔اس نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کشا کے اب بس۔کوئی بحث نہیں۔انعم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر چپ رہی۔لیکن تم کیا کرو گی۔اس سب کے کچھ دیر بعد انعم پھر سے گویا ہوئی۔دیکھو۔ابھی تو امی نے بات کی ہے۔انہوں نے اپنا پیغام پھنچا دیا ہے۔ابو نے بات کی تو بھی منع کر دوں گی۔نہیں تو زوار سے بات کرنی پڑے گی۔زمل نے ایسے بتایا جیسے یہ سب کرنا کوئی مسلہ ہی نہیں تھا۔اور اگر زوار بھی نہ مانا۔انعم نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔تو پھر یہ لوگ زبردستی نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔اس نے گویا ناک سے مکھی اڑاء۔

مبارک ہو بیٹا۔مجھے پہلے ہی پتا تھا میرا بیٹا بہت ہونہار ہے۔آج تم نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔اپنا بھی خواب پورا کر لیا۔اب منزل زیادہ دور نہیں ہے۔ہمارا فخر ہمارا مان ہو تم۔حماد گیلانی نے زوار کو گلے سے لگا کر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔تھینک یو ڈیڈ۔میری محنت سے زیادہ آپکی دعاں کا نتیجہ ہے۔زوار نے عاجزی سے کہا۔بھئی آج تو گرینڈ پارٹی ہونی چاہیے۔اور مینیو میں ڈیسائڈ کروں گا۔سعد نے زوار کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔ضرور۔ہم اپنے بیٹے کی خوشی ضرور سیلیبریٹ کریں گے۔فرزانہ بیگم نے اسے پیار کرتے ہوے کہا۔زوار اپنے ماں، باپ، چچا، دادا، دادی سب کا ہی لاڈلہ تھا۔ مگر اس سب نے اسکی عادتیں خراب نہیں کی تھیں۔وہ بہت ہی ڈیسنٹ اور سوبر تھا۔اس نے سی ایس ایس کے ٹیسٹ میں فرسٹ پوزیشن لی تھی۔اور اس کے گھر والے بہت خوش تھے۔میں چچا کو فون کر کے بتا آں زوار نے اٹھتے ہوئے کہا۔ہاں ضرور جا۔حماد گیلانی نے اسے خوشی سے جانے کی اجازت دی۔اور خود پارٹی کے انتظام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔اوہ مسٹر مینیو ڈیسائڈر۔انہوں نے باہر جاتے سعد کو مخاطب کیا۔اور ہاں۔شام میں پارٹی کا انتظام کر رہا ہوں۔گھر کے انتظام آپ دیکھ لیں۔اور ضروری چیزیں نوٹ کروا دیں۔آخر کو ہمارے بیٹے کے لیے بہت بڑا دن ہے۔انہوں نے واپس مڑتے ہوے فرزانہ بیگم سے کہا۔وہ جی ٹھیک کہ کر اٹھ گئیں۔

شام کو بہت بڑی گیدرنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔مسٹر اور مسز حماد گیلانی کے علاوہ زوار بھی ریسیپشن پر کھڑا مہمانوں کو خوش آمدید کہ رہا تھا۔اور ساتھ مبارکبادیں وصول کر رہا تھا۔جبکہ سعد مہمانوں کے درمیان چہکتا پھر رہا تھا۔قد کاٹھ نکال لیا تھا مگر حرکتیں وہی بچوں والی تھیں۔اس کے برعکس زوار سنجیدہ طبعیت کا حامل تھا مگر وہ سعد کو بچگانہ حرکتوں سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ اسکی شرارتوں سے لطف اندوز ہوتا تھا۔وہ انکے گھر کی رونق تھا۔کچھ دیر بعد فرحان گیلانی اپنے اہل وعیال کے ساتھ تشریف لائے تو زوار زمل کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا۔اسکی خوشی دوبالا ہو گئی تھی۔تھوڑی دیر بعد کھانا کھل گیا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اور سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔ زمل، نور، سعد اور عادل ایک ہی میز پر بیٹھے کھا رہے تھے۔ مبارک ہو تمہیں بہت۔ آخر تمہارا بھائی اب اے ایس پی بن گیا ہے۔ زمل نے کھانا کھاتے ہوئے طنز کر کے کہا۔ سعد ہاتھ روک کر حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔ آپی۔ نور نے اسے ٹوکا۔ چپ رہو تم۔ زمل جو ابا غصے سے بولی۔ اچھا نہیں کر رہی ہیں آپ۔

تم اپنے کام سے کام رکھو۔

بعد میں پچھتائیں گی آپ جب کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ میں حال میں جینے والی ہوں۔ مستقبل کی فکر نہیں کرتی۔ کندھے اچکا کر جواب دیا گیا۔ سعد اور عادل انھیں ناسمجھی کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔ نور اسے چھوڑ کر کر ان دونوں کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی۔ اور زمل کھانا کھاتے ہوئے مسلسل زوار کو ڈھونڈ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اسے زوار وہاں کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف نظر آیا تو وہ اٹھ کر اس کے پاس گئی۔ ایکسکیوزمی۔ اس نے قریب جا کر زوار کے پیچھے سے کہا۔ زوار چونک کر مڑا۔ زمل کیا ہوا۔ وہ اپنے پاس اسکی اچانک آمد سے حیران تھا۔ بات سنو ذرا۔ میں اندر ہوں۔ وہ آہستگی سے کہتے ہوئے گھر کے اندرونی حصے میں چلی گئی۔ زوار دو منٹ کہتا ہوا اسکے پیچھے گیا۔ کیا ہوا زمل۔ خیریت ہے نا؟ وہ اسکے اسطرح بلانے پر حیران تھا۔ زمل نے اسے ایک نظر دیکھا۔ بلیک پینٹ کوٹ میں بلا کا حسین لگ رہا تھا۔ زمل اپنے فیصلے پر ڈگمانے لگی۔ مگر جلد ہی سنبھل کر بولی۔ آپ کو پتہ ہے ہمارے پیرنٹس کیا کرنے جا رہے ہیں۔ اس نے رخ موڑا۔ تو اس میں غلط کیا ہے۔ زوار نے اسکی بات سمجھتے ہوئے ناسمجھی سے کہا۔ یہ رشتہ بچپن سے طے ہے اور غلط یہ ہے کہ منگنی نہیں کرنا چاہتی۔ جواب آیا۔ اوہ! تو یہ بات ہے ہم ڈائریکٹ شادی کر لیتے ہیں۔ منگنی کے جھنجھٹ میں پڑتے ہی نہیں اس نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے جواب دیا۔ شادی تو بعد کی بات ہے زوار صاحب۔ یہ جو رشتہ ہمارے بڑوں نے طے کیا ہے میں اسے ہی توڑنا چاہتی ہوں۔ اس نے زوار کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ک۔۔۔۔ کیا؟؟ تم مذاق کر رہی ہو نا؟ اس نے اپنا کوٹ اتارتے ہوئے ایسے کہا جیسے اسے غلط سمجھا آ ہو۔ میں کوئی مذاق نہیں کر رہی۔ آپ یہ رشتہ ختم کر دیں۔ اسکا انداز بے لچک تھا۔ لیکن کیوں۔ زوار اسکے انکار کی وجہ جاننے سے قاصر تھا۔ کیوں کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔

میرے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی نہیں۔

آپ سے۔

وجہ پوچھ سکتا ہوں۔

میں بتانے کی پابند نہیں ہوں۔

میں پھر بھی پوچھوں گا۔

میں نے کہا نا میں پابند نہیں ہوں۔ چبا چبا کر کہا گیا۔ جب ایک بات شروع سے طے ہے کے تمہاری شادی مجھ سے ہی ہونی ہے تو پھر مسلہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں بتانے کی پابند نہیں۔ وہ جو ابا غصے سے کہ کر چلی گئی۔ کیا ہو گیا ہے اس لڑکی کو۔ اس نے انگلیاں بالوں میں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پھنساتے ہوئے سوچا۔

کیا بات ہوئی ہے آج آپکی زوار بھائی سے۔کیا کہ کر آء ہیں۔نور نے زمل کو مخاطب کیا۔

حماد گیلانی کے گھر سے واپسی کے بعد نور سونے کی تیاری کر رہی تھی اور زمل لیپ ٹاپ پر مصروف تھی۔ جب نور نے اس سے پوچھا۔زمل نے دو سیکنڈ کے لیے کام روک کر اسے دیکھا پھر دوبارہ کام کرنے لگی۔

آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں؟اب کی بار نور کو غصہ آیا۔تمھارے ساتھ مسلہ کیا ہے؟میں جو بھی کروں۔ میں اس سے بات نہیں کرتی تو تم کہتی ہو۔اب کی ہے بات تو تمھیں تجسس ہے۔خدا کا واسطہ مجھے میری زندگی اپنے طریقے سے گزارنے دو۔میں کسی بھی قسم کی مداخلت ب

پسند نہیں کرتی۔زمل نے اسکے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر چھت پر چلی گئی۔ہر کسی کے ساتھ ناراض ہیں یہ تو۔نور کو اسکے رویے نے تکلیف دی تھی۔آنسو صاف کر کے وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

زمل کے پیچھے جانا بیکار تھا۔زمل چھت پر آ کر کچھ دیر بے مقصد چکر لگاتی رہی اور پھر تھک کر وہاں پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔بچپن سے لے کر اب تک کے واقعات اسکی نظروں کے سامنے فلم کے سین کی طرح چلنے لگے ۔اسے کوئی ایسی بات یا کوئی واقعہ یاد نا آیا جس کو وجہ بنا کر وہ اس شادی سے انکار کرتی۔زوار نے ہمیشہ عزت دی ہے لیکن وہ پھر بھی انکاری تھی۔اس کے سامنے آج شام کا سارا منظر گھومنے لگا اور زوار کا چہرہ سامنے آتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔اسکی سوچیں۔اسکی حالت اسکے چہرے سے عیاں تھی۔اس کے منگنی سے انکار پر ہی وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔مگر زمل کیسے اتنی سنگدل ہو گئی تھی۔کیسے ضدی ہو گئی تھی۔یہ سب اسکی اپنی سمجھ سے باہر تھا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اس سے شادی نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔بے جا منطق۔

جب سے زمل اس سے شادی سے انکار کر کے گئی تھی وہ سکتہ کی حالت میں تھا۔اور اپنی ہی کامیابی کے اعزاز میں دی جانے والی پارٹی میں شریک نہ ہو سکا۔کئی بار سعدا اور فرزانہ بیگم بلانے گئے لیکن وہ سر درد کا بہانہ کر کے نہ گیا۔وہ تب سے مسلسل سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا۔سب کی طرح وہ بھی انکار کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھا۔وہ زمل کا رویہ بہت پہلے سے دیکھ رہا تھا مگر نظر انداز کر رہا تھا کہ یہ سب وقتی ہے۔آہستہ آہستہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گ۔مگر اب تو کچھ ٹھیک ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

اسکا لہجہ اسکی باتیں اسکی سوچ اور ارادوں کی عکاسی کر رہے تھے۔وہ زمل کو کسی قیمت پر بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔سب کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے یہ سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹ رہا تھا۔مگر اسے حل نظر نہیں آ رہا تھا۔

اسے بھول جا۔اسکے اندر سے آواز آئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں بھول سکتا۔ جواب دیا گیا۔

وہ شادی سے انکار کر رہی ہے۔

میں منالوں گا اسے۔

وہ نہیں مانے گی۔

میری محنت میں کوئی کھوٹ نہیں۔

لکین وہ نہیں چاہتی۔

اسے دلہن تو صرف میری بننا ہے۔ میری اور صرف میری۔ اس نے سائیڈ پر پڑا گلاس دیوار پر دے مارا ۔گلاس کرچی کرچی ہو گیا۔ لکین اسکے اندر کی حالت ویسی ہی رہی۔ اندر کی آگ ویسے ہی جلتی رہی اور اسے جھلساتی رہی۔ اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اسکے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔ کچھ دیر وہ ویسے ہی اوندھا منہ بستر پر پڑا رہا۔ پھر ہمت کر کے باتھ روم جا کر شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اندرونی ہیجان کچھ کم ہونے لگا تھا لکین ختم پھر بھی نہ ہوا۔

گھر پر ہی ہو؟ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا تھیں۔ میں بس پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔ تم تیار رہنا۔ زوار کو ڈیوٹی شروع کیے ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے ۔جب ایک دن اس نے نور کو فون کیا۔

کچھ دیر بعد وہ انکے گھر موجود تھا۔ چچی جان ! میں نور کو کچھ دیر کے لیے باہر لے جانا چاہتا ہوں۔ اگر آپکی اجازت ہو؟ زوار نے انتہائی آرام سے رخسانہ بیگم سے اجازت طلب کی۔ ہاں بیٹا لے جا تمہاری اپنی بہن ہے۔ انہوں نے پیار سے جواب دیا۔ اتنی دیر میں نور تیار ہو کر آ گئی۔ السلام علیکم ! ذوار بھائی چلیں۔ نور نے آتے ہی سلام کے ساتھ چلنے کا کہا۔ ہاں چلو۔ اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اچھا چچی جان ہم چلتے ہیں۔ خدا حافظ۔ زمل نہیں چل رہی تم لوگوں کے ساتھ۔ زوار نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور نور نے غصے میں نہیں کا جواب دیا۔ اور باہر چلی گئی۔ اس کے پیچھے زوار بھی باہر نکل گیا۔

کچھ دیر وہ بے مقصد ہی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔ گاڑی میں بالکل خاموشی تھی۔ جب یہ خاموشی طویل ہونے لگی تو نور نے اسے توڑتے ہوئے پوچھا۔ کیا ضروری بات کرنی تھی آپکو۔ زوار ایک دم چونکا۔ ہاں کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ تم بتا۔ کے۔ ایف۔ سی چلو گی یا پیزا ہٹ ۔جہاں آپ لے جائیں۔ نور نے جواب دیا۔ اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد زوار نے کے۔ ایف۔ سی کے باہر بریک لگی۔ چلو بھئی۔ کہ کر گاڑی سے اتر گیا۔

کیا لوگی۔ مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے زوار نے نور سے پوچھا۔ کچھ بھی منگوالیں۔ جو آپکی مرضی۔ اس نے کھانے کا فیصلہ زوار پہ چھوڑا۔ کیوں۔ تمہاری کوئی مرضی نہیں۔ اس نے مسکراتے ہوے پوچھا۔ جواباً نور ہلکا سا مسکرائی۔

آرڈر کرنے کے بعد وہ کہنے لگا۔ میرا ایک کام کرو گی؟ آپ حکم کریں زوار بھائی۔ احترام سے جواب دیا گیا۔ تم زمل سے پوچھنا کہ اسے شادی سے کیا مسلہ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہے؟ بلا تمہید سوال نور تک پہنچایا گیا۔ نور نے اندر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی۔

آپ کو پتہ ہے زمل آپی جب سے یونیورسٹی جانے لگی ہیں وہ تب سے انکار کر رہی ہیں۔ شادی وہ پہلے بھی آپ سے نہیں کرنا چاہتی تھیں لیکن کھلم کھلا انکار اب کیا ہے۔ کچھ دن پہلے امی نے بھی بات کی تھی لیکن جواباً انہوں نے بہت بدتمیزی کی تھی۔ لیکن شائد بات ابھی ابو تک نہیں پہنچی ورنہ اب تک کوئی جوابی کارواء ہو چکی ہوتی۔ آپ کے خیال میں میں نے بات نہیں کی ان سے۔ کی ہے۔ بارہا کی ہے۔ لیکن باقی سب کی طرح مجھے بھی وہ وجہ نہیں بتا رہی ہیں۔ انکار اب آپ تک پہنچا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کیسے۔ لیکن وجہ میں بھی سمجھنے سے قاصر ہوں۔ یا تو ابو کچھ کریں گے یا آپ بات کر کے دیکھ لیں۔ نور نے وضاحت کی۔ میری تو بات وہ سننے والی نہیں۔ زوار نے چپس کھاتے ہوئے کہا۔

کیوں آپ بات کیے بغیر ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں۔ نور نے ابرو اچکا کر سوال کیا۔ ہاہاہا اس نے بے جان سا قہقہہ لگایا۔ جس دن میرے سی۔ ایس۔ ایس کے رزلٹ کی خوشی میں پارٹی کی گئی تھی اس دن وہ بہت اچھے سے میرے پر یہ بات واضح کر گئی تھی کہ وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن میں اپنے دل کا کیا کروں۔ جو صرف اسکے نام پر ہی دھڑکتا ہے۔ اسکے علاوہ کسی کا ساتھ قبول نہیں کرتا۔ اسکے لہجے میں بے بسی تھی۔ میں تو آپکے لیے بہت دعا کرتی ہوں۔ بہت پیار کرتے ہیں نا آپ آپی سے۔ نور نے آہستہ سے کہا۔ زوار کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ آنسو چھپانے کے لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ چلو گھر چلتے ہیں۔ نور اسکے پیچھے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن زوار کے آنسو اس سے چھپے نہ رہ سکے۔ اللہ آپکے حق میں بہتر کرے اس نے صدق دل سے دوا دی اور زوار کے پیچھے چل پڑی۔ نور کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ اپنے گھر آ کر کمرے میں بند ہو کر رہ گیا۔ فرزانہ بیگم کھانے کے لیے بلانے آئیں تو اس نے انکار کر دیا۔ کہ وہ نور کے ساتھ کھا کر آیا ہے۔ نور کی باتیں سن کر اسکی تشنگی مزید بڑھ گئی تھی۔ کسی پل چین نہیں آ رہا تھا۔ زمل کے علاوہ اسکے دل میں کوئی اور لڑکی سماتی ہی نہیں تھی۔ کوئی اور نظر ہی نہیں آتی تھی۔ کتنی بھی کوشش کروں میرے دل سے زمل محو نہیں ہوتی۔ اسکی اس دن کی بات، رویے کے بعد جتنا بھلانے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔

میں بہت بے بس ہوں۔

بہت مضطرب۔۔۔۔

بہت بے قرار۔۔۔۔

یہ کیسی سزا ہے۔۔۔

اور کس بات کی۔۔۔۔

کاش مجھے پتہ چلے۔۔۔ میرا قصور؟ میرا گناہ۔۔۔؟؟

میں کس آگ میں جل رہا ہوں۔۔۔

یہ کیسی دوزخ ہے؟؟

جو اندر ہی اندر مجھے سلگھائے رکھتی ہے۔

کبھی سرد نہیں پڑتی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جب سے لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھا ہے۔ یہ محبت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مسلسل آگ میں جھلس رہا ہے۔ جو کبھی سرد نہیں پڑتی۔

کاش کچھ تو پتہ چلے۔ کچھ تو حاصل ہو۔۔۔! لاحاصل اسکے سفر میں۔۔۔۔ سب کچھ رائیگاں گیا۔۔۔ کچھ بھی نظر نہیں آ رہا سوائے خسارے کے۔ کہ زمل اسکی نہیں ہو سکتی۔

محبت۔۔۔ اتنا بڑا خسارہ ہو سکتی ہے۔ اسے معلوم نہ تھا۔

کاش

کاش

کاش۔ کوئی معجزہ ہو سکتا۔ وہ اوپر دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ اسکی ہچکی بندھ گئی۔ وہ سسکنے لگا۔ پھر اس نے سر گھٹنوں پر رکھ دیا اور سامنے دیوار کو ویران نظروں سے تکنے لگا۔ وہ ہوش و حواس کھونے لگا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

زمل۔ اسے پیچھے سے کسی نے پکارا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو زوار کھڑا تھا۔ اسنے اسے دیکھ کر ناگواری سے تیوری چڑھاء۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ جو ناگواری اسکے چہرے سے نظر آ رہی تھی وہ اسکے لہجے میں بھی تھی۔ آ میں گھر چھوڑ دوں۔ یہاں سے رکشہ آسانی سے نہیں ملتا۔ اور بس کا ادھر کوئی روٹ نہیں۔ زوار نے اسکا سوال نظر انداز کرتے ہوئے اسکی حالت کے پیش نظر کہا جو گرمی کے باعث پسینے میں شرابور تھی۔

میں خود ہی چلی جاں گی۔ آپکو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ اس نے بے رخی سے جواب دیا۔

تمہاری نہ کروں تو کس کی فکر کروں۔ اس نے شرارت سے پوچھا۔ حالانکہ اسکیمسلسل ایک سے رویے سے وہ دلبرداشتہ ہو گیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ سب کچھ بھلا کر اسکے ساتھ خوشگوار موڈ میں بات کر رہا تھا۔ میری بلا سے جسکی مرضی کریں۔ وہ منہ موڑ کر کھڑی تھی۔ اچھا بات تو سنو۔ یہاں کھڑے ہونے کا فائدہ؟ اتنی گرمی ہے۔ میری مانو تو میرے ساتھ چلو۔ خدا کی قسم بحفاظت گھر تک چھوڑ دوں گا۔ اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ کتنے ڈھیٹ ہیں آپ۔ ایک بار کا کہا سمجھ میں نہیں آتا کیا۔ وہ انتہائی بدتمیزی سے بولی۔ اور سامنے آتے رکشہ کو ہاتھ دے کر روکا اور اس میں بیٹھ کر چلی گئی زوار کتنی ہی دیر کھڑا رکشہ کے پیچھے اڑنے والی دھول کو تکتا رہا۔ کب اسکا بلاوجہ کا غصہ ختم ہو گا۔ کب اسے میری شدتوں کا یقین ہو گا۔ وہ بے دلی سے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ زمل یونیورسٹی سے انعم کے گھر آئی تھی۔ اسکے کہنے کے باوجود کے وہ اسے ڈراپ کر دے گی اور یہاں سے کوئی سواری بھی نہیں ملے گی۔ وہ اسکے گھر سے نکل پڑی۔ وہ علاقہ کافی سنسان تھا اور دوپہر کا وقت تھا۔ شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ اور سواری کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ اب وہ اپنے فیصلے پر پچھتا رہی تھی کے اسنے انعم کو انکار کیوں کیا کہ اسکے پیچھے زوار آ کھڑا ہوا۔ زوار اپنی ڈیوٹی پر تھا اور اسی رستے سے گزر رہا تھا۔ اور زمل کو اتنی گرمی میں بغیر کسی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سائے کے کھڑا دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا اور گاڑی رکوا کر اسکے پاس آ گیا۔ مگر جو اباً زمل جو کر کے گئی تھی اس سے اسکو بہت دکھ ہوا تھا۔ مگر کیا ہو سکتا تھا۔

زمل سے بات کی آپ نے؟ فرحان گیلانی نے اسی رات رخسانہ بیگم سے پوچھا۔ وہ انھیں دودھ دینے کے بعد انکے پاس بیٹھی۔ جی۔ انہوں نے سر جھکا کر جواب دیا۔ کیا جواب دیا پھر اس نے۔ وہ گلاس سائیڈ پر رکھتے ہوے تمام تر انکی طرف متوجہ ہوئے۔ اسکی طرف سے انکار ہے۔ کیا مطلب؟ وہ اسکے انکار پر حیران رہ گئے ۔کیا کہتی ہے؟ کہ رہی ہے جب پہلے اتنی مرتبہ انکار کر چکی ہوں تو کیوں مجبور کر رہے ہیں۔ رخسانہ بیگم کے لہجے میں تفکر تھا۔ حیدر گیلانی کے رشتہ طے کرنے کے بعد فرحان گیلانی اور انکی اہلیہ رخسانہ گیلانی نے زوار کو اسکے بچپن ہی سے اپنے بیٹے اور بھتیجے کے ساتھ ساتھ داماد کے روپ میں بھی دیکھا تھا۔ زوار خاندان کا بڑا بچا تھا۔ زمل کی پیدائش کے وقت ہی فرحان گیلانی نے زوار کو اپنا داماد بنانے کا سوچا تھا۔ جو محض ابھی سات سال کا تھا۔ اور کچھ دنوں بعد ہی انکے والد محترم حیدر گیلانی نے زوار اور زمل کا رشتہ طے کر دیا تھا۔ گویا کہ فرحان گیلانی کا خواب پورا ہونے جا رہا تھا۔ صرف فرحان گیلانی ہی نہیں حماد گیلانی نے بھی زمل کو اسکی پیدائش پر بہو بنانے کا سوچا تھا۔ انکی اپنی کوئی بیٹی نہیں تھی، زمل انھیں اپنی بیٹی کی طرح ہی عزیز تھی۔ لیکن زمل۔۔۔۔۔۔

کرنے دو اسے اپنی مرضی۔ یونیورسٹی ختم ہوتے ہی ان دونوں کی شادی کر دی جائے گی۔ بھائی جان سے میں بات کروں گا۔ انہوں نے کچھ سوچتے ہوے کہا۔

چاہے تب تک آپکی لاڈلی کوئی چاند چڑھا چکی ہو۔ رخسانہ بیگم نے جواب دیا۔ میری بیٹی ہے۔ کچھ غلط نہیں کرے گی۔ انکے لہجے میں فخر تھا۔ رخسانہ بیگم نے دل ہی دل میں دعا مانگی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حماد گیلانی کے گھر آج صبح سے ہی نور اور عادل آئے ہوئے تھے اور سعد کے ساتھ مل کر گھر سجانے میں مصروف تھے۔ آج زوار کی سالگرہ تھی اور نور کو اندازہ تھا کے پچھلے کچھ دنوں سے اسکی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ محسوس نہیں کروا رہا یہ الگ بات ہے۔ اور اسے اتنا بھی معلوم نہیں تھا کے خود کی کیفیت چھپانے کے لیے ڈیوٹی کے بعد بھی گھر دیر سے آتا تھا۔ اور ایسے میں اسکو اپنی سالگرہ بالکل بھول چکی ہوگی تو اسنے سوچا کہ کیوں نہ اسکو سرپرائز دیا جائے۔

نور نے زوار کو فون کیا۔ ہیلو زوار بھائی۔ آپکی ڈیوٹی کب آف ہوگی؟ نہیں کوئی ضروری کام تو نہیں لیکن پلیز آٹھ بجے تک گھر پہنچ جائیے گا۔ جی جی۔ خیریت ہے سب۔ یاد سے آٹھ بجے۔ بات کر کے اس نے فون بند کر دیا۔ پتا تو نہیں لگانا انھیں۔ سعد نے فکر مندی سے پوچھا۔ کیوں کے اگر زوار کو ذرا سی بھی بھنک لگ جاتی تو انکا سرپرائز، سرپرائز نہ رہتا۔ بے فکر رہو۔ نور نے مسکرا کر جواب دیا۔ نور کی فون کال کے بعد وہ سوچنے لگا کہ آج کیا ہے جو اس نے بلایا ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اور آٹھ بجے آ جانے کی اتنی سخت ہدایت کی ہے۔وہ سوچتا رہا۔الجھتا رہا پریشان ہوتا رہا مگر کوئی سراغ اسکے ہاتھ نہ آیا کہ وہ کچھ سمجھ سکتہ۔اس وقت وہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا۔اس وقت وہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا جب اسکا پی۔اے کوئی فائل لے کر آیا۔جس پر اسکے دستخط درکار تھے۔دستخط کرنے کے بعد وہ جانے لگا تو اسنے اسے روکا۔حفیظ صاحب۔جی سر۔پی۔اے نے بہت تابعداری سے کہا۔میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں خیال رہے کے ایک ڈیڑھ گھنٹے کے لیے کوئی کمرے میں نہ آے۔اسنے کرسی کے پیچھے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔جی بہتر۔حفیظ صاحب نے جواب دیا اور باہر چلے گئے۔وہ پھر سوچنے لگا کے آج کیا خاص بات ہے۔لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔اس نے سر جھٹک کر آنکھیں موند لیں۔ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کے چھپاکے سے زمل آ کر اسکے سامنے کھڑی ہوئی۔تم۔تم کیوں آ جاتی ہو بار بار۔اب کیا کرنے آء ہو۔اب کچھ باقی رہ گیا ہے؟ میری بات سننے کے لیے بھی راضی نہیں۔دیکھو کوئی شکوہ شکایت ہے تو بولو نا میں وعدہ کرتا ہوں اسے دور کروں گا لیکن میرے ساتھ ایسا نا کرو۔تمہیں میری حالت پر ترس نہیں آتا۔تم تو کسی پرندے کو چوٹ لگ جاتی تھی تو اسے اٹھا کر مرہم پٹی کرتی تھی۔تم اتنی بے رحم تو نہیں اتنی سنگدل تو نہیں کے تمہیں میری تکلیف نظر نہیں آتی۔تم۔۔۔تم۔کیا ہوتا جا رہا ہے زمل تمہیں؟ خدا کا واسطہ مت کرو ایسے۔۔خدا کا واسطہ۔۔۔۔وہ سسک رہا تھا۔وہ دوبارہ الوزن کا شکار ہو رہا تھا۔لیکن اسکو خود سنبھلنا تھا۔اسے خود کو ٹوٹنے سے بچانا تھا۔میں پھر سے کوشش کروں گا کے مان جائے وہ۔بے جا ضد چھوڑ دے وہ۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا اور پی۔اے کو کچھ ہدایات دیتا ہوا باہر چلا گیا۔

ادھر حماد گیلانی کے گھر ادھم مچا یا ہوا تھا ان تینوں نے۔آپی۔۔زمل آپی کو بھی کہیں کے آ جائیں۔خود تو وہ آنے والی نہیں ہے۔عادل نے کام کے دوران کہا۔وہ پھر بھی نہیں آیں گی اور اگر آ بھی گئیں تو خود بھی منہ بنا کر بیٹھی رہیں گی اور ہمارا بھی موڈ خراب کریں گی۔نور نے تلخی سے جواب دیا۔بات ابھی سب کو نہیں پتہ تھی خاص طور سعد اور عادل کو۔اسلیے وہ حیرانی سے نا سمجھی کے عالم میں انکے چہرے تکتے رہتے تھے۔اب بھی عادل نے سعد کی طرف نا سمجھی سے دیکھا تھا۔اس نے کندھے اچکائے کہ وہ بھی کچھ نہیں جانتا۔اور جب سے زوار نے خود نور سے بات کی تھی اسے ویسے ہی زمل پر غصہ آنے لگ گیا تھا۔عجیب ہی چیز ہیں آپی۔بعد میں پچھتایں گی۔اس نے سوچا اور دھیان واپس کام کی طرف کر لیا۔

امی نور اور عادل صبح سے کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہے۔نور کسی کو میسج کرتے ہوئے لانج سے گزری تو رخسانہ بیگم کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اور گھر میں کچھ نا گوار سی خاموشی محسوس کرتے ہوئے پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔انہوں نے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بڑی حیرانی سے زمل سے پوچھا کہ تمہیں نہیں پتہ؟ نہیں۔اس نے کندھے اچکائے۔زوار کی سالگرہ ہے اور وہ دونوں بھائی صاحب کے گھر تیاری کے لیے گئے ہیں۔تھوڑی دیر تک ہم نے بھی جانا ہے۔تم بھی تیار ہو جا۔ویسے بڑے تعجب کی بات ہے۔تمہیں نہیں بتایا۔ نہیں۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔اچھا ہے میں نے کونسا جانا تھا۔اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے خود کلامی کی۔ لکین !رخسانہ بیگم نے سن لیا تھا۔کیوں۔تم نے کیوں نہیں جانا؟

اچھا ٹھیک ہے چلوں گی۔اس نے منہ بنایا۔اچھا سا تیار ہو کر جانا منہ مت پھلا کر بیٹھی رہنا۔پہلے کی طرح سب کے ساتھ گھل مل کر رہنا۔یہ بات کہ تم انکار کر رہی ہو بھائی اور بھابھی کو نہیں پتہ۔لکین انھیں بھنک پڑ گئی ہے۔انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا۔اور تم جو بے جا کی ضد لگا کر بیٹھی ہو ختم کرو۔ہر وہ خوبی جو ایک اچھے شوہر میں ہونی چاہیے زوار میں ہے۔وہ سر جھکا کر سنتی رہی۔ان کے لیے یہ بھی بہت بڑی بات تھی کہ اب کی بار اس نے آگے سے کوئی بحث نہیں کی تھی۔

برتھ ڈے بہت اچھی تھی۔ان تینوں نے بہت محنت کی تھی۔اور یہ انکی محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ مایوسی کے ان دنوں میں جہاں اسکا کہیں دل نہیں لگتا تھا۔اس کے لیے یہ دن یادگار بنا دیا تھا۔اور اسی یادگار دن میں سب سے خاص بات یہ تھی کہ زمل نہ صرف آئی تھی بلکہ اسکا موڈ بھی بہت اچھا تھا۔اسکا رویہ اسکے ساتھ پہلے جیسا نہیں تھا۔رات کو وہ سونے کے لیے لیٹا تو آج کے سارے سین فلم کی طرح چلنے لگے۔وہ بہت خوش تھا۔ سالگرہ سے کچھ دن بعد کی بات ہے اسے بے چینی محسوس ہو رہی تھی ایک پل بھی چین نہیں آ رہا تھا۔یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔بہت برا۔ ۔۔۔وہ اپنے کام پر بھی دھیان نہیں دے رہا تھا ۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس سے بات کرے ۔وہ دفتر سے نکلا اور پیدل ہی چلنے لگا۔چلتے چلتے داتا دربار پہنچ گیا۔کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اندر چلا گیا۔ سلام کرنے کے بعد تھوڑے فاصلے پر صلوات حاجت پڑھنے لگا۔نماز ادا کرنے کے بعد وہ بچوں کی طرح رو پڑا۔یا اللہ زمل میری ہے۔اسے میرا نصیب کر دے۔ تو تو میرے دل کے حال سے واقف ہے۔جانتا ہے کے مجھے اس سے کتنی محبت ہے۔اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔یہ تو پھر ساری زندگی کی بات ہے۔ اس وقت وہ میرے پاس نہیں ہے لکین میرے خیالوں میں میری سوچوں میں ہر وقت وہ میرے ساتھ رہتی ہے۔میں اسکی دائمی جدائی برداشت کرنا میرے بس کی بات نہیں۔اے میرے رب !اسکی محبت میرے لئے حلال اور طیب کر دے۔میری زندگی میری سانسیں اسکی امانت ہیں۔اپنے علاوہ کسی اور کا ہوتا اسے میں نہیں دیکھ سکتا۔میں اسکے بنا ادھورا ہوں وہ مجھے اپنے وجود کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔اسے مجھ سے الگ مت کرنا۔اسے مجھ سے جدا مت کرنا۔میرے رب !تو تو ہر شے پر قادر مطلق ہے۔اپنے حبیب کے صدقے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسے میرا ہمسفر کر دے۔ وہ اسی طرح سجدے میں پڑا رو رہا تھا۔ بچوں کی سی معصومیت بھری ضد تھی۔ کہتے ہیں کے وہ عورت بہت خوش قسمت ہوتی ہے جسے کوئی مرد سجدوں میں مانگے۔ اور زمل خود اپنی خوش قسمتی کو بد قسمتی میں بدلنے پر تلی تھی۔ سجدے سے سر اٹھانے کے بعد وہ وہیں بیٹھا رہا۔ ذہن بالکل خالی تھا۔ مگر پہلے جیسی کیفیت نہیں تھی۔ وہ پرسکون تھا۔ خالی الذہنی کے ساتھ وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو تک رہا تھا کہ اسے اپنے قریب سے آواز آئی۔ عشق دا روگ لگیا اے !جب اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک بابا سبز چوغے میں گلے میں بہت سی مالا پہنے ہوئے بیٹھا کہہ رہا تھا۔ وہ اسکے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپکو کیسے پتہ؟ وہ سب بتا دیتا ہے۔ بابا نے انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ بہت محبت کرتا ہے نا۔۔۔۔۔۔ جا چلا جا۔۔ مل جائے گی۔ "ہر شے لئی صبر کرنا پیندا اے۔ پر تو بڑا بے صبرا ایں۔ بے صبری اللہ نوں پسند نئیں۔ صبر کر۔ جا گھر جا۔ تیری عرضی اودے دربار وچ پہنچ گئی اے۔ سنی جاوے گی۔ جا چلا جا۔ حق اللہ "بابا نے نعرہ لگایا اور چلا گیا۔ وہ حیرانی سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ اور اسکی باتوں کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اتنی دیر میں اسکا فون بجنے لگا۔ ہیلو۔ اس نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف فرحان گیلانی تھے۔ جی چچا جان۔ کیا بات ہے ۔خیریت ہے؟ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں؟ وہ انکی آواز سن کر پریشان ہو گیا تھا۔ بیٹا۔ جہاں بھی ہو فوراً گھر آ جا۔ انکی پریشان انکی آواز سے ظاہر تھی۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اس نے فون بند کیا اور بھاگتا ہوا اپنے دفتر پہنچا۔ ڈرائیور کو فرحان گیلانی کے گھر چلنے کا کہہ کر پیچھے بیٹھ گیا۔ اگلے چالیس منٹ کے بعد وہ انکے گھر موجود تھا لاؤنج میں فرحان گیلانی پیچھے ہاتھ باندھے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔ انکے چہرے پر غصے اور تفکر کے ملے جلے جذبات تھے۔ اور رخسانہ بیگم صوفے پر بیٹھی رو رہی تھیں۔ نور اور عادل ایک کونے میں کھڑے رو رہے تھے۔ کیا ہوا چاچو زمل کہاں ہے؟ وہ ٹھیک ہے نا؟ اردگرد نظر دوڑا کر اسے نا پا کر اس نے پریشانی سے پوچھا۔ فرحان گیلانی نے کاغذ کا ٹکڑا اس کے آگے کر دیا۔ اسنے لرزتے ہاتھوں سے کاغذ تھاما اور پڑھنا شروع کیا۔

السلام وعلیکم!

جب تک آپکو یہ ملے گا تب تک میں جا چکی ہوں گی۔ زیادہ تمہید نہیں باندھوں گی۔ میں نے بارہا امی سے کہا کے مجھے زوار سے شادی نہیں کرنی اور کافی مرتبہ میں نے زوار کو بھی کہا لیکن آپ لوگ یہ رشتہ قائم رکھنا چاہتے تھے جو بچپن میں دادا جی ں تب طے کیا جب مجھے ہی نہیں زوار کو بھی ہوش نہیں تھا۔ ہم بچے تھے ۔زوار نے تو اس رشتے کو دل سے قبول کر لیا لیکن میں ایسا نہ کر سکی۔ مجھے اندازہ ہے کہ میرا انکار ہر بار امی نے آپکو پہنچایا ہو گا جب جب انہوں نے مجھ سے بات کی لیکن آپ لوگوں نے مجھے نہیں سمجھا کہ میں کیا چاہتی ہوں زوار مجھے باقاعدہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ انکی ضد اور انا ہے کہ وہ مجھے حاصل کر کے رہیں گے مجھے ان کی ہی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دلہن بننا ہے تو انکو بتا دیجئے گا کہ انکا اپنی ضد پوری کرنے کا خواب خواب ہی رہے گا۔اب دوسری بات پچھلے کچھ ماہ سے میں عباس شاہ کو پسند کرنے لگی ہوں وہ مجھے اپنے لئے ہر لحاظ سے پرفیکٹ لگا تھا۔میں اسی سے شادی کرنا چاہتی تھی اور مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ آپ میری شادی کبھی بھی اس سے نہیں کریں گے اور میری شادی زبردستی زوار سے کروادیں گے لیکن ایسا کرنے کی بجائے مجھے مرنا قبول ہے۔بابا آپ نے بہت لاڈ سے بڑا کیا ہے میں نے آپ کا مان آپ کا فخر سب توڑ دیا لیکن میں بھی کیا کرتی کہ آپ لوگ مجھ پر اپنا فیصلہ تھوپ رہے تھے۔خیر۔۔۔۔ہو سکے تو اس نافرمانی اس گستاخی کے لیے معاف کر دیجئے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مکافات عمل

مینا خان

میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔۔اللہ کے لئے دھوکہ مت دو مجھے۔۔فون میں دبی دبی سسکیاں ابھر رہی تھی۔۔اس نے کوفت سے ریسور کو دیکھا اور کڑوے لہجے میں بولا تھا۔تو میں کیا کروں۔۔دل بھر گیا ہے میرا تم سے۔۔آئندہ مجھے فون مت کرنا۔۔سنا تم نے۔۔اور فون رکھ دیا۔۔تین دن بعد اسے اسکی موت کی خبر ملی۔۔جسے اس نے اک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیا۔۔اور اگلے دن ایک خط ملا۔۔سادہ کاغذ پر صرف ایک لائن لکھی تھی "میں جارہی ہوں لیکن میں چاہتی ہوں تم مکافات عمل کو سہو" جانے کیوں اس نے وہ کاغذ سنبھال لیا تھا۔

25 سال بعد۔۔۔

اپنی بے حد لاڈلی اور خوبصورت 21 سالہ بیٹی کے کمرے کے سامنے سے گزرتے آواز سنائی دی۔۔"میں بہت پیار کرتی تم سے۔۔اللہ کے لئے دھوکہ مت دو مجھے"۔۔آگے سے جانے کیا کہا گیا تھا۔۔اسکی بیٹی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔جانے کیا یاد آیا تھا کہ وہ کانپ گیا۔۔اگلے تین دن اس نے آفس سے چھٹی لی اور اپنے گھر میں قید ہو کر اپنی راج دلاری کے ساتھ گزارے۔۔بظاہر ہنستی مسکراتی اسکی جان کا ٹکڑا۔۔وہ کتنی بار رو پڑا تھا۔۔چوتھے دن کچھ سکون سے آفس گیا کہ پیچھے سے بیوی کا فون کہ گڑیا کو کچھ ہو گیا ہے۔۔بھاگا بھاگا گھر آیا۔۔سامنے بیٹی کی نیلی لاش تھی۔۔۔بیٹی کی لاش کے پاس بیٹھا وہ چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔۔ہاتھ میں ایک پرانا سا کاغذ تھا جس پر مٹا مٹا سا لکھا تھا"میں جارہی ہوں لیکن میں چاہتی ہوں تم مکافات عمل کو سہو"

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آپکی نافرمان

زمل

زمل کا چھوڑا ہوا خط پڑھ کر زوار کو اندازہ ہوا تھا کہ پیروں تلے سے زمین کیسے نکلتی ہے۔اسے بابا کی آواز اپنے دماغ میں گونجتی ہوئی محسوس ہوئی۔مل جاوے گی۔سن لی جاوے گی۔وہ پاگل ہونے لگا۔اسے بابا کی ہر بات جھوٹ لگی اسکی بے چینی جو دربار پر جانے سے پہلے تھی وہ کسی طوفان کی پیش خیمہ تھی اور طوفان آ کر چلا گیا تھا۔مگر اسکے اثرات باقی تھے۔

میں نے کہا تھا خبردار کیا تھا لیکن آپ نہیں مانے۔آپ کی چہیتی نے چاند چڑھا دیا۔ہمارا مان ہمارا اعتماد سب توڑ کر چلی گئی وہ۔رخسانہ بیگم روتے ہوئے فرحان گیلانی سے کہہ رہی تھیں۔زوار بیٹا کچھ کرو۔انہوں نے اپنی بیوی کو کچھ کہنے کی بجائے زوار کو مخاطب کیا۔فکر نہ کریں میں کرتا ہوں کچھ۔وہ کہہ کر باہر چلا گیا۔اتنی دیر میں حماد گیلانی بھی اپنی اہلیہ سمیت پہنچ چکے تھے۔فرزانہ بیگم اپنی دیورانی کو چپ کروا رہی تھیں جبکہ فرحان گیلانی اپنے ذرائع استعمال کرنے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کی کوشش کر رہے تھے اور حماد گیلانی سر ہاتھوں میں دئے بیٹھے تھے۔

زوار اپنے دفتر پہنچ کر مسلسل یہ سوچ رہا تھا کہ اس مسلہ کو کیسے حل کیا جائے۔مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔جو کھو جائے اسے ڈھونڈا جا سکتا ہے مگر جو خود چلا جائے اسے ڈھونڈنا مشکل ہوتا ہے اور اسے یہی سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کہاں سے شروع کرے۔ابھی وہ اس سب پر غور ہی کر رہا تھا کہ اسکے دروازے پر دستک ہوئی اور ایک اہلکار داخل ہوا۔سر ۔۔۔اس نے آ کر سلیوٹ کیا۔

بولو۔زوار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

سر۔شالیمار پولیس اسٹیشن سے ایک کیس آیا ہے اور فوری آپریشن کا کہا گیا ہے اسنے فائل سامنے رکھتے ہوئے کہا ۔زوار فائل کو اسٹڈی کرنے لگا لکین عباس شاہ کا نام دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔جلدی جلدی وہ کیس اسٹڈی کرتے ہوئے اٹھا اور کچھ ہدایات کرتا ہوا فرحان گیلانی کی طرف نکل گیا دیکھو میں آدھے گھنٹے میں واپس آ رہا ہوں تم لوگ تیار رہنا آپریشن کے لیے نکلنا ہے سب کچھ خفیہ ہونا چاہیے۔انکو مخبری نہ ہو جائے۔

چاچو مجھے زمل کے کمرے کی تلاشی لینی ہے۔زوار نے اندر داخل ہوتے ہوئے بہت جلدی میں فرحان گیلانی سے کہا ۔نور۔۔انہوں نے نور کو اشارہ کیا تو نور اسے لیے کمرے کی طرف آئی۔

مجھے الماری اور ڈائری وغیرہ چیک کرنی ہے۔میں جانتا ہوں یہ بہت غیر اخلاقی حرکت ہے لکین اس کے لیے کرنا پڑے گا۔اس نے وضاحت کی۔ٹھیک ہے آپ الماری چیک کریں میں ڈائری دیکھتی ہوں پڑی ہے کہ نہیں۔نور نے جواب دیا اور بیڈ کی طرف بڑھ گئی وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔اسے اسکی مطلوبہ چیز فورا مل گئی بس وہ اسٹڈی کرتے ہوئے عباس شاہ کے نام پر چونکا تھا۔ساتھ میں اسکی تصویر دیکھ کر اسے لگا کہ اسے زمل کے کمرے کی تلاشی لینی چاہیے۔اسکی چھٹی حس کہ رہی تھی ہو نہ ہو یہ وہی عباس شاہ ہے جسکے ساتھ زمل کا افیئر تھا اور اسے مکمل یقین تھا کے اسکے کمرے سے عباس شاہ کی تصویریں ضرور ملیں گی۔اور اسکا شک بالکل ٹھیک نکلا وہ شاک میں تھا۔افسوس اسے اپنے رد کیے جانے پر نہیں تھا بلکہ اس بات کا تھا کہ زمل غلط ہاتھوں میں تھی۔اسے اندازہ بھی نہ ہوا کہ عباس شاہ کیا چیز ہے۔

وہ وہاں سے نکل کر پولیس اسٹیشن آیا اور فورا ایک میٹنگ بلائی۔اور اس کے متعلق ہر چیز پر باریک بینی سے غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ رات کو ریڈ کی جائے گی اور ایک ایک بندے کو پکڑا جائے۔پولیس مقابلے کے لیے خفیہ تیاری کرنے لگی۔سب اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے اور زوار پریشانی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔جیسے جیسے مقابلے کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔اسکی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔اور وہ لوگ کوئی قدم نہ اٹھا لیں یا کوئی نقصان نہ کر دیں عباس شاہ ایک گروہ کا سرغنہ تھا جو ایسے ہی لڑکیوں کو سنہرے خواب دکھا کر شادی کا وعدہ کر کے پھانس لیتا تھا۔اور

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آگے بیچ دیتا تھا۔ یہ گروہ بہت دیر سے کارروائی کر رہا تھا۔ اور کئی لڑکیاں انکے نرغے میں تھیں اور شہر کی پولیس انکو گرفتار کرنے کے لیے بہت کوشش کر رہی تھی مگر ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا تھا اور اب یہ کیس اے۔ ایس۔ پی زوار کے پاس آیا تھا اور اسے ہر حال میں اسے حل کرنا تھا۔ عباس شاہ کا گروہ تھا ہی بہت خطرناک جو بھی سٹیپ لیتا تھا بہت سوچ سمجھ کر لیتا تھا۔

ہمیں ادھر آئے اتنا وقت ہو چکا ہے اور تم ہو کہ نکاح کا نام ہی نہیں لے رہے۔ زمل نے نروٹھے پن میں عباس سے کہا۔ کیا ہو گیا ہے میری جان۔ مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کیا؟ اس نے پیار ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ تم پر بھروسہ ہے تو یہ قدم اٹھایا ہے۔ تو بس پھر بھروسہ رکھو۔ یہ کام بھی کر لیں گے عباس نے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا تو زمل نے اپنا چہرہ اسکے چوڑے سینے میں چھپا لیا۔ ہم رات کو ایک اور جگہہ جایں گے وہاں پر میرے کچھ دوست موجود ہوں گے۔ میں نے انھیں پہلے ہی سری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ نکاح کے لیے مولوی صاحب اور گواہوں کا انتظام کر لیں گے۔ اور انتظار نہیں بس کچھ گھنٹے پھر ہم ہمیشہ کے لیے ایک ہو جایں گے۔ اس نے اسکے بال سہلاتے ہوئے کہا ۔لکین اسکے چہرے پر سجی مکروہ مسکراہٹ زمل نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور نکاح کے لیے ڈریس؟؟ زمل نے سر اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ وہ میں تمہیں تمہاری پسند کا ضرور لے کر دیتا مگر جان عباس اب تک تمہاری فیملی کو پتہ چل چکا ہوگا اور وہ تمہارا اے۔ ایس۔ پی کزن اور نام نہاد منگیتر تمھیں ڈھونڈنے کے لیے کچھ بھی کرے گا۔ اس لیے تمہارا ابھی باہر نکلنا ٹھیک نہیں۔ زیور اور کپڑے میرے ایک دوست کی بیوی لے آئے گی۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ جیسے ہی معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا ہم خوب گھومیں پھریں گے۔ اس نے وضاحت کی۔ زمل نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا مگر اس نے کندھے اچکا دیے۔

اچھا نا۔ خوش رہو۔ رات کو ہمارا نکاح ہے ہماری زندگی کا اتنا بڑا موقع ہے اور تم۔ تم ناراض ہو۔ تم کیا چاہتی ہو ہم اس بندھن میں بندھنے سے پہلے ہی ایک دوسرے سے ناراض ہو جایں۔ اس نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ تو زمل کے کب سے رکے آنسو نکل پڑے۔ اسکے آنسو دیکھ کر وہ سچ میں گھبرا گیا۔ کیوں کہ زمل کے اسکو کافی پیسے ملنے والے تھے۔ اور کچھ تو ایڈوانس کے طور پر وہ لے بھی چکا تھا۔ اور اگر زمل ہی بگڑ جاتی تو۔۔ وہ کوئی زبردستی کر کے اسے شک میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

رو کیوں رہی ہو؟ بتا نا۔ تمھارے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ عباس نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ۔اس کے اس طرح کہنے پر اسے زوار یاد آ گیا جب وہ فرحان گیلانی سے ڈانٹ پڑنے پر اپنے کمرے میں بند رو رہی تھی تو زوار اسکے پاس آ کر چپ کروانے لگا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

زمل مت رونا۔ دیکھو تمھارے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ میں اذیت میں رہتا ہوں۔ مجھ سے تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھا جاتا۔ زمل۔۔ چپ کرو یار۔ دیکھو میری آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ وہ بیٹھا اسے چپ کروا رہا تھا ۔مگر زوار اور عباس دونوں کے لہجوں میں واضح فرق تھا جو زمل نے نوٹ کر لیا تھا۔ اسے زوار کی شدتیں اسکی باتیں یاد آنے لگیں۔ زوار اسے پسند نہیں تھا اور نہ ہی وہ اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس وقت زوار اسے ٹوٹ کر یاد آ رہا تھا۔ اور اسکا خیال آتے ہی اسکے آنسوں میں روانی آ گئی۔

تم بتا گی کیا ہوا ہے؟ اب کی بار عباس سخت لہجے میں بولا۔ کچھ نہیں امی ابو یاد آ رہے تھے۔ کیا گزری ہوگی ان پر۔ وہ خیالوں سے واپس آ ءاور اسکے کندھے پر سر رکھ کے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ اس نے جان کر زوار کا نام نا لیا۔ عباس نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

یار بس کرو اب۔ اب میرے پاس آ گئی ہو تو آگے کی سوچو۔ پچھلوں کے بارے میں سوچو گی تو ہم کبھی بھی خوش نہیں رہ سکیں گے۔ اب کی بار وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ اسے زوار کی یاد شدت سے آنے لگی۔ اسکا دل کیا کہ وہ لوٹ جائے واپس اپنی محبتوں میں۔ مگر۔۔ وہ تو تمام کشتیاں جلا کر آئی تھی وہ واپس کیسے جا سکتی تھی۔ وہ پھر بھی ہولے ہولے روتی رہی۔

یا اللہ ! میں آج بھی تیرے سامنے زمل کے لیے دست سوال ہوں۔ اللہ۔ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھنا۔ اسکی حفاظت کرنا۔ وہ بیوقوف۔۔ ناسمجھ۔۔۔ غلط ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔ یا اللہ اسکی عزت کی حفاظت کرنا۔ میں اپنا سوال واپس لیتا ہوں۔ اس سے دست برداری کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ بس صحیح سلامت واپس آ جائے۔ وہ جس سے کہے گی میں اسکی شادی اسی سے کرواں گا۔ اللہ۔ اے میرے رب۔۔ میرے مالک۔ اسکی حفاظت کرنا۔ اسکے ساتھ کچھ غلط نہ ہو۔ مجھ پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ وہ ایک بار پھر سجدے میں پڑا اللہ، رب دو جہاں کے سامنے زمل کی سلامتی کے لیے گڑگڑا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو اسکا دل زمل کے لیے خالی تھا۔ اس نے اپنے دل کو ٹٹولا تو اسے وہاں کہیں بھی زمل کے لیے محبت محسوس نہ ہوئی۔ بہت دیر وہ ویسے ہی بیٹھا کسی غیر مرئی نقطہ کو گھورتا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد اٹھ کر باہر چلا گیا اور اہلکاروں کو ہدایات دیتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنی ٹیم کے ساتھ اپنے ہدف کو پورا کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔

ہمیں ہر حال میں یہ آپریشن کامیاب کرنا ہے اور جتنی بھی لڑکیاں انکے قبضہ میں ہیں انکو بازیاب کرانا ہے۔ انکے معاملے میں میں کوئی بھی جانی نقصان برداشت نہیں کروں گا۔ اور سب سے اہم بات ہر کام ہر اسٹیپ ٹھیک سے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سوچ سمجھ کر لینا ہے کسی بھی قسم کی کوتاہی نا قابل معافی ہوگی۔عباس شاہ اور اسکے ساتھیوں کے ٹھکانے سے کچھ دور وہ آخری دفعہ ہدایات دے رہا تھا۔زمل بھی انکے پاس ہے یہ بات بھول کر بھی اس نے اپنے ساتھ اہلکاروں کو نہیں بتائی تھی۔کچھ دیر بعد ہمیں چھاپہ مارنا ہے یہ کہہ کر وہ سائیڈ پر چلا گیا اور فرحان گیلانی کو فون کرنے لگا۔

السلام وعلیکم چاچو۔رابطہ بحال ہونے پر کہا گیا۔

وعلیکم السلام بیٹا۔کیا صورتحال ہے۔انکی آواز اسے رندھی ہوئی محسوس ہوئی۔

میں دوپہر میں گھر آیا تھا زمل کے کمرے کی تلاشی لینے اور میری مطلوبہ چیز بھی ادھر مل گئی تھی۔میں آپریشن کرنے جا رہا ہوں۔زمل کا بھی پتہ لگ گیا ہے کہ وہ کہاں ہے۔آپ بس دعا کریں۔

آپریشن کیسا؟انہوں نے تعجب سے پوچھا۔

وہ۔۔۔چاچو۔عباس شاہ کوئی اچھا بندہ نہیں ہے وہ ایسے ہی لڑکیوں کو شادی کا جھانسہ دے کر پھنساتا ہے اور پھر دھندا کرتا ہے۔بدقسمتی سے زمل بھی اسکے ہاتھ لگ گئی ہے۔

آج صبح آپکی کال کے بعد جب میں پولیس اسٹیشن آیا تو میرے پاس ایک کیس لایا گیا۔جو عباس شاہ کے متعلق تھا۔ہم۔پولیس مقابلہ کرنے والے ہیں۔آپ دعا گو رہیں کہ ہم کامیاب ہو کر لوٹیں۔زمل کی وجہ سے آپریشن بہت اہم ہو گیا ہے میرے لیے۔وہ آہستہ آہستہ وضاحت کر رہا تھا۔

خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔فرحان صاحب نے اسے دعا دی اور فون بند کر دیا۔زوار لوٹ آیا اور مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا۔

ادھر عباس زمل کو لے کر پہنچ چکا تھا۔فائل میں کچھ معلومات پہلے ہی تھیں۔کچھ زوار کے بندوں نے پتہ کروائی تھیں وہ بھی بہت کم وقت میں۔اسکے حساب میں یہ بھی بہت دیر ہو چکی تھی۔مگر اسے جو بھی کرنا تھا بہت سوچ سمجھ کر کرنا تھا۔

یہ کپڑے اور زیور ہیں۔کچھ دیر تک ایک لڑکی تمہارا میک اپ کر جائے گی۔اور تھوڑی دیر میں مولوی صاحب آئیں گے نکاح کے لیے۔وہ چیزیں رکھتا ہوا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔زمل دوبارہ زوار کے متعلق سوچنے لگی۔

) تمہیں مسلہ کیا ہے جب شروع سے طے ہے تو پھر (وہ اٹھی

) میں نے کہا نا مجھے منگنی نہیں کرنی۔چلو ٹھیک ہے۔ڈائریکٹ شادی کرتے ہیں(

اس نے کپڑے اٹھائے اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

) مجھے یہ شادی نہیں کرنی منگنی تو دور کی بات ہے۔۔۔۔۔تم مذاق کر رہی ہو۔۔۔۔نہیں۔۔۔میں بالکل سیریس ہوں۔۔۔

باتھ روم کس دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھائی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

) میں وجہ پوچھ سکتا ہوں؟۔۔۔۔

میں پابند نہیں۔۔۔۔(

منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔

) میں نے کہا نا میں پابند نہیں۔۔۔۔(

اس نے ٹونٹی بند کی۔

) تو یہ بات بھی یاد رکھنا دلہن تو تمھیں میری ہی بننا ہے۔اور میری زندگی میں شامل بھی تم اپنی مرضی سے ہوگی۔

زبردستی کریں گے؟؟؟

اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔وہ بار بار پانی کے چھینٹے مار رہی تھی مگر اب کی بار جو آگ اسکے اندر تھی وہ کسی صورت نہیں بجھ رہی تھی۔

زمل کیوں اسے بار بار یاد کر رہی ہو جسکی تمہیں کبھی ہونا ہی نہیں تھا۔اس نے خود سے پوچھا۔

کیوں کہ تم اپنا بہت بڑا نقصان خود کر آئی ہو۔اسکے اندر سے آواز آئی۔

نہیں۔۔۔میں نے جو کیا ٹھیک کیا۔اس نے وضاحت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

نہیں۔۔۔غلط ہو تم۔۔۔بالکل غلط۔۔۔۔

کیا ہے عباس شاہ۔جسکے لیے تم اپنا گھر،اپنے ماں باپ،بہن بھائی چھوڑ آئی۔آواز آئی۔آئینہ دکھانے کی کوشش کی گئی۔

میں۔۔۔۔میں۔۔۔محبت کرتی ہوں اس سے۔

لکین محبت تو وہ بھی کرتے ہیں۔۔۔۔محبت نہیں بلکہ عشق۔۔۔۔عشق کرتا تھا زوارتم سے۔۔۔

مجھے اس سے شادی نہیں کرنی تھی۔

تو ایک یہی طریقہ بچا تھا کیا۔۔۔۔پوچھا گیا۔

پچھتائیں گی آپی آپ۔بعد میں نور کی آواز آئی۔

نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلانے لگی۔نہیں۔۔۔میں غلط نہیں ہوں۔۔۔۔لکین آوازیں اسکا پیچھا کر رہی تھیں۔پہلے سے زیادہ ہو رہی تھیں۔

محبت نہیں۔۔۔عشق کرتا تھا زوارتم سے۔۔۔۔عباس شاہ ہے کیا چیز۔۔۔

تم نے اسکے لیے زوار کو ٹھکرا دیا۔۔

اسے ٹھکرا دیا۔۔۔۔اسے۔۔۔۔جو عشق کرتا تھا تم سے۔۔۔

عشق کرتا تھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

عشق کرتا تھا۔۔

وہ۔وہ عشق کرتا تھا۔وہ ویسے ہی ناکا کھلا چھوڑ کر چلاتی ہوئی باہر نکلی تو سامنے بیوٹیشن بیٹھی تھی۔۔۔آپ ٹھیک ہیں نا ۔۔۔اس نے پوچھا۔۔۔وہ حواسوں میں لوٹی۔۔۔آں۔۔۔ہاں۔۔۔۔تم۔ ۔کب آئی؟عباس کہاں ہیں؟؟ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ باہر ہیں۔مجھے آپ کا میک اپ کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔آپ پلیز یہاں بیٹھ جائیں۔۔۔اس نے چیزیں نکالتے ہوئے کہا اور اسے تیار کرنے لگی۔تھوڑی دیر بعد ایک اور لڑکی کمرے میں آئی اور بیوٹیشن سے کہنے لگی کتنی دیر ہے۔مولوی صاحب آ گئے ہیں۔بس پانچ منٹ۔۔۔اس نے جواب دیا۔

زمل ویسے ہی بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔اس کے میک اپ کو فائنل ٹچ دینے کے بعد وہ باہر چلی گئی تو عباس شاہ مولوی صاحب اور کچھ گواہوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا تو فائرنگ کی آواز آنے لگی۔کیا ہو رہا ہے۔عباس شاہ کسی اور آدمی کو آواز دینے لگا۔

زمل آنکھیں بند کیے دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی۔

شاہ صاحب۔۔۔شاہ صاحب۔۔۔ایک آدمی چلاتا ہوا اندر آیا۔

اب منہ سے بھی پھوٹو کچھ۔عباس شاہ غصے میں بولا۔

پولیس نے حملہ کر دیا ہے۔بچ نکلنا مشکل ہے۔آنے والے شخص نے جواب دیا۔بکواس بند کرو۔عباس شاہ نے غصے میں جواب دیا۔

زمل آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔۔

سچ کہہ رہا ہوں شاہ صاحب۔۔۔آنے والا آدمی منمنایا۔اتنے میں پولیس کے جوتوں اور بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔اب کی بار عباس شاہ بھی پریشان ہوا تھا۔وہ باہر نکلنے لگا تو کسی نے ٹانگ مار کر دروازہ کھولا۔عباس نے دیکھا کہ اے۔ایس۔پی زوار اسکے خاص آدمی مکرم کو گردن سے پکڑے ہوئے تھا۔اور اسکے پیچھے اور اہلکار بھی تھے گرفتار کرو سب کو۔زوار نے آرڈر دیا۔سب اہلکار آگے بڑھے تو عباس شاہ نے بھاگنے کی کوشش کی۔ایک پولیس اہلکار نے اسکی ٹانگ میں گولی مار کر گرفتار کیا۔گولی کی آواز سے زمل ڈر گئی۔وہ بھاگ کر زوار کے پاس آئی۔سب کو گرفتار کرو۔اور باقی لڑکیوں کو پولیس اسٹیشن لے کر چلو۔زمل جو اسکے سینے کے ساتھ لگی کھڑی تھی بے ہوش ہو کر زوار کے بازوں میں جھول گئی۔اس نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اور ساتھی اہلکار کو ایمبولینس کا کہ کر باہر چلا گیا۔وہ کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسکا کوئی تعلق ہے اس کے ساتھ۔۔۔

وہ تھکے تھکے قدموں سے گھر میں داخل ہوا۔پولیس اسٹیشن سے وہ سب لڑکیوں کو انکے گھر محفوظ جگہ پر پہنچا آیا تھا۔گھر میں سناٹا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تھا۔سب فرحان گیلانی کے گھر تھے۔زمل ہسپتال ہے۔وہ انھیں بتا کر گھر آ گیا تھا۔وہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔گھر آنے کے بعد وہ یونہی بے مقصد بیٹھا رہا پھر ایزی ہو کر لیٹ گیا۔ابھی وہ لیٹا ہی تھا کہ زور سے فجر کی آذانوں کی آوازیں آنے لگیں ۔وہ لیٹا آذان سنتا رہا پھر اٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کی۔ریڈ نے بہت تھکا دیا تھا مگر وہ نماز باقاعدگی سے پڑھتا تھا کوئی رہ جاتی تو بعد میں قضا پڑھ لیتا۔نماز ادا کرنے کے بعد وہ پھر بستر پر لیٹ گیا۔اور ماضی کے دریچوں میں کھو گیا۔مگر اس بار اسکا دل ویران تھا۔وہ محبت اب بھی کرتا تھا مگر زمل کو پانے کی خواہش اب ختم ہو چکی تھی۔اسے اسکی خوشی عزیز تھی۔پہلے وہ اسکا خیال نہیں کر سکا تھا مگر اب وہ اسکا خیال رکھنا چاہتا تھا۔وہ اپنے لیے اب کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔وہ زمل سے بہت محبت کرتا تھا۔اس سے علیحدگی کے خیال سے ہی اسکا دم گھٹنے لگتا۔اس خیال سے اسے محسوس ہوتا کہ اسکے گرد دہکتے شعلے ہیں جو اسے جھلسا رہے ہیں۔اور جس دن سے زمل گئی تھی وہ تو جیسے مر ہی گیا تھا۔وہ واپس آ بھی گئی وہ اسے بازیاب کروا بھی لایا مگر اسکی اندرونی حالت جواب تھی وہ نہ رہ پائی۔اس وقت بھی جسمانی طور پر تو وہ بستر پر موجود تھا مگر اسکے احساسات مر چکے تھے۔احساس مر جائیں تو انسان ایک زندہ لاش بن جاتا ہے۔احساسات سے عاری انسان اور لاش میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

زمل ہسپتال تھی اور سب وہیں اسکے پاس تھے۔

رخسانہ بیگم اسے سوپ پلا رہی تھیں مگر زمل آنکھیں موندے لیٹی تھی۔

زمل پی لو نا بیٹا۔وہ ماں تھی۔اولاد کی غلطیوں کو۔معاف کر دینے والی۔سب بھول جانے والی۔

بابا ناراض ہیں نا مجھ سے؟ بہت خفا۔۔۔اسکی آواز میں کرب تھا۔

نہیں بیٹا۔۔وہ ناراض نہیں ہیں۔مگر تم انکا فخر تھی۔۔۔انکا مان تھی۔۔تم نے انکا اعتماد توڑا ہے۔وہ بہت شاکڈ ہیں۔تین دن سے کچھ نہیں کھایا انہوں نے۔لیکن وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔

آپ انھیں بلا دیں پلیز

اچھا میں انکو بلا کر لاتی ہوں۔تم آرام کرو۔وہ کہہ کر باہر چلی گئیں۔

فرحان ۔۔۔۔۔۔۔۔ہوں؟

کیا حال ہے؟

ٹھیک ہوں۔انہوں نے رخ بیگم کی طرف کیا۔

آپ زمل سے ناراض ہیں۔رخسانہ بیگم نے پوچھا۔مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے انھیں دیکھتے رہے۔

رخسانہ بیگم نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی اور دوبارہ گویا ہوئیں۔

وہ ملنا چاہ رہی ہے آپ سے۔

مگر میں نہیں ملنا چاہ رہا۔بہت تلخی سے چبا چبا کر کہا گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

فرحان وہ اولاد ہے ہماری۔بچوں سے غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ہمیں معاف کر دینا چاہیے۔انہوں نے سمجھانے کی کوشش کی۔

ہاں کر دینا چاہیے معاف۔جانتی ہوا گر بروقت یہ کیس زوار کے پاس نہ آتا تو کیا ہوجاتا۔وہ بروقت ریڈ نہ کرتا تو وہ کہاں ہوتی۔۔۔شکر کرو۔۔زوار نے ہماری عزت بچالی ورنہ پورے زمانے میں رسواء ہوتی۔اس سے اچھا تو مر جاتی وہ۔۔۔میرے اعتماد اور میرے پیار کا یہ صلہ دیا ہے اس نے۔سب بچوں سے زیادہ محبت کرتا تھا اس سے میں مگر وہ۔۔۔۔۔انکی آواز سے واضح تھا کہ وہ کتنے دکھی ہیں۔۔۔کتنی تکلیف میں ہیں۔۔۔کتنا ٹوٹ چکے ہیں۔کسی بھی وقت رو دینے کو ہیں۔انکی آنکھوں سے نمی نظر آرہی تھی۔

وہ انھیں سمجھ سکتی تھی مگر بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک ماں بھی تھیں۔وہ دونوں کے دکھ محسوس کر سکتی تھیں مگر کیا کرتیں وہ۔چپ کر کے سائیڈ پر بیٹھ کر آنسو بہانے لگیں۔

حوصلہ کرو رخسانہ بھائی صاحب بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔فرزانہ بیگم انکے پاس آ کر بیٹھیں۔

مجھے بتائیں بھابھی میں کیا کروں۔فرحان صاحب کو میں پہلے ہی باتوں باتوں میں کہہ چکی تھی۔مگر انہوں نے دھیان نہیں دیا۔ایسی باتیں چھپی تھوڑی نا رہتی ہیں۔کون بیاہنے آئے گا۔اپنے ساتھ ساتھ ہمارے لیے بھی مسلے کھڑے کر دیے ہیں۔انہوں نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔اللہ تعالی سب کے حق میں بہترین کرنے والا ہے۔اسکی ذات پر بھروسہ رکھو۔فرزانہ بیگم انھیں تسلی دینے لگیں۔

السلام وعلیکم !

وعلیکم السلام بیٹا۔زوار کے سلام کا جواب دے کر رخسانہ بیگم اٹھ کر چلی گئیں وہ بیٹھ گیا۔

زمل سے مل آ۔فرزانہ بیگم نے ساتھ بیٹھے زوار سے کہا۔مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔اور نیچے دیکھتا رہا۔

زوار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی۔

تم سے کچھ کہہ رہی ہوں۔

زوار خاموشی سے انھیں دیکھتا رہا۔

کیا ہوگیا ہے۔اس نے تو بیوقوفی کر لی تم کیوں کر رہے ہو۔

اسے تمہاری ضرورت ہے۔اسکے پاس جا۔

امی۔اسکے لہجے میں شکایت تھی۔جب اسکے دل میں اسکے خیالوں میں کوئی اور ہے تو میری موجودگی کچھ نہیں کرے گی۔مگر کوئی اور جو ہے اسکی اصلیت اسے معلوم ہوچکی ہے۔تو کم از کم میں پھر بھی وہاں کچھ نہیں کر سکتا۔

مگر میں کبھی بھی اسکے لیے اہم نہیں رہا۔اسکے لہجے میں آزردگی تھی۔

حالات بدل گئے ہیں۔فرزانہ بیگم نے کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں نے سب اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔امی۔وہ کہ کر اٹھ کر چلا گیا۔

وہ پیچھے ہکا بکا اسے جاتا دیکھتے لگیں۔دو دن بعد زمل گھر آ گئی تھی۔مگر زوار ایک بار بھی اسکے پاس نہیں آیا تھا۔

فرحان صاحب نے اسے معاف کر دیا تھا۔زمل اپنے کمرے میں لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

کیا کر دیا میں نے۔بے شک مجھے معاف کر دیا گیا ہے مگر زوار اسکے لیے اللہ تعالی مجھے کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔دل دکھایا ہے میں نے اسکا۔کتنی محبت کرتا تھا جسکا وہ بارہا اقرار کرتا رہا۔میں ہر بار اسکی محبت کو ٹھکراتی رہی۔وہ ہر بار اپنی انا کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کی مرتبہ اسکے پاس آیا۔اور اس نے کیا کیا اسکے ساتھ۔اسکی آنکھوں سے آنسو نکل نکل کر تکیے کو بھگو رہے تھے۔

کیا کر رہے ہو زوار؟ زوار اس وقت کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔جب حماد گیلانی اسکے کمرے میں آئے۔

بابا۔۔آپ۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ہاں۔بیٹھو۔فارغ ہو؟انہوں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

جی۔وہ ابھی تک حیران تھا کیوں کہ جب بھی انھیں کوئی بات کرنا ہوتی یا کوئی کام ہوتا وہ اسے اپنے کمرے میں بلا لیتے۔مگر آج وہ خود چل کر اسکے پاس آئے تھے۔وہ حیران نہ ہوتا تو کیا کرتا۔

کچھ بات کرنی تھی۔انہوں نے بات شروع کی

جی۔۔۔کہیے۔اسنے سر جھکا کر جواب دیا۔

دیکھو زمل نے جو کرنا تھا کر دیا۔بے شک اسکا واضح انکار ہم تک نہیں پہنچا تھا۔مگر کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا ہمیں۔اور ہم ابھی اسکا حل سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کیا جائے۔زمل بیوقوفی کر گئی۔یہ بات وقتی تو چھپ گئی مگر ایسی باتیں ہمیشہ نہیں چھپی رہتیں۔ابھی جوان ہے وہ۔۔۔ابھی شادی کرنی ہے اسکی۔مگر تب یہ سب کچھ اسکی راہ میں رکاوٹ بنے گا۔وہ مجھے تمہاری طرح ہی عزیز ہے پھر وہ میرے اکلوتے چھوٹے لاڈلے بھائی کی اولاد ہے۔اور میرا بھائی اسکی وجہ سے بہت پریشان ہے۔میں اسکی پریشانی بانٹنا چاہتا ہوں۔اسلیے آج ایک درخواست ہے تم سے۔زمل سے شادی کر لو۔انہوں نے بغیر کسی تمہید کے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

بابا زمل مجھے بہت پہلے انکار کر چکی ہے۔اور اپنی ناپسندیدگی کا بھی اظہار کر چکی ہے۔میں نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے خود کو اس سے محبت کرتے پایا ہے۔بابا محبت تو محبوب کی خوشی اسکی رضا کا نام ہے۔میں یہ کیسے بھول گیا۔لیکن اب میں یہ بات سمجھ چکا ہوں۔جس میں اسکی خوشی۔وہ جس سے چاہے گی جس سے کہے گی میں خود اسکی اسکے ساتھ شادی کرواں گا۔

وہ جیسے کہے گی میں ویسے کروں گا۔اس نے نہایت فرمابرداری سے جواب دیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مگر ایسے کیسے۔۔۔۔۔ایسے کیسے تم اسکی شادی کسی اور سے کرواگے جبکہ تم نے ابھی اقرار کیا کہ اب بھی تم اس سے محبت کرتے ہو۔اور یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔اب کی بار حماد گیلانی حیران تھے۔

وہ اداسی سے مسکرایا۔میں اسے چاہتا ضرور ہوں اور اسے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے میری زندگی میں شامل ہوگی۔مگر بابا اسکی مرضی نہیں ہے تو میں زبردستی نہیں کرسکتا۔اسکے لاشعور میں اس بابا کی آواز گونجی جو حالات کے پیش نظر اسکے ذہن سے فراموش ہوچکی تھی۔اس نے اس خیال کو جھٹکا۔مگر آپکا ابھی بھی اقرار ہے تو زمل سے پوچھئے پہلے۔کیوں کہ میں بہت پہلے اپنی درخواست اللہ کی بارگاہ میں پہنچا چکا ہوں۔جو اسکی رضا۔

اسکے جواب پر حماد گیلانی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپی۔تایا ابو آئے ہیں آپکو بلا رہے ہیں۔زمل اپنے کپڑوں والی الماری ٹھیک کررہی تھی جب نور نے کہا۔آرہی ہوں۔۔تم چلو۔اس نے نور کو بھیج کر ایک نظر اپنے حلیے کو دیکھا۔اور دوپٹہ ٹھیک کرکے کمرے سے نکل گئی۔سلام کر کے وہ ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئی۔

کیا ارادے ہیں نیکسٹ بیٹا؟ حماد گیلانی نے بات شروع کی۔کیا سوچا ہے آگے؟

کچھ بھی نہیں۔اس نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

ہوں۔انہوں نے ہنکارا۔پھر۔!ہم سوچ رہے تھے کہ جتنی جلدی ہوسکے آپکی اور سعد کی شادی کردی جائے۔انہوں نے بلاتمہید کہا۔آپ کیا کہتی ہیں؟

جیسے آپ سب کی مرضی۔جو کہیں گے مجھے قبول ہے۔اسکی آواز رندھی ہوئی تھی۔آنکھوں میں نمی واضح نظر آرہی تھی۔وہ جو کرچکی تھی اسکے بعد وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکے بڑے یہ فیصلہ کریں گے۔وہ اور سعد۔۔۔۔۔۔وہ ماں گیا کیا؟ وہ کیا چاہتا ہے۔اسکی مرضی کیا ہے؟؟وہ اسے قبول کربھی لے گا یا نہیں۔اسکا کیا قصور تھا۔۔۔۔زوار۔۔۔۔ہاں اسکا کیا۔۔۔۔۔وہ کیوں شادی کرتا مجھ سے۔یہ سب کچھ جو اسکے دماغ میں چل رہا تھا۔وہ چاہ کر بھی نہیں پوچھ سکتی تھی۔اس لیے وہ خاموشی سے اپنے اندر آنسو اتارنے لگی۔میں نے ہی دھتکارا تھا تو اب افسوس کیسا۔اس نے سوچا۔اسکی کیفیت فرزانہ بیگم نے شائد نوٹ کرلی تھی تو کہنے لگیں۔۔۔آپ اندر جابیٹا۔پیچھے بڑے شادی کے بارے میں بات کرنے لگے۔اور ایک ہفتہ چھوڑ کر رخصتی کی تاریخ رکھ دی گئی۔سب ایسے خوش تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔لیکن زمل کا اندر ویران تھا۔وہ حیران تھی کہ کیا یہ سب کچھ بھی ہوسکتا تھا اتنا کچھ ہونے کے بعد۔لیکن سعد والی بات بھی اسے ہضم نہیں ہورہی تھی۔خیر ایک ہفتہ گزر گیا پتہ بھی نہیں چلا۔بالآخر نکاح کا دن آپہنچا۔زوار اس دن بھی چپ تھا حالانکہ اسکی زندگی کا بہت بڑا دن تھا۔اسکے لیے کتنا انتظار کیا تھا اس نے۔ہر بار اپنی انا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اپنی خودداری کو پیچھے کر کی آ گے بڑھا مگر۔۔۔۔۔

نکاح کے کاغذات پر دستخط کر کے بھی اسے کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔اسے زمل اسکی اپنی مرضی سے مل گئی تھی۔مگر اسکے خیالات جاننا بھی ضروری تھے۔وہ اس بات سے بھی بے خبر تھا کہ زمل کو گھر والوں نے کیا بتایا ہے۔دوسری طرف زمل بھی آنے والے وقت سے خوفزدہ تھی۔وہ خود میں سعد کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پا رہی تھی۔ایک ہی گھر میں زوار کے سامنے سعد کی بیوی بن کر رہنا کتنا مشکل ہوگا۔سب کچھ بخیر وعافیت ہو گیا اور وہ وقت بھی آ گیا جب اسے اپنے باوا کے گھر سے وداع ہو کر شوہر کے گھر جانا تھا۔اپنے مجازی خدا کے پاس جسکے پاس اسکے سرے حقوق تھے۔فرحان گیلانی اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اپنے پر قابو نہ رکھ پائے اور انکے آنسو چھلک پڑے۔اور پھر وہ رخصت ہو کر زوار گیلانی کے کمرے میں آ گئی۔

اسے حجلہ عروسی میں پہنچا دیا گیا تھا۔وہ اکیلی تھی۔اور آنے والے وقت سے ڈر رہی تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔اس نے نظریں اٹھا کر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔اسکی نظریں سامنے لگے آئینے پر پڑیں۔اس نے اپنا عکس دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئی۔اسکا دل اتنا ویران تھا کہ اس نے تیار ہونے کے بعد خود کو دیکھا بھی نہیں تھا اور اب دیکھا تو وہ حیران تھی۔سونے دل اور سونی آنکھوں کے ساتھ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اسے کوئی اور اس روپ میں دیکھنا چاہتا تھا مگر اب وہ کسی اور کی دلہن تھی۔اسنے سوچا۔وہ خود میں کھوئی ہوئی تھی کہ باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔وہ چونک کر سنبھل کر بیٹھ گئی۔دروازہ کھلا اور پھر کوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے پاس آ کر بیٹھا۔زمل نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔کتنی ہی دیر گزر گئی تھی وہ کچھ نہ بولا۔اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ اسکے پاس بیٹھا سر جھکائے بہت گہری سوچ میں تھا۔اس نے حیرانی سے پہلو بدلا تو اسکی چوڑیوں کی کھنک سے وہ اپنی سوچوں کے گرداب سے باہر نکلا۔اب وہ کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔

آپ؟ وہ حیرانی سے بولی

ہاں۔۔کیا ہوا؟؟ زوار نے پوچھا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

کیوں مجھے نہیں ہونا چاہیے تھا یہاں۔

نہیں۔میرا مطلب کہ میری شادی تو سعد سے ہوئی تھی جبکہ۔۔۔۔۔

زمل نے اسکے حلیے پر غور کرتے ہوئے جواب دیا۔

ایسا کس نے کہا آپ سے۔

تایا ابا نے۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ایک منٹ۔۔۔۔۔بابا نے؟ اوہ!

زوار مسکرایا۔تو زمل اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

مذاق کیا تھا آپ سے۔مطلب

مطلب کہ جان بوجھ کر کہا تھا ایسا۔اور ایسا سب نور کے کہنے پر ہوا ہے۔اسکا کہنا تھا کہ آپ نے سب کو اتنا تنگ کیا تو تھوڑا سا ہمیں بھی تنگ کرنا چاہیے۔زوار نے اسے ساری بات بتائی۔

نور کی بچی کو تو میں دیکھ لوں گی۔اس نے غصے میں سوچا۔نور کو کچھ مت کہیے گا۔اس پلان میں میں بھی شامل تھا۔اور بڑوں کو بہت مشکل سے منایا تھا ہم نے۔زوار نے مزید بتایا۔

آپ لوگ۔۔۔۔۔۔

اچھا چھوڑو نا۔۔۔مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے۔

جی۔کہیے۔

اپنی نئی زندگی شروع کرنے سے پہلے میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔مجھے آپ سے کتنی محبت تھی یہ کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔آپ سے بھی نہیں۔اور خدا گواہ ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر میں نے آپکو۔۔۔آپکے ساتھ کو سجدوں میں مانگا ہے۔بہت گڑگڑایا ہوں آپ کے لیے میں اس ذات کے سامنے۔آپکو یاد ہی ہوگا میں نے کہا تھا کہ آپکو حاصل کرنا میری بھی انا ہے مگر آپ میری زندگی میں شامل بھی اپنی مرضی سے ہوں گی۔مگر جیسے جیسے آپکا انکار بڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ سب ہونا ناممکن ہے۔مایوسی گناہ ہے۔مگر میں مایوس ہونے لگا۔لیکن ساتھ ہی مجھے رحمٰن پر بھی یقین تھا۔مگر میں پھر بھی ڈگمگا جاتا تھا اور یہ سب اس حد تک ہو گیا کہ میں الوزن کا شکار ہونے لگا۔مجھے آپ نظر آنے لگیں۔میں آپ سے باتیں کرنے لگا۔مگر پھر آپ۔۔۔۔۔آپ۔۔۔وہ کہتے کہتے رکا۔یقین کریں میں اس دن ٹوٹ چکا تھا۔ریڈ کرنے سے پہلے میں اللہ کی سامنے سربسجود ہوا تھا۔آپ نے ہمیشہ یہ کہا کہ آپکو شادی نہیں کرنی۔آپ۔کسی کو پسند کرتی ہیں یہ کبھی نہیں بتایا۔آپ ایک مرتبہ مجھے کہتیں میں خود چاچو کو سمجھا لیتا مگر۔۔۔۔۔خیر مجھے اب بھی نہیں پتہ کہ آپکی مرضی شامل ہے یا نہیں۔یا صرف یہ بڑوں کا فیصلہ ہے۔آپ جب چاہیں مجھے کہ دیں میں آپکو آزاد کر دوں گا۔کیوں کہ اب بھی آپ نے سعد کے نام پر شادی کی ہے۔

زوار۔زمل نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔کیا کہ رہے ہیں آپ۔زوار اسے دیکھنے لگا۔وہ میری بیوقوفی تھی۔میں آپکو۔۔۔آپکی محبت اور آپکے عشق کی شدتوں کو سمجھ ہی نہ سکی۔یقین کریں آپکے جذبات کی صداقت پر اسی دن یقین آ گیا تھا جس دن میں گھر سے گئی تھی۔میں لاشعوری طور پر آپکا اور عباس شاہ کا موازنہ کرنے لگی۔آپ ہر جگہ مجھے بے قصور اور معصوم نظر آئے۔ایک پل کو میرے دل میں یہ خواہش بھی جاگی کہ کاش میں آپکا ہاتھ تھام لیتی۔یا کاش آپ مجھے عباس کے پاس سے لی جائیں اور میں باقی زندگی آپکے ساتھ گزار سکوں۔اس لمحے مجھے ادراک ہوا کہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے مگر مجھ پر ظاہر بہت دیر سے ہوئی۔مجھے نہیں اندازہ تھا کہ وہ قبولیت کی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گھڑی تھی ورنہ آپکے ساتھ کے علاوہ آپکی محبت بھی ضرور مانگتی . میں۔۔۔میں آپکی مجرم ہوں۔جو چاہے سزا دے لیں مگر میرا نام جو آپکے نام کے ساتھ جڑا ہے بس اسے جدا مت کیجئے گا۔وہ زوار کے سینے میں سر چھپا کر رونے لگی۔

میں کبھی بھی ایسا کرنے کا نہ سوچتا زمل مگر تمہارا رویہ ایسا تھا کہ مجھے کہنا پڑا یہ سب کچھ۔۔۔تم کہ رہی ہو کہ کاش تم میری محبت کی دعا مانگ لیتی مگر میں تو اب بھی عشق کرتا ہوں تم سے۔اتنا ارزاں کیوں سمجھ لیا خود کو یا تم نے مجھے اتنا گرا ہوا سمجھ لیا کہ میں اپنی محبت کو چھوڑ دوں گا۔میں چپ تھا کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔اور اس نے مجھے مایوس نہیں ہونے دیا۔یہ عشق تو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔۔۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ کتنی محبت کرتا ہوں میں۔۔۔۔۔اندازہ نہیں لگا سکتی کہ تم میرے لیے کتنی اہم ہو۔کتنی ضروری ہو۔ جیسے انسان کو زندہ رہنے کے لیے آکسیجن ضروری ہے۔ویسے میری زندگی کے لیے تم ضروری ہو۔اب جب کہ ہم ایک ہو ہی چکے ہیں تو آیندہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھوں۔تکلیف دیتے ہیں یہ مجھے۔اس نے زمل کو اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے کہا۔اسکے ساتھ وہ خود بھی رونے لگا تھا۔

آپ خود بھی تو رو رہے ہیں۔زمل نے سر اٹھایا تو اسے روتے دیکھ کر کہا اور اسکے آنسو صاف کرنے لگی۔

یہ تو بس یونہی۔وہ خفیف سا مسکرایا

مرد بھی روتے اچھے لگتے ہیں بھلا۔

کچھ زیادہ ہی جلدی یاد آ گیا آپکو جب خود رلایا وہ سب۔۔۔۔۔

اچھا نا۔۔۔سوری۔۔۔زمل نے سر جھکایا۔زوار اسکے قریب ہوا اور اسکے ماتھے پر اپنی مہر محبت ثبت کرتے ہوئے بولا۔جا کیا یاد کرو گی ۔معاف کیا۔اسکے کہنے پر زمل مسکرانے لگی تو زوار نے بھی مسکراتے ہوئے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔کھڑکی کے اس پار ستاروں میں گھرا چاند بھی انکے ملن پر مسکرا رہا تھا۔اب ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

تم ایک لڑکی

جس سے مجھے محبت تھی

جو اس سے باخبر تھی

تم پیاری سی لڑکی

جو میرے جذبات کو جھٹلاتی تھی

جو انکار کرتی تھی مجھ سے شادی پر

تم بھلا کیسے نہ ہوتی میری

کیونکہ میں نے تو

مانگا ہے تجھے سجدوں میں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

عید کا چاند نظر آ گیا

ہادی خان

کیلنڈر پر 15 جون 2018 کی تاریخ چمک رہی تھی۔اس تاریخ کو دیکھ کر فریحہ اداس ہوگئی۔

فریحہ یہ کیا چاند رات پر تم نے پھر سے منہ بنایا ہوا ہے۔۔تو کیا کروں؟ مجھے سب کی بہت یاد آتی ہے۔فریحہ رونے لگی۔۔۔۔چلو میں بھی روتا ہوں ساتھ کیونکہ مجھے بھی تم بہت یاد آتی ہو۔۔اذان علی مذاق میں فریحہ کا موڈ بدلنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔اچھا ! نہیں نہیں رونا نہیں۔۔۔آپ نے ابھی تک اپنی وردی بھی نہیں بدلی کیا کرتے ہیں آپ بھی نہ اپنا ذرا خیال نہیں رکھتے۔۔فریحہ معصومیت سے ڈانٹتے ہوئے بولی۔۔۔۔کیا میں وردی میں عید بھی نہیں منا سکتا؟۔اذان علی کو جیسے صدمہ لگ گیا۔۔۔۔جب دیکھو فوجی بن کر گھومتے رہتے ہیں۔۔کبھی میرے لئے بھی وقت نکال لیا کریں۔۔فریحہ نے منہ بسور کر کہا۔چلیں پھر آج سے وردی پہننا بند میں گھر پر ہی رہوں گا۔۔اذان علی نے فریحہ سے کہا۔نہیں اذان میرا مطلب یہ نہیں تھا۔۔

۔۔یہ وردی تو میرے لئے فخر ہے۔۔۔۔یہ وردی ہی تو ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنی قسمت پر رشک آتا ہے اور میں اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اللہ نے میری خواہش پوری کر دی۔فریحہ جذباتی اور جوش کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اچھا !تو یہ سب وردی کی وجہ سے ہے؟ تو پھر اسی وردی سے ہی شادی کر لیتی۔۔۔میری تو ادھر کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے۔اذان علی نے فریحہ کو تنگ کرنے کیلئے کہا۔۔۔۔

اچانک کسی نے کمرے کی بتی جلادی۔۔۔۔

اپیا آپ کی چائے۔۔مسکان کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے فریحہ کسی سے بات کر رہی ہو۔۔چائے وہاں میز پر رکھ دو۔۔۔اور جاتے ہوئے دروازہ اور بتی بند کرتی جانا۔۔۔۔فریحہ نے مڑ کر جواب دیا اور دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

۔اپیا کس سے بات کر رہی ہیں؟۔مسکان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔کسی سے بھی نہیں ۔۔۔۔فریحہ نے نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔۔اپنے سوال کا جواب ملتے ہی مسکان بتی اور دروازہ بند کرتے ہوئے باہر چلی گئی۔*

نہیں نہیں ! آپ نے بس نہیں جانا تو نہیں جانا۔۔۔فریحہ صاف انکار رہی تھی۔اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ آرڈر آیا ہے اور حالات بھی خراب ہیں میرا جانا ضروری ہے میں انکار نہیں کر سکتا یہ میرا فرض ہے میں جان تو دے سکتا ہوں مگر اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔اذان علی نے فریحہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ہماری شادی کو ابھی دو مہینے ہوئے ہیں اور آپ۔میں جلد آجاوں گا۔تم فکر مت کرو۔۔اذان علی نے فریحہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

مگر اب تو بس 5 دن باقی ہیں عید میں اور آپ کب آئیں گے؟۔۔فریحہ جذباتی ہو کر پوچھ رہی تھی۔میں آجاوں گا۔۔۔تم فکر مت کرو۔۔۔مجھ پر یقین رکھو۔۔اذان علی نے فریحہ کو یقین دلایا۔کیپٹن اذان علی اگر آپ اس عید پر گھر تشریف نہ لائے تو میں کبھی بھی عید نہیں مناوں گی۔۔۔۔فریحہ نے اذان علی کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔اچھا نہ بابا آجاوں گا۔فکر نہ کرو اور عید ہم سب ساتھ ہی منائیں گے۔۔اذان علی نے فریحہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا

وہ کیلنڈر دیکھ لیں آج 21 جون 2017 ہے۔ٹھیک آج سے 5 دن بعد عید ہے اگر آپ عید پر نہیں آئے تو میں کبھی بات نہیں کروں گی اور نہ عید مناوں گی۔۔فریحہ نے پھر سے خبردار کیا۔۔

تم بس دیکھنا میں وقت سے پہلے آجاوں گا۔۔۔۔اب مسکراو اور مجھے مسکرا کر اللہ حافظ بولو۔۔۔اذان نے فریحہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا اللہ حافظ۔۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔****بس ایک کپ چائے۔۔کیا میں ایک کپ چائے نہیں پی سکتا؟۔۔اذان نے فریحہ سے شکایت کی۔مسکان کو نہیں معلوم آپ بھی ہیں کمرے میں (بقیہ صفحہ نمبر 237 پر)

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

شاعر "وسیم سہیل"

کتاب "ابہام " "عکسِ جاناں "

تبصرہ نگار: ریحانہ اعجاز

اس وقت میرے سامنے دو شاعری کی کتابیں دھری ہیں، جنہیں میں نے وقتاً فوقتاً پڑھا ہے، کبھی سونے سے پہلے تو کبھی جاگنے کے فوراً بعد، کبھی صبح میں تو کبھی شام میں، کبھی موسم انجوائے کرتے ہوئے تو کبھی تنہائی کا مزہ لیتے ہوئے، اور ہر بار ان میں لفظوں کا پیراہن اوڑھے خوبصورت غزلوں اور نظموں نے وقت کے بدلتے انداز و مزاج کا بھرپور ساتھ دیا،

جی یہ دونوں کتابیں "عکسِ جاناں "اور "ابہام "نامور شاعر "وسیم سہیل " کی خوبصورت شاعری سے مزین ہیں،

"عکسِ جاناں "

یہ ڈیرہ اسماعیل خان کے پرجوش و حساس نوجوانوں کے دلی جذبات و احساسات کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس میں اپنے محبوب سے شکوے شکایات کے ساتھ ساتھ ہجر و وصال کا تذکرہ کیا گیا ہے، وسیم بھائی کی شاعری گاہے گاہے نظروں سے گذرتی رہی ہے لیکن مکمل کتاب کا مطالعہ کرنے سے سیان کی شخصیت کے اسرار کھل کر سامنے آئے ہیں،

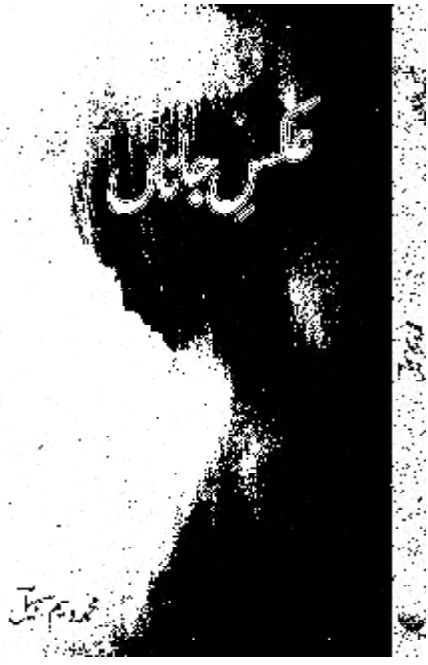

وسیم بھائی کی شاعری کی خاص بات کہ ان کی شاعری میں لفظوں کی بنت مین ملمع کاری نظر نہیں آتی، صاف اور سادہ الفاظ، یں اپنا مطمع نظر اپنے قاری سے بیان کرنے میں بخوبی کامیاب رہے ہیں،

صفحہ اول کا پہلا شعر ہی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا بیٹھا کہ۔۔۔

میری سانسوں میں تیری اہٹ ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مجھ میں اتنا کیا سفر تو نے

،اسی طرح ایک طویل نظم کی چند لائنز میں زندگی کا مکمل فلسفہ چھپا ہے کہ،

زندگی کیا ہے۔؟۔

حیات اک بوسیدہ قبر

کہ جس میں۔۔۔دفن ہیں

ارمان

کچھ تیرے کچھ میرے

،،،،،

نظم ہو یا غزل سب ہی میں جیسے شاعر نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے،

جیسے کہ اک غزل

نام لکھ کے میرا کاغذ پہ مٹانے والے

یاداں گا تجھے مجھ کو بھلانے والے

میری آنکھوں کے کناروں پہ ستارے اترے

دیکھ لو آ کے مجھے چھوڑ کے جانے والے

یا جیسے یہ غزل،

بات دل کی جو بتانی ہے بتاں کیسے

دور مجھ سے وہ گیا پاس بلاں کیسے

وہ مقدر میں اگر میرے نہیں یارو

اپنی تقدیر جگاؤں تو جگاؤں کیسے

عشق و محبت، ہجر و وصال کے علاوہ بہت سے مختلف موضوعات بھی وسیم بھائی کی شاعری کا حصہ ہیں جیسے، یکم مئی، عید، فرکا کوٹ، ہیروشنزیما، پارلیمنٹ، ہر موضوع پر طبع ازمائی بتاتی ہے کہ شاعر کو ہر موضوع پر لکھنے کے لیئے الفاظ پر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مکمل گرفت حاصل ہے،

ابہام "

ابہام شاعر وسیم سہیل کا آزاد نظموں پر مشتمل تازہ مجموعہ کلام ہے جو رواں سال 2018 میں پبلش ہوا ہے، سب سے پہلے ایک اور شعری مجموعے کی اشاعت پر شاعر کو دلی مبارکباد، بہت خوشی ہوئی کہ یہ ساتواں شاعری مجموعہ ہے جو وسیم بھائی کا مارکیٹ کی زینت بنا ہے، اللہ ترقی و کامیابی کا یہ سلسلہ جاری و ساری رکھے،

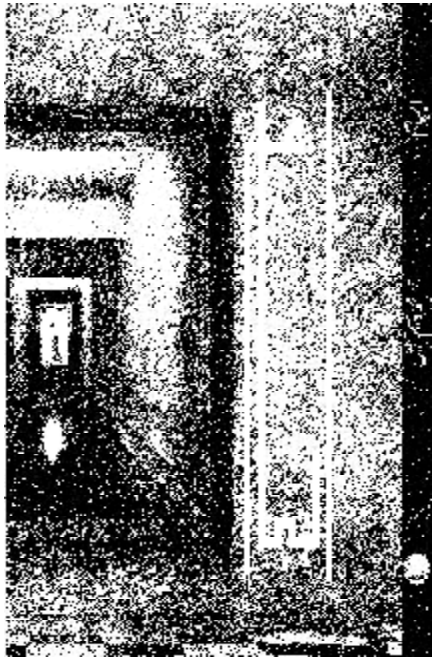

اس کتاب میں غزلیات نہیں بلکہ شاعر نے صرف نظموں کو اپنا مشقِ سخن بنایا ہے اور اپنے دل کی ہر خواہش نظموں میں بیان کی ہے پھر چاہے وہ نظم "چائے "پر ہے یا سانحہ اے، پی ایس پشاور پر، چاہے "ماہِ صیام "پر ہو یا "رات "پر ہر نظم اپنے اندر اک جہان آباد کیئے ہے، "ماں، محبت، درد، آنکھیں، عکس، یادیں، آسمان ،خوشبو، فاصلے، پھول، غرض ہر ہر موضوع پر بہترین نظمیں لکھ کر شاعری کی دنیا میں بہت سی بہترین نظمیں تخلیق کی ہیں، جو یقیناً پڑھنے والے کے دل میں اتر جائیں گی، بلاشبہ شاعر کو ہر موضوع پر لکھنے میں کمال اور کمال کی دسترس حاصل ہے، میری دعا ہے کامیابیوں کا یہ لامتناہی سلسلہ یونہی جاری ساری رہے، آخر میں "ابہام "سے چند نظمیں، آپ سب کی نظر،

کرچی کرچی خواب
میری بنجر آنکھوں میں
جب بھی تیرے خواب
جیسے ہی ٹکراتے ہیں
تو کرچی کرچی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہو کے خواب
آنکھیں میری بھر جاتے ہیں
لیکن۔۔۔!
خود جو مر جاتے ہیں،

طواف

دل کی ویران دھرتی پر
جب بھی بیٹھ کے دھڑکن
تمہارا ورد کرتی ہے
تو۔۔۔۔
روح کی راگنی بھی تب
عقیدت کی ردا اوڑھے
اس ویران دھرتی کا
کرتی ہے طواف اکثر

"ماں

پپلیوں کی ٹہنی پر
پر و کے اوس کے قطرے
میں جب بھی
"ماں " کے پاس جاتا ہوں
میری خواہش
مقدر میں
میرے موجود ہوتی ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ساس بہو کی نوک جھونک

نبیلہ خان

اے بی: ہمارے وقتوں میں بہوؤں کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ پلٹ کے کچھ پوچھ ہی لیں
اللہ بخشے میری ساس کو... انکے سامنے تھر تھر کانپتے تھے
ایک ہماری بہو ہے مجال ہے کسی بات میں ہم سے مشورہ تو دور کی بات، بھنک ہی نہیں پڑنے دیتی....
بالا ہی بالا تمام معاملات طے کرنے کے بعد شوہرِ نامدار کو این او سی جاری کرتی ہے کہ چلو اب اماں باوا کو بتا دو جو کارنامہ وہ سرانجام دے چکی ہوتی ہے محترمہ....
میری ساس محلے کی پھاپھا کٹنی: زکیہ خالہ کے سامنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف تھیں
ارے اماں: آپ کیوں زکیہ خالہ کو اپنیگنا ہوں مین شامل کر رہی ہیں پہلے ہی بیچاری کی نیکیاں گنی چنی ہیں
اوپر سے آپ غیبت کر کے انکی اور اپنی نیکیاں میرے کھاتے میں ڈالنے میں مصروف ہیں...
میرے اچانک کمرے سے باہر آنے پر دونوں خواتین کے چہرے دن رات کا منظر پیش کرنے لگے..
ارے بہو: میں تو اپنی ساس کی سخت گیری کو بتا رہی تھی کہ کیسے ہم چاروں بہوؤں کی گردنوں پر پیر رکھے رکھتی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تھیں،،،،

اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے

اماں بیچاری بغلیں جھانکتے ہوئے بات کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگیں جبکہ زکیہ خالہ نے جھٹ برقع سر پہ رکھا اور اماں کو سلام جھاڑتے ہوئے باہر کی راہ لی،،،

میں نے گیٹ سے جھانکا تو اسے صفیہ کے گھر میں گھستے دیکھا تا یقین ہو گیا کہ وہ ابھی کی تازہ کاروائی اسکے گوش گزار کر کے ہی سکون پائے گی، کیونکہ اسکی خود اپنی بہوون سے کبھی بنی نہیں تھی اس لیے ہر ساس بہو کو آپس میں لڑوا کر اسکی بے چیں روح کو شاید کچھ تسکین ملتی تھی

میں نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے سوچا کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے اور عورت ہی ظالم و مظلوم

اماں یہ دیکھیں آپ کے لیے یہ سوٹ لائی ہوں پرنٹ دیکھیں؟

مجھے آپ کے لیے یہ بہت پسند آیا تو سوچا لے لوں...

میں نے سوٹ اماں کی گود میں رکھتے ہوئے اماں کے چہرے کی طرف اس امید سے دیکھا کہ شاید انہیں خوشی ہو گی

جہان ایک لمحے کو تو واضح پسندیدگی جھلکی مگر دوسرے لمحیا مان نے دوبارہ سے بیزاری طاری کرتے ہوئے سرسری سا دیکھ کر ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا

اے بہو: اس کی کیا ضرورت تھی، اچھے بھلے کپڑے تو ہین میرے پاس، بلاوجہ کا خرد یتی ہو بات بات پہ ویسے بھی میرے بچے کی حق حلال کی کمائی ہے، یوں بات بات پہ خرچ کرنا ٹھیک نہیں، خون پسینہ ایک کر کے کماتا ہے تب گھر کی دال روٹی چلتی ہے اور تم منٹوں میں اڑا

دیتی ہو،، میں جو امان کا دل جیتنے کے لیے جانے کیا کیا جتن کرتی تھی سب کچھ دھرے کا دھرا رہ جاتا . اماں میرے لائے گیے تحفوں کے جواب میں اپنی ساس کے قصے لے کہ بیٹھ جاتیں،

آپ بھی نا اماں: کیا کیا سوچتی رہتی ہیں

"ثاقب" کوئی مزدور تھوڑی ہیں، ملٹی نیشنل کمپنی کے مالک ہیں سارا سارا دن اے سی کہ ٹھنڈی ہواوں مین رہتے ہیں چار چار گاڑیوں کے مالک ہین چھ ماہ ملک سے باہر رہتے ہیں، مگر آپ تو اتنا دردبھرا نقشہ کھینچتی ہین کہ جیسے سارا دن اینٹ گارا ڈھوتے ہیں اور میں انکی کمائی اڑا دیتی ہوں

مین نے خاصہ بدمزہ ہوتے ہوئے بات کو مزاق مین اڑانا چاہا...

ہاں ہاں تم تو چاہتی یہی ہو کہ اب میرا بچہ بیچارہ اینٹ گارا ڈھوے

اری ناشکری عورتین ہی ہیں اجکل کی،،،

کام کی نہ کاج کی، دشمن اناج کی،،

اماں کی لن ترانی پر مین ہکا بکا انہین دیکھتی رہ گیی اور وہ سوٹ کو بغل میں دبائے یہ جا وہ جا،،، واقعی سچ ہے، دنیا کی کبھی نہ راضی ہونے "مخلوق" عورت ہی کہلاتی ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

احساس

خالد جان (کوئیٹہ کینٹ)

جب بھی ہم اپنے اردگرد کسی کے منہ سے بھای کا لفظ سنتے ہیں تو ہمیں ایک مضبوط سا رشتہ یاد آ جاتا ہے اور وہ رشتہ ایک بھای کا بہن سے اور ایک بھای کا بھای سے ہوتا ہے۔لیکن افسوس آج کل ہمارے معاشرے میں بہت ہی کم لوگ اس رشتہ سے جڑیں تمام فراض سرانجام دیتے ہیں اور پھر ایک اچھے بھای کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

ہمیشہ کی طرح آج پھر اسلم کی کاپی نامکمل تھی ساجد صاحب نے attendance لینے کے بعد جب ریاضی کی کاپیاں چیک کی تو اسلم کی کاپی نامکمل تھی اس پر اسے ہمیشہ کی طرح کی ڈنڈے بطور انعام ملیں . ساجد صاحب نے اسلم سے غصے میں کہا"" کیا مسلہ ہے تمہارا ہمیں بھی بتا ... نہ تو تم کاپی مکمل کرتے ہو اور نہ کچھ یاد کرتے ہو.....اور پھر نوابوں کی طرح کلاس میں سو کر نیند بھی پورا کرتے ہو.... مت کرو نا پوری رات آوارا کردی تا کہ تمہیں کلاس میں نیند نہ آئے ....."" اسلم کو ایسی کہی باتیں سننے پڑتیں اور اس کمزور جسم پر کی ڈنڈو کے درد بھی سہنے پڑتے۔

ساجد صاحب کلاس انچارج تھے لہذا پہلا پیریڈ بھی اس ہی کا تھا. پہلے ہی پیریڈ سے اسلم کے مار کھانے کا سلسلہ شروع ہوتا اور چھٹے پیریڈ تک جاری رہتا . اور کبھی کبھار کسی استاد کہ نہ آنے کی وجہ سے اسے بہت خوشی ہوتی اور کچھ دیر کے لیئے سکون بھی مل جاتا۔ .اسلم ایک پراویٹ اسکول میں پڑھتا تھا جہاں لڑکیں اور لڑکیاں ایک ہی کلاس میں بیٹھ تے تھیں. ۔اسلم اس پراویٹ اسکول میں کبھی نہیں پڑھ پاتا اگر اس اسکول کا پرنسپل اس کے والد

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

) جمشید (کے بچپن کا دوست نہ ہوتا۔ کیونکہ اس اسکول کا فیس بہت ہی زیادہ تھا۔ لیکن پرنسپل صاحب اسلم اور اس کی دو بہنوں سے بہت ہی کم فیس لیا کرتا تھا ۔ اسلم پانچویں جماعت میں تھا جبکہ اس کی دونوں بہنیں دوسری جماعت میں تھیں ۔ ۔ اسلم کے کلاس میں بہت سی لڑکیاں تھیں لیکن اسے صرف حسینہ ہی اچھی لگتی. حسینہ ہمیشہ اسلم کو نصیحت کرتی کہ وہ اپنی پڑھای پر توجہ دے اور یہ سن کر اسلم اکثر اسے مثبت میں سر ہلاتا. سچ کہتے ہیں جس کے دل میں آگ لگتی ہے جلنے کا بھی اسے ہی پتا ہوتا ہے ۔ جس پر جو گزرتا ہے اس کا علم اسے ہی ہوتا ہے باقی تو صرف مشورے ہی دیا کرتے ہیں۔ .....

اسلم اسکول سے چھٹی کے بعد سکندر استاد کے گیرج چلا جاتا اور رات دیر تک وہی پر کام کرتا رہتا تھا۔ جب وہ کام سے فارغ ہو جاتا تو اسکا استاد اسے اس کی مزدوری کے تین سو روپے دے دیا کرتے ۔ اور وہ بازار سے والد کی دوایاں یا کھانے پینے کی اشیاں خرید کر گھر چلا جاتا تھا۔ گھر کے تمام کام وہ خود ہی کیا کرتا تھا۔ اس کی ماں بہت عرصہ پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔ اور والد کسی حادثے میں معذور ہو گیا تھا۔ پہلے محنت مزدوری کر پاتا تھا لیکن اب اس قابل نہیں تھا کہ کوہی کام کر سکے ۔ لہذا تمام تر ذمہ داریاں اسلم کے سپرد تھے۔ گیرج میں کام کرنے کی وجہ سے وہ اتنا تھکا ہوا ہوتا کہ اسکول کا کام نہیں کر پاتا تھا۔ .....

ہر انسان کی زندگی میں کچھ خواہشات ہوتے ہیں اور ان خواہشات کے ساتھ کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں اور یہی مجبوریاں انسان کو اس کی خواہشات سے الگ کر دیتے ہیں.

بلکل ایسا ہی اسلم کے ساتھ بھی ہوا اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اور اس کی حسرت تھی کہ وہ پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بنے۔

لیکن غریب کی مجبوریاں اس کی خواہشات کی تکمیل کہا ہونے دیتی ہیں۔ غریب تو ایک مجسمہ ہوتا ہے جو دوسروں کی محبت بھری نگاہوں کا محتاج ہوتا ہے مگر افسوس اسے یہ بھی نصیب نہیں ہوتے .....

۔ آخر کار آٹھویں تک پڑھنے کے بعد اسلم نے اسکول کو خیر باد کہ دیا. اب اس کے دل میں ایک ہی خواہش تھا کہ اس کی دونوں بہنیں ڈاکٹر بنیں۔ .

اب وہ صبح سے لیکر رات دیر تک کام کرتا رہتا اور جس کی وجہ سے اسے اب کچھ زیادہ پیسے ملنے لگے تھے۔ جس سے گھر کا گزر اوقات با آسانی ہو جاتا تھا۔.

اسلم کو اکثر حسینہ کی یادیں ستایا کرتے تھے۔ شاید وہ حسینہ کو اپنا دل دے بیٹھا تھا۔ جب اسلم اسکول چھوڑ رہا تھا تو حسینہ نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ اسکول مت چھوڑو۔ لیکن اسلم نے نہیں مانا شاید وہ تنگ آ چکا تھا اس روز روز کی بے عزتی اور مار کھانے سے۔ . وہ ملاقات ان دونوں کی آخری ملاقات تھی اسکے بعد وہ دونو کبھی نہیں ملیں۔ . اسلم محنت کرتا رہا۔

دن مہینوں , اور مہینیں سالوں میں گزرتے گئے۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سکندر اسلم کے کام سے بہت خوش تھا۔ایک دن وہ اسلم سے کہنے لگا"اسلم بیٹے کتنا خوش نصیب ہوگا وہ باپ جسے تم جیسا بیٹا ملا ....اسلم تم نے بیٹے اور بھای ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے بہت ہی کم ایسے بھای ہوتے ہیں جو اپنے خواہشات کو قربان کر دیتے ہیں صرف اور صرف اپنے ماں باپ بہن بھایوں کے لئے ..."" یہ سن کر اسلم کہنے لگا۔" نہیں استاد کو ہی بھی فرض میں نے ابھی تک ادا نہیں کیا .. .جتنا میرے بابا نے میرے لئے کیا ہے اس کا فرض میں زندگی بھر ادا نہیں کر پاہونگا .....اور پھر بھایوں اور بہنوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جس میں شہد جیسی مٹھاس ہوتی ہیں ...استاد وہ انسان نہ تو بھای کہلاتا ہے اور نہ ہی بیٹا جب تک وہ ان دونوں رشتوں کا فرض ادا نہ کرے ...."" استاد کہنے لگا۔"بلکل ٹھیک کہا تم نے بیٹے"۔دونوں کے چہروں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ بھکیر گی۔ .اسلم کو جس دن کا انتظار تھا آخر وہ دن آ ہی گیا اس کی دونوں بہنیں)ایمن اور ماہین (ڈاکٹر بن گیں۔ .جب اس بات کا اسلم کو پتا چلا تو وہ اتنا خوش ہوا گویا کہ دنیا کی تمام خوشیاں اسے ملیں ہو۔وہ جلدی سے مٹھایاں لے آ کر سب کا منہ میٹھا کر وایاں۔آج اسلم کے بابا بھی بہت خوش تھے۔ .اسلم جلدی سے گیرج پہنچا اور زور زور سے صدا بلند کرنے لگا"استاد...استاد "..." ... کیا ہوا اسلم بیٹے خیریت تو ہے ....."

"استاد آج میری خواہش کی تکمیل ہوی ہے ..... وہ خواب جو میں روز دیکھا کرتا تھا آج وہ خواب تعبیر میں بدل گیا ہے ....."استاد حیرت سے پوچھنے لگا " کونسا خواب پورا ہوا ہے کچھ بتاں تو سہی ....."

"استاد !میری دونوں بہنیں ڈاکٹر بن گیں ہیں ...."

یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا۔اور اسلم نیکہا "استاد یہ لو منہ میٹھا کرو .... "استاد نے اسلم کو بیٹھنے کا کہا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ کر اس سے کہنے لگا۔"اسلم بیٹھے مجھے بھی اسی دن کا انتظار تھا کہ کب تمہاری خواہش پوری ہو اور میں تم سے اپنے خواہش کا اظہار کرو...اور آج وہ دن آ گیا ہے "۔اسلم حیرت سے پوچھنے لگا" استاد ! کیسی خواہش " ?استاد درد بھرے لہجے میں کہنے لگا "بیٹے تم تو جانتے ہو میری صرف ایک ہی بیٹی ہے بیٹا تو کوی ہے ہی نہیں بیوی تو کب کی چل بسی .....ڈرتا ہو کہ میرے مرنے کہ بعد میرے رقیہ کا کیا ہوگا"۔ .اسلم بے ساختہ کہنے لگا "استاد اللہ نہ کرے کہ آپ کو کچھ ہو ....یہ آج آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ .استاد کہنے لگا "بیٹے میرے رقیہ کو اپنے نکاح میں قبول کر لو "یہ سن کر اسلم حیرت سے کہنے لگا "استاد بابا سے پوچھتا ہوں "استاد اسلم کی بات کاٹتے ہو ہے کہنے لگا" ...بیٹے تم صرف ہاں کر دو آ گے تمہارے بابا سے بات کرنا میرا کام ہے"۔اسلم نیمسکراتے ہو ہے مثبت جواب میں سر ہلایا اور دونوں مسکرانے لگے۔ .استاد اسلم سے کہنے لگا"لاں یار ایک اور مٹھای کیلاں اس شوگر کی تو ایسی کی تیسی ..." کچھ عرصہ بعد اسلم اور رقیہ کی شادی ہوگیں۔شادی کے چند ماہ بعد

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سکندر استاد اس دارِفانی سے کوچ کر گئے ۔۔جس کا
انہیں بہت دکھ ہوا۔اسلم کو اس کی بہنیں کام کرنے سے
منع کرتے لیکن وہ انکی بات ٹال دیتا اور ہمیشہ کی طرح
گیرج میں کام کرنے جایا کرتا تھا۔اگر اسلم معاشرے
میں ایک جاہل فرد کی حیثیت رکھتا بھی ہو لیکن اس نے
وہ کر دیکھایا جو بہت کم لوگ کر پاتے ہیں ۔ ....
درد بھرے الفاظ کے ساتھ یہ کہنا چاہونگا کہ ایسے
مزدوروں کے ساتھ تعاون کرے جو اپنی تمام
خواہشات کی قربانی دے کر اپنی تعلیم بھی چھوڑ کر اپنے
گھر والوں کے لیئے ذریعہ معاش بن جاتے ہیں اور
اسی عمر میں کی بچے اپنی زندگی موج مستیوں میں گزار
تھے ہیں۔دل تو سب کے پاس ہوتا ہے لیکن اصل دل
تو وہ ہوتا ہے جس میں کسی کے لئے احساس
ہو .....,.....

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نادان لڑکی

سدرہ امجد (میر پور خاص)

وہ آج بھی بنا ناشتے کے گھر سے یونیورسٹی کیلئے جا چکی تھی وہ یونہی اکھڑی اکھڑی سی رہتی تھی اسے یونیورسٹی جانے کی اجازت بہت مشکل سے ملی تھی وہ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی بہت لاڈلی تھی سب کی مگر انکے خاندان میں لڑکیوں کو مشکل سے بس میٹرک کر کے گھر بٹھا لیا جاتا تھا پھر وہی گھر کے کام اور پھر شادی جبکہ ایمان ان باتوں سے بہت چڑتی تھی وہ پڑھنا چاہتی تھی کچھ بننا چاہتی تھی سب کی لاڈلی ہونے کی وجہ سے ایمان کو انٹر کروائی گئی مگر اسکی ضد تھی یونیورسٹی جاں گی بہت ہی منت سماجت کے بعد بالا آخر اسے یونیورسٹی جانے کی اجازت مل گئی تھی

یونیورسٹی کا پہلا دن تھا اسکی کلاس کی ایک لڑکی سے دوستی ہوگئی جسکا نام فرح تھا

اسے پہلے ہی دن فرح مل گئی تو وہ یونیورسٹی میں ہر وقت اسی کے ساتھ رہنے لگی تھی فرح کو پیار سے سب فری کہتے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تھے فری کے ساتھ رہتے رہتے اسے پتا چلا کہ فری کی بہت سے لڑکوں سے دوستی ہے فری یونیورسٹی میں سارا وقت موبائل استعمال کرتے ہی گزارتی تھی ایمان اسے سمجھاتی کہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے مگر فری ہنسی میں بات ٹال دیتی اور کہتی تم کیا جانو موبائل کا نشہ کیا ہوتا ہے تمھارے پاس کونسا موبائل ہے تم ایک کام کرو نا تم بھی موبائل لے لو اچھا وقت گزرے گا ایمان کے دل میں بھی یہی بات آنے لگی کہ اسکے پاس بھی موبائل ہونا چاہیئے ایمان کو پیار سے ایمی کہتے تھے سب ایمی نے گھر آتے ہی اپنی فرمائش رکھدی سب کے سامنے کہ مجھے موبائل فون چاہیے میری سب دوستوں کے پاس موبائل ہے میرے پاس ہی نہیں ہے مجھ سے سب پوچھتی ہیں کہ موبائل کیوں نہیں ہے میں سب کو کیا جواب دوں اسکی یہ فرمائش سن کر ایمی کے بابا بہت غصہ ہوئے اور کہا اگر پڑھنا ہے تو سیدھی طرح پڑھو یہ فضول کی فرمائشیں پوری نہیں ہوسکتیں ایمی نے بولنا ہی چاہا تھا لیکن بابا !... بسسسسس خاموش ایمی کے بابا بہت غصے میں تھے میں نے ایک بار جو کہہ دیا سو کہہ دیا تمھیں سنائی نہیں دیا یا بات تمھاری سمجھ میں نہیں آئی

ایمی روتے ہوئے کمرے میں چلی گئی اور زور سے دروازہ بند کر دیا اسکی امی نے بہت کوشش کی ایمی کو بلانے کے مگر ایمی نے ایک نہیں سنی وہ کھانے پہ بلانے آئیں تھیں اسکی ماں دروازے کے اس پار کھڑی سن رہی تھیں ایمی کہہ رہی تھی کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا سب کو یہاں اپنی عزت، اپنی شان پیاری ہے چلی جائیں آپ مما مجھے نہیں کھانا کچھ بھی وہ رو رہی تھی رات میں کھانے کے ٹیبل پر ایمی کے بابا نے ایمی کو نا پا کر ایمی کی مما سے پوچھا ایمی کہاں ہے؟

وہ ناراض ہے آپ سے آپکو اس سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیئے تھی ایک موبائل فون ہی تو مانگا تھا ایمی کے بابا غصے سے کھڑے ہو گئے تم جانتی ہو میں اس بات کے سخت خلاف ہوں پھر بھی تم ..... وہ غصے سے وہاں سے چلے گئے اب ایمی کا موڈ ہر وقت آف ہی رہنے لگا تھا کسی سے بھی سہی سے بات نہیں کرتی تھی سوائے فری کے فری ایمی کے گھر بھی آنے لگی تھی ایمی جے بھائی کو فری ایک آنکھ نا بھاتی تھی وہ مما سے کہتا رہا مجھے یہ لڑکی ٹھیک نہیں لگتی آپ ایمی سے کہیں دور رہے اس لڑکی سے مگر ایمی کو فری کے سوا کچھ دکھتا ہی نہیں تھا ایک دن یونیورسٹی میں بیٹھے ہوئے فری نے کہا کہ یار ایمی تم چھپا کر موبائل فون رکھ لو نا ایمی نے حیران ہوتے ہوئے فری کو دیکھا یہ تم کیا کہہ رہی ہو میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں تم جانتی ہو نا بابا کتنے غصے والے ہیں نا بابا نا میں یہ نہیں کر سکتی اود میں موبائل فون لونگی کہاں سے؟

فری نے ایمی کی بات سن کر زوردار قہقہہ لگایا ارے پاگل تم کونسا ہر وقت گھر والوں کے ساتھ چپکی رہتی ہو اپنے کمرے میں آرام سے موبائل استعمال کر سکتی ہو ایمی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا مگر فری میں موبائل لونگی کہاں سے؟

ارے پاگل تم موبائل لینے والی بنو موبائل دینے والے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بہت مل جائیں گے فری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
کیا مطلب ہے فری میں کچھ سمجھی نہیں؟
ارے یار میں تمھیں بتانا بھول گئی وہ جو فراز ہے نا اپنا
کلاس فیلو وہ تمھیں بہت پسند کرتا ہے اس نے بہت بار
مجھے کہا مگر مجھے لگا تمھیں برا لگے تبھی میں نے تم سے کچھ
کہا نہیں
وہ فراز، وہ جو کسی کو پسند نہیں پوری یونیورسٹی میں، شکل
دیکھی ہے اسنے اپنی، نام مت لو اسکا زہر لگتا ہے مجھے وہ
ایمی نے غصے سے کہا تو فری ہنسنے لگی ارے پگلی اس سے
موبائل لے لو تھوڑی بہت بات کر لیا کرنا بس تمھیں تو
نو بول جائے گا نا سمجھا کرو مجھے دیکھو نا کتنے لڑکوں سے
باتیں کرتی ہوں میری کتنی تعریفیں کرتے ہیں سب
لڑکے خیر تمھاری مرضی میں کیا کہہ سکتی ہوں یونیورسٹی
کی چھٹی ہوئی ایمی گھر آ گئی کھانا کھایا موڈ بہت اچھا تھا
ایمی کا کمرے میں آ کے دروازہ بند کر لیا اور سوچنے لگی
کہ فدی کی باتوں میں دم تو ہے میں فراز سے دوستی کر
لیتی ہوں موبائل۔ فون مل جائے گا اور میں بھی فری
کیطرح باتیں کیا کرونگی صبح یونیورسٹی جاتے ہی اس
نے فری سے کہا فراز سے کہو مجھے موبائل دے دے
میں اس سے دوستی کرنے کے لیے تیار ہوں یہ سنتے ہی
فری وہاں سے بھاگی اور تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئی
اور ہاتھ میں ایک موبائل تھا وہ اسنے ایمک کو تھما دیا ایمی
بہت حیران ہوئی کہ ابھی تو کہا تھا اور ابھی اتنی جلدی
موبائل آ بھی گیا خیر اسے خوشی میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا
وہ بہت خوش تھی وہ اب ہر وقت کمرے میں ہی رہنے
لگی وہ ناچاہتے ہوئے بھی فراز سے باتیں کرنے لگی
اسے وہ اچھا لگنے لگا تھا وہ ہر وقت اسی سے باتیں کرتی
رہتی تھی ہر وقت کمرے میں بند رہنے کی وجہ سے ایمی کی
مما کو اس پہ شک ہو گیا تھا وہ راتوں کو جاگ کر اسے
دیکھا کرتیں تھیں اس کے کمرے سے سرگوشیوں کی
آواز آتی تھی آخر کار ایک دن ایمی سے پوچھ ہی لیا
""ایمی ایک بات پوچھوں سچ سچ بتا گی؟"
جی مما پوچھیں ایمی نے جواب دیا
ایمی رات کو تمھارے کمرے سے آوازیں آتی ہیں
تمھارے پاس موبائل فون ہے نا تم کسی سے چھپ
چھپ کر باتیں کرتی ہو نا
ایمی کے چہرے کے رنگ ہی اڑ چکے تھے
نہیں مما وہ میں، وہ بولنا چاہ رہی تھی کہ ایک زوردار تھپڑ
رسید ہوا جو اسکے گلابی گال کو اور لال کر گیا تھپڑ مارنے
والا اور کوئی نہیں اسکا بھائی تھا وہ روتے ہوئے کمرے
میں بھاگی اسکے پیچھے ہی بھائی اور مما بھی چلے گئے وہ
دروازہ بند کرنا چاہ رہی تھی کہ اسکے بھائی نے روک لیا
اور کہا موبائل۔ فون مجھے دو ایمی بھائی میرے پاس کوئی
فون نہیں ہے آپ لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میرا
یقین کریں بھائی، مما آپ بولیں نا بھائی کو وہ ماں سے
کہہ رہی تھی مگر وہ نظریں جھکائے کھڑی تھیں اتنے میں
ایمی کے بابا آ گئے' بھئی خیر ہے آپ سب یہاں کیوں
کھڑے ہیں اور ایمی میرا بچہ کیوں رو رہی ہو اسکے
بھائی نے کچھ بولنا چاہا مگر ماں نے اشارے سے منع
کر دیا اور کہا ایمی کی طبیعت خراب ہے سر میں درد ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسی لیئے رو رہی ہے لاڈلی جو ٹھہری آپکی ایمی کے بابا نے اسے گلے لگایا اور آرام کرنے کا کہہ . کر وہاں سے چلے گئے بھائی پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا ایمی مما کے گلے لگنا چاہتی تھی مگر وہ پیچھے ہٹ گئیں اور کہنے لگی تمھارے باپ بھائیوں کی عزت اب تمھارے ہاتھ ہے کوئی غلط کام کرنے سے پہلے اپنے باپ کی پگڑی کیطرف دیکھ لینا تم ہی ہو جو انکی پگڑی اور اونچی کر سکتی ہو یا انہیں پیروی میں روندتی ہوئی جا سکتی ہو وہ یہ کہہ کر وہاں سے جا چکی تھیں ایمی نے دروازہ بند کیا اور فورا" موبائل نکالا اور فری کو کال کر جے سب بتایا فری نے کہا ٹینشن مت لو میں ہوں نا صبح یونیورسٹی آ پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے وہ صبح یونیورسٹی جانے کیلئے نکلی تو بھائی نے کہا یہ آج سے یونیورسٹی نہیں جائے گی وہ کچھ کہتی اتنے میں بابا آ گئے ایمی نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے نکلنے کی کی یونیورسٹی پہنچ کر وہ سب سے پہلے فری اور فراز سے ملی انہیں سب بتایا انہوں نے کہا یونیورسٹی کی چھٹیاں ہونے والی ہیں جب تک یونیورسٹی نہیں کھلتی موبائل ہمیں دے دو تا کہ تمھارے گھر والے اگر ڈھونڈنا بھی چاہیں تو تمھارے پاس سے انہیں موبائل نا ملے نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس بات پہ راضی ہو گئی آج جب وہ گھر پہنچی تو گھر میں کچھ مہمان آئے ہوئے تھے جنہیں وہ نہیں جانتی تھی مہمانوں سے سلام دعا کے بعد کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی کہ پیچھے ہی اسکی مما بھی آ گئی ایمی تمھارے کپڑے نکال کر رکھیں ہیں وہ پہن لو اور جلدی سے نیچے آ جا مگر مما یہ کون لوگ ہیں اور کیوں آئے ہیں ایمی نے پوچھا تم سے جتنا کہا ہے اتنا کرو نیچے آ جا پتا چل جائے گا وہ مہمان کوئی اور نہیں ایمی کے رشتے کے لئے آئے ہوئے تھے ایمی نے کپڑے نا پہنے کمرے میں بیٹھی رہی اتنی دیر میں مما دوبارہ آ گئی ایمی کپڑے پہنو ساتھ ہی بابا بھی کمرے میں داخل ہوئے بابا کے کہنے پر ایمی نے کپڑے پہن لئے چلو میرا بچہ آ جا وادھر میرے پاس بیٹھو بابا نے بڑے پیار سے پاس بیٹھا لیا ماشا اللہ بہت پیاری بچی ہے مہمان خاتون نے کہا مگر ایمی کو کوئی فرق نہیں پڑا اس کے دل و دماغ میں طرح طرح کے خیالی پلاو پک رہے تھے اس نے اللہ اللہ کر کے جان چھڑائی مہمانوں سے یونیورسٹی سے تو چھٹیاں تھی مگر ایک دن چھٹیوں میں ہی فری ملنے آ گئی اس نے سب کچھ فری کو بتایا فری نے ایمی سے کہا تم فکر نا کرو شادی کے دن ہی ہوئے ہیں میں فراز کو کہتی ہوں مگر تمہیں اس کے ساتھ جانا ہو گا گھر چھوڑنا ہو گا ایمی اس بات پر مان گئی مما کو ایمی پر شک سا ہو گیا مگر ماں ہونے کے ناطے خاموش اور بیوی ہونے کے ناطے لاچار بھی تھی خیر ایمی نے فری کی بات مان کر گھر سے جانے کا فیصلہ کر لیا اس نے ساری تیاریاں کر رکھی تھی بس فری اور فراز کا انتظار کر رہی تھی آخر کار فراز اور فری آ گئے ایمی ان کے ساتھ چل دی وہ ایک ہوٹل میں ٹھہرے ایمی تم یہاں بیٹھو میں اور فراز ابھی آتے ہیں ٹھیک ہے مگر جلدی واپس آ جانا فری اور فراز باہر کسی سے بات کر رہے تھے ایمی نے ہلکی سی آواز سنی تو تجسس ہوا بات کو سننے کا سہے سہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

قدموں سے آگے بڑھی دونوں کسی آدمی سے بات کر
رہے تھے نہیں بھئی اتنی محنت سے لڑکی کو گھر سے بھاگا
کر لائے ہیں اتنے پیسے تو نہیں دام کچھ زیادہ لگا وایی
نے جب اپنا نام سنا تو اس کے پیروں تلے سے زمین
ہی نکل گئی ایک گہری چوٹ اس کے اعتماد و دل پڑ لگی
اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے گھر واپسی کا فیصلہ کیا اس
سے پہلے کے صبح ہوتی گھر والوں کے جاگنے سے پہلے
ایمی گھر پہنچ گئی صبح مما بابا کے گلے لگ کر خوب روئی
بھائی سے معافی مانگی اور خوشی خوشی شادی کی تیاریاں
کرنے لگی اس دوران فری ایک بار بھی ملنے نا آئی
اسے اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کے ایمی اس خی
اصلیت جان چکی ہے ایمی کو اب کسی سے کوئی شکایت نا
رہی اور خوشی خوشی شادی کی اطمینان سے زندگی
گزارنے لگی۔۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

خاکِ ذاد

سائرہ رحمان

کچھ لوگوں پر مجھے بہت حیرت ہوتی ھیں..

جب وہ بہت بڑی بڑی باتیں کر رھے ہوتے ہیں .جب وہ دوسروں کو دیکھ کر ان کا مزاق اڑاتے ہیں .ان پر ہنستے ہیں .انہیں خود سے کمتر سمجھتے ہیں حقیر سمجھتے ہیں.

سوچنے کی بات ہیں کیا سمجھتے ہے وہ خود کو؟؟؟؟اگر کوئی خوبصورت ھے تو اس میں اس کا کیا کمال ھے کیا انہوں نے خود کو خود ہی بنایا ہے؟؟نہیں نا .....یہ تو اس سوہنے رب کا کرم ھے .اس کا شکر کرنے کے بجائے لوگ غرور کرنے لگ جاتے ہے.

اور اگر کوئی بدصورت ھے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے..

یہ بھی اس مالک کی مرضی ہے.

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اگر کوئی ذہین ھے وہ سیکھ سکتا ھے اس کے پاس علم ہے تو اس میں اس کا کیا کمال ھے یہ بھی اسی پروردیگار کا کرم ھے وہ جسے جتنا چاہے نواز دے یہ تو اس کے اختیار میں ھے..

آخر انسان کس چیز پر غرور کرتا ھے..

سب مٹی ھے اور سب نے ایک ہی جگہ جانا مٹی میں ہی تو جانا سب نے.

وہاں اگر کچھ آپ کے کام آئے گا تو وہ آپ کے اعمال ہوگے.

وہاں آپ کا یہ فیشن یہ سٹائل کسی کام کا نہیں.. کچھ لوگ ھمارا سٹائل ہمارا سٹینڈر بول بول کر سب کو اتنا سنا رہے ہوتے ہیں... کہ سوائے افسوس کے کچھ کیا نہیں جا سکتا...

کیا ہے آپ کا سٹائل آپ کا سٹینڈر؟؟؟؟

فینسی کپڑے برینڈڈ شوز بڑا سا موبائل..؟؟ بیس پچیس قسم کے برینڈڈ پرفیومز..

اور ڈھیر سارا میک اپ..؟؟

یہ ھے آپ کا سٹینڈر آپ کا سٹائل....

جب آپ جینز پہن کر ننگے سر سڑکوں پر نکلتی ھے اور ڈھیروں سیلفیاں ویڈوز بنا کر اپ لوڈ کرتی ہے .. خود کو لائک کروانے کے لیے.

اور ڈھیروں کمنٹس پانے کے لیے..

جو حاصل کر کے آپ بہت خوشی اور بہت فخر محسوس کر رہی ھوتی ھے..

تو شاید دیکھنے والا ھر انسان آپ کو لائک کر بھی رہا ھوتا ھے..

مگر فرشتے آپ پر لعنت کر رھے ھوتے ہیں..

مگر کبھی سوچا ھے اس خدا کو کیا پسند ھے.. اس نے ہمیں کیسے رہنے کا حکم دیا ہے وہ کیا لائک کرتا ھے.

آپ کی دس ہزار کی لپ سٹک سے کسی غریب کا چولہا دس دن جل سکتا ھے. وہ جس کے بچے روتے روتے روز بھوکے سو جاتے ہیں.

آپ کی پچاس ہزار کی گھڑی سے کسی غریب کی بیٹی کی ڈولی اٹھ سکتی ھے.. مگر یہ کس کو گوارہ ھے

ہم تو اس نبی کی امت ہیں جس نے خود بھوکا رہے کر دوسروں کو کھلایا ہے..

یہ زندگی تو ایک آزمائش ہے.

جب کہ وہ لے کر بھی آزماتا ھے اور دے کر بھی آزماتا ھے..

آخر ایک دن لوٹ کر اسے کے پاس جانا ھے

اور پھر وہ ہم سے ھر اس چیز کا حساب لے گا جس کا اس نے ہم کو اختیار دیا ہے..

خدارا کچھ ایسا بھی کر لیجیے کہ وہ بھی آپ کو لائک کرے...

ان لائکس اور کمنٹس کا کچھ نہیں کر پائے گے آپ... اللہ ہم سب کو سیدھی راہ دیکھائے آمین.

صم آمین..

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ایک روشن ستارہ

راحیلہ (ٹانک)

رات ادھی گزر چکی تھی لیکن موسم کے تیور آ بھی تک بگڑے ہوئے تھے_ شام کے بعد سے تیز آندھی اور گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہوگئی تھی جو آ بھی بھی جاری تھی_ کھڑکی کھولے ہر قسم کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے کرتے وہ آج موسمی طوفان کے آگے بڑا بیبس سا کھڑا تھا_ مٹھیاں بھینچے وہ بہت اضطراری کیفیت میں تھا بیبس سا انتظار کر رہا تھا کہ کب یہ طوفان تھمے اور وہ گھر سے نکلے اور اسی وقت ایک جھڑی یادوں کی بھی دماغ میں شروع ہوئی !!! یہ ہمارا ملک ہے بیٹا اس کیلئے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دی ہیں بہت سے احسانات ہے اس ملک کے ہم پر بہت سے خون ادا کرنے ہیں ہمیں آ بھی جو ہم یہاں اتنے آرام سے بیٹھے ہیں نا!!!!

بغیر کسی رکاوٹ کے ہم اپنے دینی و دنیاوی کام انجام دے رہے ہیں تو اس لئے کہ ہم آزاد ہیں اور اس آزادی کیلئے ہمیں یہ گھر دینے کیلئے بیشمار لوگوں نے خون کے نظرانے پیش کئے ہیں اور اب پھر سے وقت ہے پھر سے خواب

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

غفلت سے جاگنے کا وقت ہے اس ملک , اس ملک میں بسنے والوں پر کھٹن وقت آیا ہے میرے ملک کے بچے تک محفوظ نہیں رہے بیٹا!! ! سکول چھوڑتے وقت ایک بچے کی ماں ایک ڈر ایک خوف کے ساتھ واپس آتی ہے_ کہتے کہتے اس کے والد کی آواز بھرا گئی وہ مزید بول نہیں پا رہا تھا تب ثامر آگے بڑھا اس نے اپنے مضبوط بازو اپنے کمزور باپ کے گرد پھیلائے

. پاپا! ! مجھے پتا ہے کہ اس ملک کے ہم پر کتنے احسانات ہیں جب سے پیدا ہوا ہوں تب سے آپ کے منہ سے سن رہا ہوں یونو پاپا! اب مجھے یہ سب از بر ہے _پاپا! ! یو ڈونٹ وری میں ہونا! ! میری زندگی صرف اور صرف اس ملک کیلئے ہے پاپا ثامر شوخ ہوتے ہوتے پھر سے سنجیدہ ہوا اور پاپا میں نے آرمی جوائن کر لی ہے اور پرسوں مجھے ٹریننگ پہ جانا ہے_ اس نے حیرت سے بیٹے کی طرف دیکھا اس میں حیرت کے ساتھ خوشی شامل ہوئی پھر مزید پھر اور اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر لڑ کھڑایا ثامر نے سہارا دیا پاپا کو حیرت سے دیکھتا رہا اتنے شاک کا اندازہ نہ تھا تت تم تم میرا بیٹا.... میرا ثامر تو فوجی بن گیا؟؟ تو۔۔تو محافظ بن گیا۔۔۔باپ کے منہ سے خوشی بیانتہا خوشی سے بیربط جملے نکلنے لگے پھر روتے ہوئے اپنے بیٹے کو گلے لگا یا رویا بہت رویا اور پھر اگلے دن وہ پھر نا اٹھ سکا وہ ظ دار فانی سے کوچ کر گیا ایک مشن میں ایک ٹانگ سے معزور ہونے والے ثامر کے پاپا کی آخری خواہش پوری ہوئی اور پھر اس دنیا سے منہ موڑ گیا شاید دل مطمئن ہو گیا تھا کہ اب بیٹا ہے وہ سب سبھال لیگا

ثامر !!! بیٹا کھڑے کیوں ہو؟ بیٹھ جاو , جیسے ہی بارش رکیگی چلیجانا لیکن بیٹا ایسے کب تک کھڑے رہو گے؟ ماں نے ثامر کو مسلسل کھڑکی میں کھڑا دیکھا تو رہ نہ سکی اور نرمی سے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھا دیا_

چند لمحے کچھ سوچتے ہوئے بیٹے کے چہرے کو تکتی رہی اور پھر آہستگی سے گویا ہوئی

ثامر بیٹا! ثمیر کو بخار ہے اگر آج رک جاتے تو!!..... کہتی ہوئی ثامر کی ممی نے آخر میں جملہ ادھورا چھوڑ دیا_ ممی! آپ کو پتہ ہے اس وقت کیا حالات ہیں؟؟ ثامر نے نگاہیں اٹھا کر اپنی ماں کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور ماں بیٹے کی آنکھیں دیکھ کر دھک سے رہ گئی مسلسل جاگتے رہنے انتظار کی کڑی کٹھن منزل سے گزرتے اور رونے سے اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھیں_ اس کی لبوں پر چپ کی مہر لگ گئی اور ثامر مزید بول اٹھا "ہمارے دشمن ہماری اک چھوٹی سی لغزش کے انتظار میں ہیں ممی !! میری ادھر ضرورت ہے پانی اتنا کھڑا ہے جس میں گاڑی چل ہی نہیں سکتی ورنہ میری بہت ضرورت ہے ادھر ..... ممی!! ! کاش میں پیدل ہی چل پاتا ثامر پر مژدہ لہجے میں گویا ہوا_ چند لمحے خاموشی کے نظر ہوئے اور پھر ثامر بولا ثمیر کو آپ ڈاکٹر کے پاس لیجائیں ممی _ کہتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور کمرے سے نکل

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گیا"_یہ کہنا آسان تھا۔۔!!!اپنے بیٹے کو یوں بیماری کی حالت میں چھوڑنا کتنا مشکل تھا! کیا وہ بخار سے تپتے ثمیر سے بیخبر تھا ؟ کیا سینے میں باپ کی محبت کا ٹھاٹھیں مارتے سمندر اسے بہا نہیں رہا تھا روک نہیں رہا تھا!!!شاید میں نہ سمجھ پاوں میرے قلم میں میرے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں کہ ایک باپ کے جزبات کینوس پر اتار پاوں!!_تو وہ کس حالت سے گزرا ہوگا!!!اسے کتنا درد سہنا پڑا ہوگا؟؟"

دوازے کے اوٹ میں کھڑی ثمیر کی ماں جو ماں ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک بیوی بھی تھی اپنی ساس اور شوہر کی گفتگو سن کر بھڑکی نہیں اس نے کوئی مداخلت نہیں کی _اس کے دل میں اپنے شوہر کیلئے بیپناہ محبت کیساتھ اس کے لئے بیحد عزت واحترام تھا اور آج آج وہ عزت واحترام کم نہیں ہوا!!بلکہ مزید بڑھ گیا تھا_اس نے باہر آنے کیلئے پر تولنے والے آنسوں کو اندر ہی اندر پی لیا وہ کوئی عام عورت تو نہیں تھی وہ اک محافظ کی بیوی تھی اور محافظوں کی مائیں محافظوں کی بیویاں بات بات پہ رویا نہیں کرتیں وہ اپنے آنسو کے قدر جانتی ہیں اس لئے وہ بھی نہیں روئی اور خندہ پیشانی سے اپنے مجازی خدا کو رخصت کیا تسلی دی کہ وہ گھر کی ,بیٹے کی اور اپنی ماں کی فکر نہ کرے بیشک اس وقت وہ ضبط کی انتہاوں پہ کھڑی تھی لیکن اس نے اپنے شوہر کو محسوس نہ ہونے دیا اس نے اس کا مضبوط ارادہ متزلزل نہ ہونے دیا بلکہ اس کو بڑھا دیا اور گھر سے رخصت کرتی اس ثامر کی عظیم ماں ثمیر کی دادو بولی کہ "آج میں فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ جب تک جب تک میرے ملک میں تجھ جیسے محافظ موجود ہیں تب تک کسی دشمن کے ناپاک عزائم پورے نہیں ہو سکتے"اس نے عظمت سے اپنی ماں کو دیکھا تھا اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ماں اور سب کو الوداع کہتے گھر سے رخصت ہوا___

ممی!!پاپا کب آئینگے کل تو بڑی عید نا؟ثمیر نے منہ بسورتے انتظار کی گڑیاں طویل ہوتے دیکھ کر کہا_آجائینگے ان شااللہ تم دعا کرو ماں نے بیٹے کو پیار سے اپنے ساتھ لپٹاتے کہا_دادو آپ کو پتہ ہے پاپا کب آئینگے؟؟؟ثمیر ماں کے جواب سے مطمئن نہ ہوا اور دادو کی طرف دیکھ کر سوال کیا اس سے پہلے کہ دادی کوئی جواب دے پاتی اس وقت گاڑیوں کا شور اور پھر کال بیل نے دونوں کو بہت کچھ باور کرا دیا گو کہ انتظار کی طویل گھڑیوں اور موبائل کے مسلسل آف رہنے سے دونوں پہلے سے ہی خود کو تیار کر چکی تھیں لیکن دل پھر بھی دہل اٹھے زخم خوردہ ہو کر دھڑکے درد سے پھڑکے کہ کسی کو کھو دینا آسان تو نہیں!!!مسکراتے لبوں پہ خون کے بوندیں دیکھنا آسان کہاں ہے___!!!لرزتے کانپتے وجود کے ساتھ ثمیر کی ممی اٹھی آنسو سے دھندلی نظروں سے اپنی ساس کی جانب دیکھا بوڑھی وجود نے کس کمال ضبط سے خود کو ٹوٹنے بکھرنے سے روکا تھا یہ وہی جانتی تھی _اور پھر سبز ہلالی پرچم میں لپٹا لمبا چوڑا ثامر شہادت نوش کر کے پرسکون نیند سو کر گھر پہنچا_

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جوان ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کو تیار کھڑے ہو گئے تھے لیکن !!انہیں حیرت ہوئی بیحد حیرت جب ایک ماں بیٹے کیمیت کے پاس آ کھڑی ہوئی اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور مضبوط لہجے چٹانوں جیسے مضبوط لہجے میں بولی "میرے بیٹے میرے شہید بیٹے اس دن کیلئے تجھے جنم دیا تھا اور آج تو نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور اے میرے ملک پہ میلی نظر رکھنے والوں سنو!!! آ بھی اس ملک کے شیر زندہ ہیں اور جب تک یہ زندہ ہیں آپ اپنے گھناونے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے کبھی بھی نہیں وہ بولی اور ایسے کے آنسو نکلنے کی راہ ڈھونڈتے رہ گئے دل تڑپ تڑپ کر ساکت ہوا چاہ رہا تھا لیکن اس نے کسی کی سعی کامیاب نہ ہونے دی اور اصل میں اس نے دشمنوں کی منہ پہ تمانچہ مار دیا کہ ہم گھبرانے والے نہیں ہم مٹنے اور مٹانے والے ہیں"اور جوانوں نے بیساختہ ہی اس عظیم شہید کی عظیم ماں کو سیلوٹ کیا اور ہواوں میں اک شہید کی خوشبو رچ بس کر فضا کو سرشار اور معطر کر گئی _

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مرنے کے تھوڑا بعد

سلمان

بشیر (بہاولنگر)

"میری آج صبح فجر کی نماز کے بعد ہی موت واقع ہوگئی تھی۔"

مرنے سے ذرا پہلے تک کی کیفیت بہت انوکھی تھی۔۔۔مرتے وقت مجھے میری پچھلی ساری زندگی کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے کے سامنے چلتی نظر آئی۔۔۔

میرا بچپن۔۔۔لڑکپن۔۔۔سکول و کالج کا زمانہ۔۔۔جوانی اور پھر بھری جوانی میں موت۔۔۔آہ۔۔۔اتنی تھوڑی سی زندگی لے کر آیا تھا میں۔۔۔؟

مرتے وقت میرے گھر والوں کے چہروں پہ مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔انکے آنسوں کا سیلاب ہر چیز کو اپنے ساتھ بہائے چلا جا رہا تھا۔۔۔بابا جانی بھی اس دن بہت رو رہے تھے۔۔۔حالانکہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ بابا جانی کے ماتھے پر دکھ کی ایک شکن تک بھی آئے گی۔۔کیونکہ میرا ان کے ساتھ رشتہ ہمیشہ سے ہی بہت الجھن بھرا رہا تھا۔۔۔ہم میں بہت کم بات ہوتی تھی۔۔۔یقین سے تو نہیں کہہ سکتا ہاں مگر عید کے دن وہ ایک بار ضرور مجھ سے گلے ملتے تھے۔۔۔پھر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

فوراسب پہلے کی طرح ہو جاتا تھا۔۔۔انکو میرے لیے روتا دیکھ کر میرے بھی آنسو نکل آئے تھے۔۔۔مرتے وقت میری بس ایک ہی خواہش تھی کہ کاش میں ایک دن اور زندہ رہ سکوں اور بابا جانی کا پیار حاصل کر سکوں۔۔۔مگر جیسے ہی یہ خواہش کی ویسے ہی موت کے فرشتے نے میری کلائی کو اپنی ہتھیلی میں ایسے کس کے پکڑا جیسے پھانسی کے تختے پر کھڑے مجرم کے گلے میں پھانسی کا پھندا کسا جاتا ہے۔۔۔

میری آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔گھر والوں کی چیخ و پکار میں تیزی آ گئی۔۔۔میں آنکھیں کھول کر انکو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا تھا مگر لاکھ کوشش کے باوجود بھی میں اپنی آنکھیں نہیں کھول پا رہا تھا۔۔۔میں ہاتھ آگے بڑھا کر انکو تھامنا چاہتا تھا مگر ہاتھ بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔۔۔پاوں بھی ایسے نڈھال کہ انگلی تک ہلائی نہیں جا رہی تھی۔۔۔۔

تبھی میرے کانوں میں میری ماں اور بہنوں کے بین کرنے کی آواز آنے لگی۔۔۔کوئی میری چھاتی پہ سر رکھ کر رو رہا تھا تو کوئی مجھے بار بار روتے ہوئے پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔میرا نام لے لے کر بین کیے جا رہے تھے۔۔۔

میرا کلیجہ یہ سب سن کر پھٹنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔مگر یہ کیا۔۔۔۔میرا تو دل بھی نہیں دھڑک رہا تھا۔۔۔میں نے اپنے دل کو سننے کی بہت کوشش کی مگر وہاں ہنوز خاموشی کا راج تھا۔۔۔دفعتاً میرے کانوں میں میرے مدرسے کے قاری صاحب کی آواز سنائی دی۔۔۔۔

"حضرات ایک ضروری اعلان سنیں۔۔۔

غلام محمد آرائیں کا پوتا اور بشیر احمد آرائیں کا بیٹا سلمان بشیر قضائے الٰہی سے وفات پا چکا ہے۔۔۔۔

اناللہ وانا علیہ راجعون۔۔۔۔

مرحوم کا نماز جنازہ عصر کے نماز کے فوراً بعد مسجد عائشہ صدیقہ حافظ آباد میں ادا کیا جائیگا۔۔۔تمام لوگ نماز جنازہ میں شرکت فرما کر ثواب حاصل کریں۔۔۔"

میرے دل میں دھڑکن کا نام و نشان تک نہیں تھا مگر اس ایک لمحے مجھے ایسا لگا جیسے میری موت کا اعلان سن کر میرا دل زور سے دھڑکا ہو۔۔۔

قاری صاحب نے وہ اعلان تواتر سے تین بار کیا۔۔۔میری آنکھیں بند تھیں لیکن مجھے میرے گھر میں لوگوں کی بھیڑ لگی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔میری ماں اور بہنوں کی چیخ و پکار سب سے اونچی تھی شاید انکا غم سب سے بڑا تھا۔۔۔

مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں مر چکا ہوں۔۔۔۔مرے ہوئے میں نے اپنی زندگی کا سب سے آخری سبق پڑھا۔۔۔پڑھا نہیں دراصل سیکھا تھا۔۔۔کہ انسان کی آواز، اسکا چیخنا چلانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکے درد و غم کی شدت کیا ہے۔۔۔۔

تبھی مجھے میری پیشانی پر میرے بابا جانی کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا اور پیشانی پر کچھ گیلا گیلا سا محسوس ہوا۔۔۔یقیناً وہ انکے انمول آنسو تھے جو انہوں نے آج کے دن کے لئے غیر ارادی طور پر سنبھال کر ایسے رکھے تھے جیسے کسی غریب بیٹی کا زیور ہوں۔۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وقت گزرتا گیا۔۔۔پھر مجھے نہلایا گیا۔۔۔کفن پہنا کر ایک بار پھر گھر والوں کی آہ زاریوں کے درمیان رکھا گیا۔۔۔پھر کچھ دیر بعد گھر والوں کے رونے میں پھر سے شدت آ گئی۔۔۔میری چارپائی اٹھائی گئی جو کے بار بار ہل رہی تھی ساتھ ہی ساتھ میری ماں اور بہنوں کی آوازیں بہت زور زور سے سنائی دے رہی تھیں۔۔۔شاید وہ میری چارپائی پکڑ کر مجھے وہیں روک لینا چاہتی تھیں۔۔۔

میری کانوں میں میری سب سے چھوٹی بہن کی آواز پڑی۔۔۔وہ مجھے "لالہ " کہتی تھی۔۔۔اس وقت بھی وہ مجھے اسی نام سے پکارتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔پھر مجھے کلمہ شہادت کی آواز کے زیر اثر میرے گھر سے نکال کر باہر لایا گیا۔۔۔

کاش میں اس وقت آنکھیں کھول کر ایک بار اپنے گھر کو دیکھ سکتا۔۔۔دیکھ سکتا کہ میرے گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جانے پر وہ گھر بھی لہو برسا رہا تھا یا نہیں۔۔۔

دیکھ سکتا کہ گھر سے نکلتے وقت کتنی دوشیزاوں نے چھت پر چڑھ کر اس جوان میت کو دیکھا تھا۔۔۔دیکھ سکتا کہ میرے رخصت ہونے پر میرے شہر کا موسم کیسا تھا۔۔۔

دیکھ سکتا کہ میرے کس کس دوست نے میرے جنازے کو کندھا دیا تھا۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد میرا جنازہ پڑھا دیا گیا۔۔۔

کتنی عجیب بات تھی کہ پچیس سال ایک جگہ گزارنے کے بعد اس دن جیسے سبھی میرا نام بھول گئے تھے۔۔۔کوئی مجھے میرے نام سے نہیں پکار رہا تھا۔۔ہر کوئی میت میت کی رٹ لگائے جا رہا تھا۔۔۔

وقت بدلا۔۔۔اور مجھے ایک تاریک جگہ پر لا کر لٹا دیا گیا۔۔۔بہت تنگ جگہ تھی وہ۔۔۔پھر کسی نے میرے اوپر مٹی پھینکی۔۔۔میں انکو روکنا چاہتا تھا کہ مجھ پر مٹی نا پھینکیں کیونکہ مجھے مٹی سے الرجی ہو جاتی تھی مگر میری آواز میرے حلق میں ہی دب کر رہ گئی۔۔۔مجھ پہ وزن بڑھتا گیا۔۔۔اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا گیا اور پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔

کچھ دیر کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں تو کوئی اور ہی دنیا نظر آ رہی تھی۔۔۔ایک باریش بزرگ جس کے چہرے پر نور ہی نور تھی روشنی ہی روشنی تھی مجھ سے سوال وجواب پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

مجھ سے تین سوال پوچھے گئے۔۔۔۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی خاص عبادت نہیں کی تھی مگر نا جانے کیسے میں نے ان تینوں سوالوں کا درست جواب دے دیا۔۔۔بزرگ مسکرا کر چلے گئے۔۔۔ان کے جاتے ہی ہر سو روشنی ہو گئی۔۔۔ٹھنڈی ہوائیں چلنی لگیں۔۔۔۔

میں ایک ایسی جگہ پہ پہنچ گیا تھا جہاں ہر طرف ہریالی، سبزہ ہی سبزہ اور روشنی تھی۔۔۔دودھ کی نہریں بہہ رہی تھیں۔۔۔لمبے لمبے انسان خوبصورت سے بادشاہی لباس پہنے بادشاہ کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔فضا میں رنگ برنگے پرندے چہچہاتے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہوئے اڑ رہے تھے۔۔۔ ہر سو خوشبوئیں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

پھر ایک جگہ بہت تیز روشنی پیدا ہوئی۔۔۔ تمام لوگ سجدے میں گر گئے۔۔۔ میں بھی سجدے میں گر گیا۔۔۔

پھر سوال ہوا۔

"مانگو اور کیا مانگتے ہو مجھ سے۔۔۔"

سبھی لوگوں نے تشکر اور محبت سے سر کو پھر سجدے میں دھر دیا اور بولے جو چاہیئے تھا وہ عطا ہو گیا ہمارے مالک۔۔۔ پھر سوال ہوا۔۔

"ہے کوئی اور مجھ سے کچھ بھی مانگنے والا؟"

میں نے دل میں عرض کی۔۔۔ میرے پروردگار۔۔۔ گو کہ جو چاہیئے تھا وہ مل گیا ہے اور اس کو پانے کے بعد کسی چیز کی خواہش نہیں رہی مگر ایک عرض اور التجا ہے ایک حقیر سی فریاد ہے۔۔۔

میں ایک دن کے لئے پھر سے اسی دنیا میں جانا چاہتا ہوں جہاں سے لایا گیا ہوں۔۔۔ صرف ایک دن کے لیے۔۔۔ کیا میری یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے؟

میں نے دل میں ہی عرض کی۔۔۔ نہایت عقیدت اور فرمانبرداری سے سر کو سجدے میں جمائے رکھا۔۔۔

"ہاں میرے بندے۔۔۔ تیری خواہش پوری کرنے کا وقت آ گیا ہے۔۔ تو جا سکتا ہے اسی فانی دنیا میں۔۔۔ جہاں نا کوئی اب تجھے دیکھ سکے گا نا تم سے بات کر سکے گا۔۔۔ لیکن تو جو چاہے کر سکتا ہے جو سوچے گا وہ ہو جائے گا۔۔۔ جا تجھے ایک دن کی چھٹی دی جاتی ہے۔۔۔"

میں نے اپنی حقیر اور بیمول سی خواہش کی تکمیل پہ خدا کا شکر ادا کیا اور آنکھیں بند کر کے اسی دنیا کا خیال دل میں لایا۔۔۔ اگلے ہی پل میں اپنے گھر کی چھت پہ کھڑا تھا۔۔۔۔

میں نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔۔۔ چھوٹے چھوٹے گھر کسی کچرے کے ڈھیر کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔ اور ارد گرد مارے مارے پھرتے لوگ، بونوں کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔

اگلے پل میں گھر کے صحن میں کھڑا تھا۔۔۔

وہ میرا گھر تھا جہاں میں نے اپنی زندگی کے پچیس سال گزارے تھے۔۔۔ مجھے اپنے گھر سے گئے ہوئے محض چند منٹ ہی ہوئے تھے مگر ایسے لگ رہا تھا جیسے کچھ سال کا عرصہ بیت گیا ہو۔۔۔

ابھی ابھی تو میرا جنازہ میرے گھر سے نکلا تھا۔۔ ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا مگر چند ہی منٹ میں سب یوں مجھے بھول گئے تھے کہ گویا وہ مجھے جانتے ہی نا ہوں۔۔۔ وہ صف ماتم روکب کی ہٹ چکی تھی۔۔۔ گھر کی ظاہری حالت بھی بدل گئی تھی۔۔۔ گھر سنسان پڑا تھا۔۔۔ کمروں کو تالے لگے ہوئے تھے۔۔ شاید سبھی کہیں گئے ہوئے تھے۔۔۔

ابھی میں وہیں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ سب کہاں جا سکتے ہیں کہ گھر کے مین گیٹ کے باہر لگے تالے کو کھولا گیا اور گھر کے مکین اندر داخل ہو گئے۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سبھی کے چہرے دیکھے ہوئے تھے مگر چند منٹ میں
اتنے بدل جائیں گے یہ سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔سبھی
گھر کے ہرے بھرے لان میں بیٹھ گئے۔۔۔
"امی آج شادی پہ کتنا مزا آیا۔۔۔"
کیا شادی کی بات کرتے ہو ذیشان۔۔۔شادی
بہت اچھی تھی۔۔۔یہ مانتی ہوں میں۔۔۔مگر ایک کمی
تھی وہاں۔۔۔وہ وہاں نہیں تھا نا۔۔۔اسکے
سارے دوست موجود تھے وہاں۔۔۔زین اور ظفر
بھی اپنی بیویوں کو ساتھ لائے تھے۔۔۔مجھ سے ملے
تھے۔۔۔تمہارے بھائی سلمان کی بات چل پڑی تو
ماحول دکھی سا ہو گیا۔۔۔کہنے لگے؛ خالہ آج اگر
سلمان ہوتا تو وہ بھی آپکی بہو کے ساتھ آتا۔۔۔
ظفر نے کہا تو ماں کے آنسو نکل پڑے۔۔۔
تو کیا زین اور ظفر نے شادی بھی کر لی تھی۔۔۔سالے
کمینے کہیں کے۔۔۔پہلے کروا لیتے تو کم از کم میں بھی
انکی خوشی دیکھ لیتا۔۔۔مگر خیر کوئی بات نہیں۔۔۔وہ
دونوں سدا خوش رہیں۔۔۔
باتوں باتوں میں مجھے پتہ چلا کہ میری بہنوں کی شادی
ہو چکی تھی اور دونوں اپنے گھروں میں ہنسی خوشی زندگی
گزار رہی تھیں۔۔۔سن کے بہت اچھا لگا۔۔۔
میرا سب سے چھوٹا بھائی ریحان یونیورسٹی پڑھتا
تھا۔۔۔کچھ منٹ پہلے تو وہ 5 سال کا بچہ تھا۔۔۔اتنی
جلدی وہ اتنا بڑا بھی ہو گیا تھا۔۔۔ارے یہ
کیا۔۔۔میرے بھائی ذیشان نے اپنا مدرسہ بنا لیا تھا
اور اسکے دو بچے بھی تھے۔۔۔وہ شروع سے ہی مولوی
بننا چاہتا تھا۔۔۔چلو سب اچھا ہوا۔۔۔
پاپا کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔۔۔نا جانے کہاں
تھے۔۔۔انکو دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی تھیں۔۔۔
تبھی وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئے۔۔۔سفید لٹھے کی
قمیض کی جگہ سادہ سا سفید لباس پہنے ہوئے۔۔۔سر پہ
لال مہندی کی جگہ چاندی چمکائے ہوئے۔۔۔نظر کا چشمہ
تھوڑا نیچے لٹکا کر زبان سے کلمہ کا ورد جاری کرتے ہوئے
وہ گھر کے باقی مکینوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے۔۔۔
وہ اب بوڑھے ہو گئے تھے۔۔۔
"پھر سلمان کے دوست کی شادی سے ہو آئے تم لوگ؟"
ہاں جی۔۔۔ہو آئے۔۔۔
بابا جانی کے منہ سے میرا نام سن کر آنکھیں بھر
آئیں۔۔۔میرا نام انہوں نے جس کرب و اذیت سے
لیا تھا وہ نا قابل بیان تھی۔۔۔
اگر وہ آج زندہ ہوتا تو تم لوگوں کو ساتھ لے کر
جاتا۔۔۔بہت خوش ہوتا۔۔آخر اسکے دوست کی جو
شادی تھی۔۔۔
بابا جانی نے دکھ و حسرت کو زبان سے باہر نکالتے
ہوئے کہا۔۔۔
ہاں جی صحیح کہا آپ نے۔۔۔وقت کا پتہ ہی نہیں
چلتا۔۔۔ابھی کل کی ہی تو بات تھی جب وہ کہہ رہا تھا
کہ مما میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔دو دن سے اس
نے کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔۔۔اور پھر پتہ بھی نہیں چلا
جب اس نے ہمارے ہاتھوں میں دم توڑ دیا۔۔۔
مما نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔۔بارہ سال گزر گئے ہیں۔۔۔مگر آج تک وہ دن ابھی کل کا ہی دن لگتا ہے۔۔۔

بابا جانی نے نم پلکوں سے کہا۔۔۔

پھر وہ دوسری باتیں کرنے لگ گئے۔۔۔مجھے پتہ چلا کہ گھر میں پیسے کی قلت ہوگئی تھی۔۔۔کاروبار بھی کوئی نہیں رہا تھا۔۔۔

کاروبار کا سوچتے ہی میں لمحے بھر میں اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔۔۔

وہ میرا کمرہ تھا۔۔۔بالکل ویسے کا ویسے۔۔۔جیسے میں چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔میرے کپڑوں کی الماری سامنے پڑی تھی میں ہوا کی طرح اس میں داخل ہوگیا اور سب سے نچلے دراز کو کھول کر اسکے پیچھے بنے ایک خفیہ دراز کو کھولا۔۔۔دراز کے اندر دیکھ کر میں نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

دراز کے اندر پورے اٹھارہ لاکھ روپے اور چار لاکھ کے پرائز بانڈ پڑے تھے۔۔۔

وہ سب میں نے اپنی محنت سے کمایا تھا۔۔۔اٹھارہ لاکھ روپے بھی پرائز بانڈ کے ذریعے جمع کیے تھے۔۔۔وہ رقم آج تک ویسے کی ویسی پڑی تھی شاید کسی کو اس الماری کے خفیہ دراز کا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔مجھے تو لگتا ہے کہ کسی نے اس الماری کو کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

میں کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا نا ہی کسی کو اپنے ہونے کی کوئی ظاہری نشانی بتا سکتا تھا۔۔۔میرے حساب سے وہ رقم میرے پاپا کے لیے کاروبار شروع کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

میں نے وہیں الماری میں پڑی میری کتابوں کے نیچے دبے فولڈر میں سے ایک کاغذ نکال اور اپنی سوچ کو اس کاغذ پر درج ہوتے دیکھا۔۔۔۔

وہ کاغذ تہہ کر کے میں اپنے پاپا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔وہ کمرے میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔انکی تسبیح سرہانے پڑی ہوئی تھی۔۔۔میں نے وہ خط انکی تسبیح کے ساتھ رکھا اور وہیں بیٹھ گیا۔۔۔کھانا کھانے کے بعد پاپا نے پانی پیا اور تسبیح اٹھانے لگے کہ انکی نظر اس کاغذ پر پڑ گئی۔۔۔

انہوں نے وہ کاغذ اٹھایا اور پڑھنے لگے۔۔۔

"السلام وعلیکم بابا جانی۔۔۔

میں ہوں۔۔۔آپکا بیٹا۔۔۔سلمان۔۔۔۔

حیران مت ہوئیے گا۔۔۔یہ قدرت کی مہربانی ہے۔۔جو میں آپ کے پاس کچھ دیر کے لیے آیا ہوں۔۔۔

بہنوں بھائیوں کو انکے گھر بار والا کر کے آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔۔۔بہت اچھا لگا۔۔۔بہت خوشی ہوئی۔۔۔

خوشی ہوئی کہ آپ لوگوں کو میں اب بھی یاد ہوں۔۔۔مما کو میرا اسلام کہیے گا۔۔بہنوں اور بھائیوں کو گلے لگا کر پیار دیجیئے گا۔۔۔آپ کے ساتھ کبھی بیٹھ کر باتیں کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔۔۔کبھی بتا نہیں سکا کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا چاہتا ہوں۔۔۔کبھی آپ کو خوشی نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دے سکا۔۔۔مگران سب کے باوجود میں سب سے زیادہ آپ سے ہی پیار کرتا ہوں۔۔۔

گھر کے حالات دیکھ کر دل دکھ رہا ہے۔۔۔۔بیٹا ہونے کے ناطے میرا کچھ فرض بنتا ہے۔۔۔کہ میں آپ کو زندگی کی کچھ آسائیشیں دوں۔۔۔آپکے بیٹے نے اپنی زندگی میں جو بھی کمایا تھا وہ ابھی تک محفوظ ہے۔۔اب وہ سب کچھ آپکا ہے۔۔اور پلیز ان کو لے لیجئے گا۔۔۔میری آخری خواہش سمجھ کر۔۔۔

میری الماری کے سب سے نیچے والے دراز کو کھولیئے گا۔۔۔اسکے پیچھے ایک خفیہ دراز ہے اسکے اندر کچھ رقم اور پرائز بانڈ ہیں۔۔۔اس رقم سے آپ کوئی کاروبار شروع کر لیجئے گا اور پرائز بانڈ دیکھ لیجئے گا شاید کوئی اور بھی لگ گیا ہو۔۔۔

اچھا اب چلتا ہوں۔۔۔اور اب خوش رہیئے گا۔۔آپکو خوش دیکھ کر میں بھی خوش رہ سکونگا۔۔۔۔

ایک بات اور بابا جانی۔۔۔۔۔میں آپکا بیٹا ہونے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔

آپکا مرحوم بیٹا۔۔۔۔!!

خط پڑھ کر بابا جانی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئے۔۔پہلے انہوں نے سمجھا کہ کسی نے انکے ساتھ مذاق کیا ہے لیکن پھر وہ میری کمرے میں گئے۔۔ماں باہر بیٹھی انکو حیرت سے دیکھنے لگی کیونکہ بابا جانی زندگی میں پہلی بار میرے کمرے میں جا رہے تھے۔۔۔الماری کھول کر خفیہ دراز کو کھولا تو انکی آنکھوں میں آنسو اور تیزی سے باہر کی طرف نکلنے لگے۔۔۔انہوں نے ساری رقم ایک چادر میں لپیٹ کر باہر بیٹھی میری مما کی گود میں رکھ دی۔۔۔مما اتنی ساری رقم دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔بابا جانی نے انکی حیرانی دیکھتے ہوئے وہ خط انکی طرف بڑھا دیا۔۔۔مما نے خط پڑھا اور پھر رونے لگ گئی۔۔۔خوشی سے دونوں میاں بیوی ایک دوسری کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔پاپا نے پھر خط کھولا مگر میں نے انکے خط کھولنے سے پہلے ہی وہ تحریر کاغذ سے مٹا دی تا کہ انکو یہ یقین ہو جائے کہ میں وہیں انکے پاس ہوں۔۔۔

پاپا نے جب خط کھولا تو کاغذ بالکل صاف تھا۔۔۔

مما اور پاپا دونوں حیران رہ گئے۔۔۔پھر مسکرانے لگے۔۔۔پاپا نے ادھر ادھر دیکھ کر مجھے مخاطب کیا اور بولے

سلمان بیٹا میں جانتا ہوں کہ تم یہیں پر ہو۔۔۔بہت یاد آتی ہے تمہاری۔۔۔میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔مجھے معاف کر دینا جو میں تمہیں کبھی باپ کا پیار نہیں دے سکا لیکن پھر بھی تم کو میں اپنا سب سے ہونہار اور فرمانبردار بیٹا مانتا تھا۔۔

دعا ہے کہ تم جہاں ہو وہاں ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔!میں نے آگے بڑھ کر پاپا کے قریب جا کر ہلکے سے پھونک ماری تو انکو یقین ہو گیا کہ وہ خوشبو میری ہی تھی۔۔۔دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے گلے لگ کر مجھے دعائیں دینے لگے۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اگلے ہی پل میں پھر سے اپنے کمرے میں کھڑا تھا۔۔۔میری الماری کے اوپر ایک سیاہ بکسہ پڑا ہوا مجھے نا جانے کیا کیا یاد کروا رہا تھا۔۔۔

میں نے بکسے کو غور سے دیکھا اور اسکے اندر پڑی چیزوں کا جائزہ لیا۔۔۔۔

آہ۔۔۔صد آہ۔۔۔

مرنے کے بعد یہ میرے جذبات نا جانے کہاں پھر سے آ گئے تھے۔۔۔میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

اگلے ہی پل بکسے میں موجود تمام چیزیں میرے سامنے پڑی تھیں اور میں انکو بڑے غور سے تک رہا تھا۔۔۔

ایک سیاہ پلاسٹک کی شیٹ کے اندر کچھ پلاسٹک کے پیپر تھے۔۔۔

دراصل وہ میری ہاسپٹل کی تمام رپورٹس تھیں۔۔۔۔مرنے سے دو سال پہلے ایک دن میری طبیعت بہت خراب ہوگئی۔۔۔میں اس دن لاہور شہر میں تھا۔۔۔کسی کام سے وہاں گیا ہوا تھا۔۔۔طبیعت خراب ہوتے ہی میں ہاسپٹل چلا گیا۔۔۔ایک سینیئر ڈاکٹر سے چیک کروایا اور بتایا کہ میں کیا محسوس کر رہا ہوں۔۔۔اس نے مجھے پہلے کچھ انجیکشن لگائے اور بعد میں میرے ٹیسٹ لیے۔۔۔اگلے دن انکی رپورٹس آ گئیں۔۔میں ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا گومگو کی کیفیت کا شکار تھا۔۔۔ڈاکٹر بہت سنجیدہ بیٹھا تھا۔۔۔اس نے مجھ سے گھر کے کسی بڑے کو لانے کا کہا۔۔۔میں نے کہا کہ میں ہی گھر کا بڑا ہوں اسی لیے جو بھی بات ہے آپ مجھے ہی بتائیں۔۔۔۔

اس نے بتایا کہ میرا جگر آدھے سے زیادہ ناکارہ ہو چکا ہے۔۔۔خون ٹھیک ہی پیدا نہیں کر رہا۔۔۔۔

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا میں ٹھیک تو ہو جاؤنگا نا؟

اس نے ہر ڈاکٹر کی طرح مجھے تسلی دی کہ ہاں اگر تم دوائیاں وقت پر استعمال کرتے رہے اور اپنا خیال رکھتے رہے تو جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔۔

جبکہ میں اور وہ ڈاکٹر دونوں اچھے سے جانتے تھے کہ یہ صرف ایک تسلی کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔

اس شام گھر واپس آتے ہوئے میں بس میں بیٹھ کر بہت رویا۔۔۔اتنا کہ میرا گریبان آنسوں سے تر ہو گیا۔۔۔مجھے میں اپنی آنکھوں کے ساتھ مرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔مرنے کے بعد کی چیزیں خود بخود ذہن میں آ رہی تھیں۔۔۔

اس دن زندگی میں پہلی بار میں اپنے لیے رویا تھا۔۔۔اس دن کے بعد میں اپنے لیے کبھی نہیں رویا۔۔۔۔

کچھ مہینے تک میں اپنا علاج کرواتا رہا۔۔۔ہر بار گھر جھوٹ بول کر لاہور جاتا اور ڈاکٹر سے علاج کرواتا اور دوائیاں لے کر واپس لوٹ آتا۔۔۔۔

لاہور میں ہمارے کئی رشتہ دار ہسپتال میں جاب کرتے تھے۔۔۔میں ہر بار ان سے چھپ کر ڈاکٹر کے پاس جاتا تھا تاکہ کسی کو پتہ نا چلے۔۔۔اپنی بیماری کے بارے میں میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا۔۔۔اگر گھر بتا دیتا تو بابا جانی اپنی ساری کمائی مجھ پہ لگا دیتے اور پھر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بھی کوئی فائدہ نا ہوتا۔۔۔بہنوں کی شادی کا مسئلہ بن جاتا۔۔گھر بیچنا پڑتا۔۔بھائیوں کی تعلیم چھوٹ جاتی وغیرہ وغیرہ۔۔۔

میں صرف اپنی خاطر اتنے لوگوں کا جینا حرام نہیں کر سکتا تھا۔۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میرے آگے پیچھے تین پرائز بانڈ لگ گئے۔۔۔کچھ رقم میں نے گھر رکھ دی اور کچھ بینک اپنے اکاونٹ میں۔۔۔ڈاکٹر صاحب ایک بھلے انسان تھے انکی مسز بھی ڈاکٹر تھیں۔۔۔ان کو میں نے سب سچ سچ بتا دیا تھا کہ میں اپنی اس بیماری کے بارے میں کسی کو نہیں بتا سکتا۔۔

میرا صبر اور ہمت دیکھ کر انہوں نے اس دن مجھے اپنے گلے سے لگا کر شاباشی دی تھی۔۔۔اور بولے آج کے بعد میں تم سے ایک پیسہ بھی نہیں لونگا۔تمہارا سارا علاج میں فری میں کرونگا بس دوائیاں تم کو خود لینی پڑیں گی جو کہ میں تم کو اصل قیمت سے کم قیمت پر دلوا دیا کرونگا۔۔۔اور پھر میرا علاج اپنے گھر پر ہی بنے کلینک پر کرنے لگے۔۔۔

مجھے لکھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔۔۔قلم نے مجھے بہت عزت اور پیسے سے نوازا تھا۔۔۔ہر مہینے ایک معقول رقم مجھے مل جاتی تھی جو صرف میرے قلم کی بدولت تھی۔۔۔

یہی سوچتے سوچتے میری نظر سامنے پڑی ایک لکڑی کے گتے والی خستہ حال ڈائری پر پڑی اور مجھے ماضی کی ہواوں نے پھر بوسہ دیا۔۔۔۔

وہ ڈائری اس نے مجھے دی تھی جس سے میں بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔۔اتنی کہ اسکا بیان ناممکن تھا۔۔۔مگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔۔میں اسکے لیے صرف اسکا دوست ہی تھا جبکہ میں ایک لڑکی کے ساتھ کبھی بھی دوستی کا رشتہ قائم کرنے کے حق میں نہیں تھا۔۔۔میں اسے کہتا رہتا تھا کہ میں تمہارا دوست نہیں ہوں۔۔۔۔۔

وہ کسی اور سے اتنی ہی محبت کرتی تھی جتنی کہ میں اس سے۔۔۔۔

اگر میرے دل کی تختی پر اسکا نام کندہ تھا تو اسکے دل پر بھی بس اسی کے محبوب کے نام کی مہر لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ مجھ سے روز بات کرتی تھی۔۔۔شاید میری طرح وہ بھی میری ذات کا نشہ کر رہی تھی۔۔۔۔یا اسکو میری عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔یہ بھی سچ تھا کہ وہ اپنے محبوب سے زیادہ مجھ سے بات کرتی تھی اور ایک سچ یہ بھی تھا کہ میں اسکا محبوب نہیں تھا۔۔۔۔

وہ بہت پیاری تھی۔۔۔۔دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی۔۔۔۔

آیت بتول۔۔۔۔۔

میری زندگی کے لاحاصل خانے میں اول نمبر پر کھڑی آیت بتول۔۔۔۔

وہ جب بھی مجھ سے بات کرتی تھی تو بس یہی پوچھا کرتی تھی کہ تم نے کچھ کھایا یا نہیں؟اپنا خیال رکھتے ہو یا نہیں؟اور میں جھوٹ بول دیتا کہ میں اپنا بہت خیال رکھتا ہوں اور کھانا وقت پر کھا لیتا ہوں۔۔۔پھر وہ فون

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بند کر دیتی۔۔۔۔۔

میں نے ڈائری کھول دی۔۔۔۔۔

پہلے صفحے پر اسکا نام بولڈ سائز میں لکھا ہوا تھا جسکے نیچے غالب کے خوبصورت الفاظ لکھے ہوئے تھے۔۔۔

"آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نا کرو گے لیکن

خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک۔۔۔"

میں اپنی زیادہ تر تحریروں میں غالب کے یہ الفاظ ضرور شامل کرتا تھا۔۔۔

ان الفاظ کو اگر نچوڑ کر دیکھتا تو مجھے میری زندگی نظر آتی۔۔۔۔

اگلے صفحے پر اس سے جڑی یادیں لکھی تھیں۔۔۔کہیں حالات سے تنگ ہوتے شکوے تھے تو کہیں آنسو۔۔۔کہیں جشن بہاراں تھا تو کہیں خزاں رسیدہ پتوں کی چیخ و پکار درج تھیں۔۔۔۔

ہر دن کا کچھ نا کچھ ضرور لکھا ہوا تھا اس میں۔۔۔۔میری بیماری کا بھی ذکر تھا۔۔۔۔اور ان آنسوں کی بھی داستان رقم تھی جو میں اس دن بہائے تھے۔۔۔

ڈائری کے آخری صفحے کی گود میں اسکی چوڑی کے ٹکڑے آرام سے لیٹے ہوئے محبت کی نیند سو رہے تھے۔۔۔آنسوں کے کچھ قطرے میری آنکھوں سے نکل کر ان ٹکڑوں کے ساتھ بیٹھ گئے اور میری لاحاصل محبت پر فاتحہ پڑھنے لگے۔۔۔۔

بیٹھے بیٹھے مجھے وہ دن یاد آ گئے جب میری بیماری شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اور میں آیت سے غصے کا مصنوعی اظہار کر کے اسکو اپنی بے مقصد زندگی سے دور جانے کے لیے مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔

میں نے اس سے کہا کہ میں جلد شادی کرنے والا ہوں اور تمہارے لیے بھی یہی بہتر ہے کہ تم بھی اپنے محبوب سے شادی کر لو اور مجھ سے اس بے نام سے رشتے کو ختم کر دو۔۔۔۔وہ رو پڑی۔۔۔

ہاں سچ میں۔۔۔۔وہ رو پڑی تھی۔۔۔۔میرے لیے۔۔۔۔غیر یقینی بات ہے نا۔۔۔مگر یہی سچ تھا۔۔۔۔وہ میرے لیے روئی تھی اس دن۔۔۔کہتی تم بہت بدل گئے ہو۔۔۔پہلے تو مجھ سے بات کرنے کو ترستے تھے تم مگر اب بات بات پہ غصہ کرتے ہو۔۔۔بات بات پہ چھوڑ جانے کا کہتے ہو۔۔۔۔

وہ بولی کہ ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں تمہاری زندگی سے۔۔۔مگر یاد رکھنا تم ایک اچھے دوست کو کھو دو گے۔۔۔۔پھر بولی کل عصر کے بعد میں تم کو کال کرونگی۔۔۔وہ میری آخری کال ہوگی۔۔۔اسکے بعد میں تمہاری زندگی سے چلی جاونگی۔۔۔۔بس دعا کرتی ہوں کہ تم خوش رہو میرے بعد بھی۔۔۔۔

جاتے جاتے رک گئی اور بولی۔۔۔

تم اپنا خیال رکھنا اور کھانا وقت پر کھا لیا کرنا۔۔۔تم سے مجھے بس یہی شکوہ ہے کہ تم اپنا خیال نہیں رکھتے ہو۔۔۔۔

کبھی کبھار وہ مجھ سے اپنے محبوب کی بھی باتیں کرتی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تھی۔۔۔کہتی کہ میں خوش قسمت ہوں جو وہ مجھے چاہتا ہے۔۔۔اسکی بات سن کر دل میں ٹیس سی اٹھتی ۔۔۔۔وہ کہتی کہ اسکا ساتھ مجھے بہت زیادہ خوشی دیتا ہے۔۔۔اسکی بات سن کر میں دکھی دل سے اسے اسکے ساتھ ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دے دیتا۔۔۔ساتھ ہی فون بند کر دیتا۔۔۔۔

اگلے دن صبح فجر کی نماز ادا کرتے ہی میری طبیعت بہت خراب ہوگئی اور کچھ ہی دیر بعد میں قضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔۔۔۔

میں نے ڈائری بند کر کے وہیں رکھ دی اور باقی چیزوں پر نظر دوڑائی۔۔۔

ان چیزوں میں بس وہ ہی وہ تھی۔۔۔ہر چیز اسکی ہی تھی۔۔۔اسکا پین جو اسکو بہت پسند تھا جب مجھ سے ملنے آئی تھی تو وہیں بھول گئی تھی۔۔۔میں نے اسے سنبھال کر رکھ لیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھوں کی سفید انگلیوں سے کھرچے گئے گلابی نیل پینٹ کے ذرات۔۔جو اسکے جاتے ہی میں نے ایک کاغذ میں لپیٹ کر رکھ لیے تھے۔۔۔

اور اسکی کلائی میں بندھی گھڑی۔۔۔جو منہ ہاتھ دھوتے وقت اس نے اتار کر رکھے تھے اور پھر اسکے بارہا ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملے تھے۔۔۔اس دن گھر میلاد تھا اور میں نے اسے دلاسہ دیا کہ گھر بچوں کا رش لگا ہوا ہے کوئی بچہ اٹھا کر لے گیا تھا۔۔۔دراصل وہ میں نے ہی چوری کی تھی۔۔۔۔

میں نے اس ڈائری میں اسکے لیے وہ سب کچھ لکھ دیا تھا جو اسکو بتانا چاہتا تھا اور جس سے وہ انجان تھی۔۔۔میرے ہر رویے کا پس منظر۔۔۔میری ہر بات کی وجہ۔۔۔میں نے اسکی ساری نشانیاں اٹھائیں اپنی میڈیکل رپورٹس اور اس ڈائری کو بھی ہاتھ میں پکڑ کر اسکا خیال ذہن میں بھرا۔۔اگلے ہی پل میں ایک شہر خموشاں میں موجود تھا جہاں قبروں میں لیٹے مردے مجھے دیکھ کر مدد کے لیے پکار رہے تھے۔۔بھلا میں انکی کیا مدد کر سکتا تھا۔۔۔۔

میں نے دیکھا ایک بتیس سال کی عورت خود کو سیاہ چادر سے ڈھکے ایک قبر کے دائیں جانب بیٹھی تھی۔۔۔۔میں نے اس لحد کو دیکھا جس کے اوپر تازہ گلابوں کی پتیوں کی چادر بچھی ہوئی تھی۔۔۔قبر کے سرہانے ایک کتبہ لگا ہوا تھا جس پر میرا نام معہ ولدیت درج تھی۔۔۔ساتھ ہی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات بھی۔۔۔۔

وہ وہی تھی۔۔۔۔

آیت بتول۔۔۔۔

آیت کی طرح پاک۔۔۔۔پارسا۔۔۔۔

پھر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اسکے دل کی آواز میں بآسانی سن سکتا تھا۔۔۔۔وہ میرے چلے جانے پر دکھی تھی۔۔۔۔وہ دکھی تھی کہ اس نے میری محبت کا جواب محبت سے نا دے کر مجھے جلد موت کے حوالے کر دیا۔۔۔وہ شرمندہ تھی اس بات سے کہ وہ خود کو میری موت کی ذمہ دار مانتی تھی جبکہ ایسا نہیں تھا۔۔۔موت تو

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میری قسمت میں ازل سے لکھی ہوئی تھی۔۔بس وقت
وہ ملا جب اس نے مجھ سے بات کرنا تھی۔۔۔۔
پھر کچھ دیر کے بعد وہ میری لحد سے بولی
میں ایک چیز کے لیے تم کو کبھی معاف نہیں
کرونگی۔۔۔وہ یہ کہ میں نے اس دن عصر کے بعد تم
سے بات کرنی تھی۔۔۔تمہیں بتانا تھا کہ میں تم سے
پیار کرنے لگی ہوں۔۔۔تمہیں بتانا تھا کہ میں اپنے
محبوب کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔۔۔تمہیں بتانا تھا
کہ تم ہو تو سب کچھ ہے تم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔مگر تم
نے اس دن اپنا نمبر رکھ ہوا تھا۔۔۔میں ساری رات تم
کو کالیں اور میسج کرتی رہی مگر تم نے اپنا نمبر آن نہیں
کیا۔۔۔
وہ جب مجھ سے شکوے کر رہی تھی تو میں نے ذہن اپنے
موبائل کی طرف لگایا۔۔۔وہ تو میرے گھر ہی
تھا۔۔۔آف تھا۔۔۔میری الماری میں میرے
کپڑوں میں پڑا ہوا تھا۔۔۔میں نے ایک سیکنڈ سے
پہلے اپنے موبائل کو اٹھالیا۔۔۔آنکھیں بند کر کے
موبائل پہ ہاتھ رکھا تو وہ آن ہو گیا۔۔۔پھر اگلے ہی
پل میں اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔
وہ کہہ رہی تھی کہ تم اب جب نہیں ہو پھر بھی میں روز
تمہارے نمبر پہ میسج کرتی ہوں۔۔۔کچھ مہینوں بعد اس
میں لوڈ بھی کروا دیتی ہوں تا کہ تمہارا نمبر کبھی بند نا
ہو۔۔۔بس ایک آس ہے کہ تم کبھی آسمان سے اترو
گے میرے لیے اور مجھے میرے میسجز کا جواب دو
گے۔۔۔اپنے جانے کی وجہ بتاو گے۔۔۔بتاو گے کہ
کیوں مجھ کو کسی اور کے ساتھ رہنے کی دعا دے کر خود
آرام سے یہاں لیٹ گئے ہو۔۔۔۔
وہ باتیں شکوے اور آنسو۔۔۔سب سنا رہی
تھی۔۔۔اسکے آنسو بھی بول رہے تھے جنکی زبان میں
اچھی طرح سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔
پھر اس نے اپنے پرس سے ایک رسالہ نکالا اور وہ کہانی
پڑھی وہ میں نے خصوصا اس کے لیے لکھی
تھی۔۔۔پھر اپنے موبائل سے اس نے مجھے "آئی
مس یو " کا میسج کیا۔۔۔۔
میں نے فورا اسکو "مس یوٹو " کا ریپلائی دے دیا۔۔
اس نے میسج پڑھا اور نمبر دیکھا تو حیرت سے اس کی
آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔پھر اس نے دو آنسو بہا کر
ایسے مسکرا کر سر جھٹکا جیسے اسکو اس بات کا یقین ہی نا ہو
رہا ہو۔۔۔
وہ اٹھنے لگی مگر اسکے اٹھنے سے پہلے میں اسکو ایک اور میسج
کر چکا تھا۔۔۔
"اس نے میسج پڑھا۔۔لکھا تھا کہ اپنے دائیں جانب
دیکھیں۔۔۔اس نے وہاں دیکھا۔۔وہ ڈائری اور وہ
تمام چیزیں جو اس سے منسلک تھیں سب میں نے
وہاں رکھ دی تھیں تا کہ وہ اٹھا سکے۔۔اس نے وہاں
دیکھا اور حیرت سے ہلکے سے چیخ ماری جو اسکے حلق
میں ہی دب کر رہ گئی۔۔۔۔
وہ ان تمام چیزوں کو پہچانتی تھی۔۔۔اس سے
تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں سے ان چیزوں کو
اٹھایا۔۔۔غور سے دیکھا اور سینے سے لگا کر پھوٹ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

اس نے پھر میسج کیا۔۔۔

"تم کون ہو؟"

وہی جس سے تم ابھی شکوہ کر رہی تھیں۔۔۔

میں نے جواب دیا۔۔۔

کک کک کیا؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔۔۔۔

"ہونے کو سب کچھ ہوسکتا ہے۔۔۔محبت بھی۔۔۔وہ بھی آ پکو۔۔۔اور وہ بھی مجھ سے۔۔۔۔جب اتنا کچھ ہوسکتا ہے تو اور کیا نہیں ہوسکتا۔۔۔؟"

"میں نہیں مان سکتی کہ تم سلمان ہی ہو۔۔۔۔"

مان جاوگی۔۔۔۔کچھ ہی دیر بعد۔۔۔۔

تبھی مجھے واپس لوٹنے کا اشارہ مل گیا اور میں نے اسکو آخری میسج لکھ کر بھیج دیا۔۔۔۔

میں نے لکھا کہ اب میری ایک خواہش پوری کردو۔۔ وہ یہ کہ اپنے محبوب کے پاس لوٹ جاو۔ وہ آج بھی تمہارا وہیں انتظار کر رہا ہے جہاں تم نے اسکا میرے لیے ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔اور یہ کچھ چیزیں ہیں۔۔۔پڑھ کر جلا دینا۔۔۔تمہارے ہر سوال کا جواب ہے اس میں۔۔۔اچھا آئیندہ اس نمبر پہ میسج مت کرنا کیونکہ اب اس نمبر سے تم کو کوئی جواب نہیں مل پائے گا۔۔۔

چلتا ہوا۔۔۔۔

تمہارا مرحوم۔۔۔۔"

تبھی اس جگہ ایک گول دائرے کی شکل میں سفید روشنی پیدا ہوئی۔۔۔وہ بھی حیرانی سے اس روشنی کو دیکھنے لگی۔۔۔تبھی میں نے اس روشنی کے دائرے میں کھڑے ہوتے ہی اپنا آپ ظاہر کر دیا۔۔مجھے دیکھتے ہی اس نے زور سے مجھے پکارا۔۔۔۔میں اسکو ہاتھ ہلا رہا تھا۔۔۔اور وہ روتے ہوئے میرا نام پکارتے ہوئے رک جانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔۔

مگر میں جتنا وقت ادھار لے کر آیا تھا وہ پورا ہو چلا تھا۔۔۔

میں آسمان کی طرف اٹھنے لگا اور اسکو دیکھ کر ہلاتا رہا۔۔۔۔

اسکے ہاتھ بھی خلا میں ہلتے نظر آ رہے تھے۔۔۔۔

یوں میں ایک دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچ گیا۔۔۔۔۔

جہاں سب مستی میں جھوم رہے تھے اور کچھ مجھے واپس لوٹ آنے پر مبارکباد دے رہے تھے۔۔۔۔!!!

"وہ چاہے تو کیا نہیں ممکن۔۔۔

وہ نا چاہے تو کیا کرے کوئی۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سپاہی

عائشہ سلیم انجم

خدا نے مجھے ایک جنم سے نوازا ہے، اگر سات جنموں سے ں واز تا تو بھی میں ہر جنم میں شہادت کی آرزو کرتا

۔۔۔۔۔کیونکہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن

نا مال غنیمت، نا کشور کشائی

کسی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم کو موت سے ڈر نہیں لگتا؟ کیا تم موت کو اپنے سامنے دیکھ کر کانپ نہیں جاتے ؟۔۔۔۔کیا تم کو اتنا یقین ہے اپنی صلاحیتوں پر کہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے مات دے دو گے؟ کیا تمہیں اپنوں سے بچھڑنے کا ڈر نہیں لگتا؟ کہیں چھپ کر گھٹ گھٹ کر مرنے کا تصور ڈراتا نہیں کیا تمہیں؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں خاموشی سے مسکرا دیا تھا۔

"میں سپاہی ہوں اور سپاہی ڈرانہیں کرتے کیونکہ اگر سپاہی ایک دن بھی ڈر گیا تو لوگ روز ڈریں گے "میرے جواب پر وہ خاموش ہو گیا۔اور میں اٹھ کر وہاں سے چلا آیا۔اس کے لیے اتنا جواب ہی کافی تھا۔

"حیدر۔۔۔۔۔ "امی جان کی آواز پہلے سے زیادہ بلند تھی۔حیدر نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔لیکن بستر چھوڑنے کا ارادہ کرنے سے قاصر رہا۔

"حیدر۔۔۔۔۔اٹھ جاورنہ جوتی لے کر آ رہی ہوں میں "امی جان کی آواز ایک دفعہ پھر سنائی دی اور اس دفعہ وہ کمبل ہٹا تا اٹھ بیٹھا۔کچھ بعید نہیں تھا کہ امی جان ایسا کر گزرتی۔جوان جہان بیٹے پر تشدد کرتے انھیں ذرا بھی رحم نا آتا تھا۔حیدر بستر سے نکل آیا اور واشروم میں گھس گیا۔

باہر نکلا تو بیڈ کی حالت درست کی جا چکی تھی،کمبل بھی تہہ کیا جا چکا تھا گویا امی آ کر گئی تھیں۔اگر انکی جگہ عارفہ آتی تو سب سے پہلے حیدر کو صلواتیں سناتی پھر کمرہ ٹھیک کرتی اور پھر جاتی۔

وہ باہر نکل آیا۔"عارفہ چائے لانا " کیچن کی طرف رخ موڑ کر آواز دی اور پھر لاونج میں آ گیا جہاں امی بیٹھی تسبیح کر رہی تھیں۔انھیں منانا بھی تھا ابھی۔

"السلام وعلیکم امی "وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام "لہجہ سے ناراضگی ظاہر تھی۔وہ اس کے لمبی تان کر سونے پر اکثر خفا رہتی تھیں۔آج بھی ایسا ہی ہوا تھا رات دیر سے سونے کے باوجود وہ صبح وقت پر اٹھ نا پایا۔اور ہمیشہ کی طرح امی کا پارہ ساتویں آسمان کو چھو گیا۔

"عارفہ۔۔۔۔۔۔چائے تو لا دو۔۔۔ "وہ وہیں سے چلایا۔

"عارفہ کالج گئی ہے "امی نے جواب دیا۔اور پھر سے رخ موڑ گئیں۔یہ ناراضگی کا صاف اعلان تھا وہ اسے چائے بھی نہیں دیں گی۔لہذا ان سے توقع بھی نا کی جائے۔

"فضل دین۔۔۔۔۔چائے بنا دو "اس نے ملازم کو آواز دی۔لیکن اس بار بھی جواب امی کی طرف سے آیا تھا" فضلو مارکیٹ گیا ہے "

"امی چائے مل سکتی ہے کیا؟ "وہ براہ راست امی سے مخاطب ہوا۔

"بلکل نہیں۔اتنی دیر سے اٹھتے ہو نا نماز ادا کرتے ہو نا ہی قرآن کی تلاوت کرتے ہو،ہزار دفعہ اٹھا کر گئی تھی تمہیں مگر مجال ہے جو اس شیطانی نیند کے آگے ہتھیار اٹھا۔۔۔اور اللہ توبہ کرو۔ "وہ گھوم پھر کر اصل موضوع پر آ ہی گئیں ۔ "اب اٹھ کر آ رہے ہو کہ چائے پینی ہے۔۔۔اگر اب بھی میں آواز نا لگاتی تو خدا جانے کب تک سوتے رہتے " "امی میں رات دیر سے سویا تھا۔۔۔کچھ ضروری کام نبٹا رہا تھا اور رات کو میں کسی جنگ میں شریک نہیں ہوتا جو ہتھیار

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اٹھاں۔۔۔۔اور امی آپ صرف تین دفعہ اٹھانے آئیں تھیں مجھے میں نے گنتی کی تھی۔۔۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کا حساب بہت کچا ہے "وہ معصومیت سے کہتا انھیں مزید تپا گیا

"بہت خوب مجھے دلیلیں دے رہے ہو یہ نہیں کے شرم سے پانی پانی ہو جا۔۔۔ایک عارفہ ہے نماز روزے کی پابند ۔۔میری سلجھی ہوئی بچی۔۔۔مرغے کی بانگ پر اٹھ جاتی ہے اور ایک تو ہے الو کی طرح دن چڑھے سوتا ہے نا نماز کا خیال نا قرآن کا۔۔۔ "وہ اپنا غصہ اتار رہی تھیں اور حیدر چپ چاپ سن رہا تھا کیونکہ وہ سہی کہہ رہی تھیں۔عارفہ انکی سلجھی ہوئی بچی تھی اور وہ خود انکا بگڑا ہوا الو۔۔۔۔

"بیٹا نیند میں کچھ نہیں رکھا۔نماز پڑھا کر۔۔۔اللہ کو یاد کیا کرتا کہ اللہ بھی تجھے روز حشر میں یاد رکھے اور تیری بخشش کرے۔ "انکا انداز اب سمجھانے والا تھا۔

"جی امی میں سمجھ رہا ہوں "وہ سر جھکا کر بولا آ گویا شرمندہ ہو تبھی امی جان نے بات بدلنا مناسب سمجھا آج کے لیے اتنا لیکچر کافی تھا۔

"میں چائے لاتی ہوں ساتھ آشتہ بھی لگا رہی ہوں۔۔۔خالی پیٹ چائے مت پینا "وہ اس کے سر پر پیار کرتی تسبیح رکھ کر اٹھ گئی۔

اور وہ مسکرا دیا۔ماں ماں ہوتی ہے۔۔۔۔پل میں تولا پل میں ماشا۔۔۔

----------%%----------

"بات سنو "وہ کمرے میں آیا تو عارفہ پڑھنے میں مصروف تھی۔

"جی بھائی "

"مجھے اس مرغے کا ایڈریس دو ذرا "وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔عارفہ حیران ہوئی کیونکہ بات ہی بے تکی تھی۔

" کونسا مرغا؟"

"وہی جس کی بانگ پر تم اٹھ جاتی ہو۔ "وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔لیکن عارفہ کو وہ اپنے حواسوں میں ں الگا۔"بھائی شاید آپ کو نیند آ رہی ہے "

"ارے امی ں ے ہی بتایا ہے کہ تم مرغے کی بانگ پر اٹھتی ہو،بس پھر میں نے بھی سوچ لیا میں وہ مرغا ہی خرید لوں گا "اس نے اپنا مقصد بتایا تو وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔کچھ نہیں ہو سکتا حیدر کا۔

----------%%----------

"بھائی اپ ی چیزیں سنبھال کر رکھا کریں،لوگ کیا کہیں گے۔۔۔۔۔اپنی چیزیں سنبھال نہیں سکتے اور چلیں ہیں فوجی بننے "وہ حسب معمول اسکا پھیلاوا سمیٹنے میں مصروف تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"عارفہ سیریسلی وہ میرا سسرال نہیں ہے جہاں مجھے سگھڑں اہونے کے طعنے ملیں گے۔ "حیدر گھڑی باں دھتے ہوئے بولا۔۔

"آپ کو کسی نے لڑکی ہی نہیں دینی۔۔۔۔تو سسرال کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔

"تم ہی جاگی بہنا میرا رشتہ لے کر "وہ رومال جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"ہو ہی نا جائے ایسا "وہ مزید تپ گئی۔

"اچھا میں جا رہا ہوں امی کو بتا دینا "وہ شیشے میں ایک نظر خود پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا اور عارفہ سر جھٹکتے اسکا پھیلاوا سمیٹنے لگی۔

----------%%----------

وہ آئی ایس ایس بی کلیئر کرنے کے بعد اکیڈمی جوائن کر چکا تھا۔اس کے گھر سے نکلتے وقت عارفہ آبدیدہ ہوگئی تھی جبکہ امی نے اسے حوصلہ دیا تھا۔انھوں نے اسے رخصت کرتے وقت کہا تھا "جس کام کے لیے جا رہے ہو اس کا حق ادا کرنا،اس میں خیانت نا کرنا "وہ ان کی بات سمجھ گیا تھا۔پھر ان سے الوداع لے کر وہ چلا گیا۔اپنی منزل کی طرف اپنے مقصد کو پانے کے لیے۔

سنو اے زرد پتوں کے موسم

میرے چمن کا رخ نا کرنا تم

تیرا ایک بھی سنگدل جھونکا

وہاں تک پہنچ ں اپائے گا

کہ رستے میں حائل سپاہی جان دے دے گا

کہ جب وہ تجھ سے ٹکرائے گا

تو تیرا حشر کر دے گا

سنو ذرا سی عقل رکھو تو

یہی سے لوٹ جانا تم

کہ سپاہی مار ڈالے گا،سپاہی مار ڈالے گا

اسکے پہلے بھی دشمن ہیں۔۔۔۔وہ دشمن اور بنائے گا

چمن کی بقا کی خاطر وہ تجھ کو مار ڈالے گا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سپاہی مار ڈالے گا۔

----------&&----------

اسکے اکیڈمی جانے کے بعد گھر یک دم سنسان سا لگنے لگا تھا۔امی جان اپنی عبادت میں مشغول رہتی تھیں اور عارفہ پورے گھر میں بولائی بولائی پھرتی تھی۔اس گھر کے درودیوار اب حیدر اور عارفہ کی نوک جھوک سننے کو ترس گئے تھے وحید صاحب کا زیادہ وقت فیکٹری میں گزرتا تھا۔عارفہ جب بور ہو جاتی تو حیدر کے کمرے پر دھاوا بول دیتی۔اسکے پسندیدہ نغمے سنتی۔۔۔۔کچھ وقت وہیں گزارتی اور پھر باہر آ جاتی۔وقت یونہی گزر رہا تھا۔اور پھر ایک دن حیدر کی واپسی ہوئی۔اس کے جاندار قہقہوں سے اس گھر کے درودیوار پھر سے سیراب ہو گئے۔

پورے گھر میں آتما بن کر پھرنے والی عارفہ اب بھائی کے آس پاس منڈلاتی رہتی۔وحید صاحب اسے پکڑ کر فیکٹری لے جاتے،کافی دیر وہاں بیٹھ کر گپیں لگانے کے بعد وہ گھر آ جاتا تو امی جان پکڑ لیتی۔اس سے نمازوں کے بارے میں پوچھتی اور اپنا فرض ایمانداری سے ادا کرنے کا سبق دیتیں۔

وہ خاموشی سے انھیں سنتا رہتا۔

"بیٹا کبھی کسی محاذ پر جا اور دشمنوں سے سامنا ہو تو انھیں بتا کر آنا کہ تم "میرے "بیٹے ہو،اپنی پیٹھ پر وار مت سہنا ۔۔۔۔۔اپنے سینے پر وار سہنا۔۔۔بتا کر آنا انھیں کے مومن جب میدان میں آتا ہے تو دشمن کو زیر کر کے ہی دم لیتا ہے۔شہادت سے گھبرانا مت میرے بچے۔رب نے اسکا بڑا اجر رکھا ہے "وہ اس سے کہتی اور وہ انھیں دیکھ کر رہ جاتا۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس کی ماں بلند حوصلے والی ہے۔لیکن یہ وحید صاحب ہی جانتے تھے کہ حیدر کے جانے کے بعد انھیں سنبھالنا کتنا مشکل کام ہوتا تھا۔وہ بیٹے کا حوصلہ پست نہیں کرنا چاہتیں تھیں۔جب اس من زل پر قدم رکھا تھا تو سینہ تان کر چلنا تھا۔

----------%%----------

"عارفہ یار

بس کرو۔۔اتنا کھلا گی تو گول گپہ بن جاں گا "وہ اسکا ہاتھ روکتے ھوئے بولا۔عارفہ جو اسے مسلسل کھلائے جا رہی تھی رک گئی۔"اچھا لیکن دوپہر تک اسے ختم کر دینا میں کیچن میں رکھ دیتی ہوں "

"اوکے اوکے "وہ فورا بولا۔

"بھائی کبھی تو لمبی چھٹی لے کر آیا کریں "وہ اسکے کل چلے جانے پر خفا تھی۔

"لڑکی خدا کا شکر کرو کہ اتنی چھٹی بھی مل گئی۔ "

"لیکن۔۔۔۔۔۔۔ "وہ کچھ کہنے لگی تھی لیکن چپ ہو گئی۔کہنے کا فائدہ نا تھا۔اس کے کہنے سے ں اہی حیدر رک

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سکتا تھا اور نا ہی اس نیر کنا تھا۔

"اگلی دفعہ جب آں گا تو ازالہ کردوں گا۔۔۔تمہیں ڈھیر ساری شاپنگ کرواں گا "اس نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔تو وہ رودی۔ بھائی سے اتنے دن کی دوری رلانے کے لیے کافی تھی۔

"ارے پگلی اگر اس طرح رو کے رخصت کروگی مجھے تا کہ پریشان رہوں؟ "حیدر کی بات پر اس نے فورا نفی میں سر ہلایا۔وہ اسے پریشان کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

"پھر چپ ہو جا خوشی خوشی مجھے الوداع کہو اور میرے لیے دعا کرو "وہ پچکارتے ہوئے بولا۔عارفہ نے فورا آنکھیں رگڑیں گویا اب نہیں روئے گی۔

"یہ ہوئی نا بات "حیدر مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

" کیا تم امی کا خیال رکھتی ہو؟یاں انھیں بھی پریشان رکھتی ہو "وہ اسے بہلانے لگا۔لاڈلی بہن کے آنسوا سے تکلیف پہنچا رہے تھے۔

"جی نہیں بھائی۔۔۔میں امی ابو کا بہت سا خیال رکھتی ہوں "اس ں ے فورا اس کی اصلاح کی تو حیدر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ایک دن کیسے بیت گیا اندازہ ہی نا ہوا۔حیدر چلا گیا تھا۔لیکن اب کی بار سب نے اسے خوشی خوشی الوداع کہا تھا۔

عارفہ نے اب کی بار آنسوں پر قابو پا لیا تھا۔وہ بھائی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس کے جانے کے بعد سب پھر سے معمول پر آ گیا جیسا اس کی غیر موجودگی میں ہوا کرتا تھا۔

رات کی تاریکی میں وہ اپنے پرا سے ذرا دور کھڑا تھا۔اس کے ساتھ اسکا ساتھی بھی تھا۔کسی کام کے سلسلے میں انھیں اپنے پرا سے دور جانا پڑا تھا۔

"احسن؟؟ "حیدر نے اچانک اسے پکارا تو وہ چونک گیا۔

" کیا ہوا؟ "اس نے وجہ جاننی چاہی۔

"مجھے وہاں روشنی کی جھلک نظر آئی ہے شاید ہمارے علاوہ کوئی اور بھی وہاں موجود ہے "حیدر ایک سمت میں دیکھتا ہوا بولا تو احسن نے بھی ادھر دیکھا۔وہاں اب اندھیرا تھا۔

"حیدر تمہاری آنکھوں کا دھوکہ ہوگا،وہاں کوئی روشنی نہیں ہے یہ آرمی ایریا ہے یہاں بھلا کون آئے گا؟ "احسن نے اس کے خیال کی نفی کی۔

"نہیں۔۔میری آنکھوں کا دھوکہ نہیں ہے،آرمی ایریا میں اس وقت کوئی ہو سکتا ہے تو وہ۔۔۔ہمارا دشمن ہی ہوگا ۔۔ہمیں وہاں چلنا چاہیے اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے "حیدر پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"ٹھیک ہے چلو "

وہ آگے بڑھنے لگے۔وہ دبے پاں چل رہے تھے شاید زمین بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ کوئی اس کے سینے پر قدم رکھ رہا ہے۔لیکن وہ چل رہے تھے۔

"حیدر وہ دیکھو۔۔۔ "احسن نے اسے سامنے دیکھنے کا کہا۔درختوں کے بیچ بیچ وہ لوگ موجود تھے۔وہ کچھ بول رہے تھے۔ان کی آواز حیدر اور احسن کے کانوں تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"تم لوگ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتے، جانتے ہو وہ مسلمان ہیں وہ روزہ رکھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں۔۔۔۔حج کرتے ہیں۔۔۔ان کی یاترا ہماری یاترا کی طرح نہیں ہوتی انکی عبادت اور ہے۔۔۔۔وہ ہمارے خلاف جنگ کی تیاری کرتے ہیں کبھی تم ان کے پاک کلام کو پڑھو تو پتہ لگے کہ وہ تب تک لڑیں گے جب تک ہر کافر کا خاتمہ نہیں کر دیتے۔وہ دن میں پانچ بار نماز پڑھ کر خود کو مضبوط بناتے ہیں، وہ اپنے نبی کے نام کو کبھی مٹنے نہیں دیں گے اس واسطے ہمیں بھی نیند سے بیدار ہونا ہوگا تا کہ اپنا دفاع کر سکیں۔آج ہم انکا خاتمہ کر دیں بس کچھ دیر اور۔۔۔۔ہمارا سگنل ملتے ہی ہمارے ساتھی حملہ کر دیں گے۔۔۔؟ کیا تم سب تیار ہو؟ "انکے لیڈر کی آواز وہ سن رہے تھے۔

"جانتے ہو میری ماں کی خواہش کیا ہے؟ "حیدر کی روشن آنکھوں نے احسن کو دیکھا۔ " کہ اپنے وطن کے لیے شہید ہو جاں، اور اپنے سینے پر وار سہوں۔۔۔۔مجھے لگتا ہے آج وہ دن آ گیا ہے۔۔۔۔ہمیں انھیں سگنل دینے سے پہلے زیر کرنا ہے تم چوکی پر اطلاع دو تا کہ وہاں کا معاملہ وہ لوگ سنبھال لیں "حیدر کے کہنے پر اس نے فوراً عمل کیا۔انھیں وقت ضائع نہیں کرنا تھا۔ہر قدم احتیاط سے اٹھانا تھا۔

وطن کی دھرتی، میں آ گیا ہوں

تیرا سر پھرا سپاہی، تیری آغوش میں سونے

لڑائی لڑ کر آیا ہوں

فاتح بن کے آیا ہوں

بتا آیا ہوں دشمن کو

جان سے گزر تو جاں گا

مگر تیرا سایہ مٹاں گا

مٹا دیا اسے میں نے

اسے میں نے ختم کر ڈالا

میری دھرتی۔۔۔۔تیرے سینے سے اسکی جڑ اکھاڑ آیا ہوں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں بہت تھک کر آیا ہوں

سپاہی تھک گیا ہے اب

اسے اپنی آغوش میں لے لے

کہ اب یہ اٹھ نا پائے گا

کہ اب یہ لڑ نا پائے گا

کبھی پھر جی نا پائے گا

میری سوہنی دھرتی اب۔۔۔۔اپنی آغوش میں لے لے

تیرا سپاہی آیا ہے، بڑا ہی تھک کر آیا ہے

فاتح بن کے آیا ہے

----------%%----------

وہ آرام سے چلتے ہوئے انکے ٹھکانے کے پاس پہنچ گئے تھے۔اگلا کام حملہ کرنا تھا۔ان کو زیر کرنا تھا۔یک دم انھیں دھماکے کی آواز آئی یقیناً انکی چوکی سے ہی آئی تھی۔وہ سب الرٹ ہو گئے۔حیدر نے بھی ان پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی ہے یاں وہ دشمن کے دانت کھٹے کر چکے ہیں۔لہذا وہ انکا کام یہیں تمام کرنا چاہتے تھے۔

"احسن چلو "اس نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔وہ درختوں کی لکڑی کے پیچھے چھپے فائرنگ کر رہے تھے۔رات کے سناٹے کو گولیوں کی گھن گرج نے چیر کر رکھ دیا تھا۔وہ مسلسل ان پر گولیاں برسا رہے تھے۔کچھ وقت بعد خاموشی چھا گئی۔شاید سب مارے گئے تھے۔حیدر نے آگے ہو دیکھا۔لاشیں جگہ جگہ گری پڑی تھیں۔

لیکن عین اسی وقت ایک وجود میں حرکت ہوئی، چند گولیوں نے انکی طرف کا سفر کیا۔دونوں گلیاں احسن کے کندھے میں جا گھسیں۔حیدر نے اسے دوسرا موقع ہی نہیں دیا اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔احسن "وہ تسلی کر لینے کے بعد اسکی جانب آیا۔

"تم۔۔تم۔۔۔۔جاو ہاں جا کر دیکھو میں ٹھیک ہوں "وہ بمشکل بولا۔دو گولیاں ایک ہی کندھے پر وہ بمشکل برداشت کر پا رہا تھا۔

"سب مارے گئے ہیں یہاں، تم۔۔اٹھو ہمیں چوکی تک جانا ہے۔۔۔۔۔۔ "حیدر نے اسے سہارا دے کر اٹھایا تھا۔ میں چوکی کے قریب پہنچا تو گولیوں کی آواز سنی۔ابھی میں ٹھیک سے حالات کا جائزہ نہیں لے پایا تھا۔میں نہیں جانتا تھا کہ کس کا پلڑا بھاری ہے۔میری نظر درخت کی۔اوٹ میں چھپے بندے پر ٹھہر گئی۔احسن کو میں پیچھے بٹھا کر

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آ گے جائزہ لینے آیا تھا۔ وہ بندہ خود کش جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ اسے اسکا ارادہ بھانپنے میں ایک سیکنڈ لگا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا میں آ گے بڑھ گیا آج اپنا فرض ادا کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ نجانے کیا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا اسے احساس ہی نا ہوا اور میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

میرے وطن کی دھرتی میں آ گیا ہوں

تیری آغوش میں سونے کو

میں برق رفتاری آ گے بڑھا اور اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔۔۔ پھر ایک آواز ابھری تھی شاید۔۔۔۔ کچھ پل کے لیے سب دھندلا گیا۔۔۔ لیکن پھر میں نے دیکھا کہ وہاں آ گ کے شعلے تھے۔۔۔ میرا دشمن مارا جا چکا تھا۔ مجھے فتح نصیب ہوئی تھی۔

میں کچھ دیر کھڑا اس آ گ کو دیکھتا رہا پھر مجھے وہاں آہٹ محسوس ہوئی میرے ساتھی وہاں آئے تھے مگر کوئی مجھے دیکھ نا پایا۔ ان کے ساتھ احسن بھی تھا۔ وہی یقیناً انھیں یہاں لایا تھا۔ پھر میں نے انھیں کہتے سنا تھا۔ حیدر شہید ہو گیا۔ کیا واقعی میں شہید ہو گیا تھا؟ میں نے سوچا۔۔۔ شاید وہ ٹھیک کہہ رہے تھے۔ میرا جلا ہوا وجود ان کے سامنے تھا۔ وہ مجھے وہاں سے لے گئے تھے۔

میں بہت تھک کر آیا ہوں

سپاہی تھک گیا ہے اب

اسے اپنی آغوش میں لے لے

کہ اب یہ اٹھ نا پائے گا

کہ اب یہ لڑ نا پائے گا

کبھی پھر جی نا پائے گا

میری سوہنی دھرتی اب۔۔۔ اپنی آغوش میں لے لے

تیرا سپاہی آیا ہے، بڑا ہی تھک کر آیا ہے

فاتح بن کے آیا ہے

----------%%----------

میرے تابوت کو میری ماں کے سامنے رکھا گیا۔۔۔ عارفہ۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔ میرے ابو کی آنکھ پر بھی نمی تھی مگر میری ماں کا حوصلہ قابل دید تھا۔ مجھے لگا وہ خوش ہیں، شاید مسکرا رہیں ہیں۔ آج انکا حیدر شہید ہوا تھا آج انکا چہرہ پر نور ہوا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ابو عارفہ کو تسلی دے رہے تھے۔۔میں جانتا تھا وہ چپ ہو جائے گی۔۔۔اسے بھی صبر آ جائے گا لیکن مجھے اب جانا تھا۔ جہاں سب شہدا ملتے ہیں۔ مجھے بھی وہیں جانا تھا۔

اور پھر میں چلا گیا، اپنا فرض ادا کر کے میں چلا گیا۔ اپنے وطن کی حفاظت مرتے دم تک کر کے یہ سپاہی چلا گیا۔

---------%%---------

"اگر آج ہم ان اوراق کو الٹ کر دیکھیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کوئی راہ چلے مارا گیا، کسی کو گھر میں گھس کر مار دیا گیا۔۔۔۔۔۔کوئی دوران سفر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تو کوئی سسک سسک کر مرا "وہ سٹیج پر کھڑی بول رہی تھی اور سب اسے خاموشی سے سن رہے تھے۔

"آ جکا پاکستان وہ پاکستان نہیں ہے جسکا خواب ہمارے بانی نے دیکھا تھا۔ آج ہر کوئی مفکر بنا بیٹھا ہے آج ہر کوئی اسے سنورانے کے نام پر برباد کرنے بیٹھا ہے۔۔۔۔۔آج ہر کوئی ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہے۔۔۔۔میں پوچھتی ہوں پاکستان کے ان نام نہاد ٹھیکہ داروں سے کہ کیا ایسے پاکستان کے لیے ہمارے قائد نے اپنے شب و روز کا چین برباد کیا تھا؟، کیا ایسے پاکستان کا خواب علامہ محمد اقبال نے دیکھا تھا؟، کیا ایسے پاکستان کے لیے ماوں نے اپنے بیٹے اور بہنوں نے اپنے بھائی قربان کیے تھے؟۔۔۔۔اگر یہ۔۔۔۔پاکستان کے نام نہاد ٹھیکہ دار مجھے ان سوالوں کے جواب دے پائیں تو سن لیں۔۔۔قائد اعظم جیسے لیڈر روز روز نہیں آیا کرتے، اقبال جیسے مفکر مائیں روز روز پیدا نہیں کرتیں، روز روز بہنیں اپنے بھائیوں کو شہادت کے لیے تیار نہیں کرتیں۔۔۔اسی لیے اس ملک کی حفاظت کرو "اج اسکا چہرہ مطمئن تھا، آج وہ حیدر کی بہن لگ رہی تھی اپنی ماں کا عکس لگ رہی تھی۔۔آج وہ عارفہ لگ رہی تھی۔

"جو ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ سن لے کہ ہماری سرحدیں غیر محفوظ نہیں ہیں۔۔۔ہمارے جوان وہاں ہمہ وقت موجود ہیں تمہاری اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے۔ سن رکھو اگر ان کے بس میں ہوتا تو شہادت کے بعد ان کی روحیں بھی سرحد پر ڈیرہ ڈالے بیٹھی رہتیں۔۔۔ "اس کی آواز اس کے حوصلے کی طرح بلند تھی۔

"ہم عاشق ہیں۔۔۔ہمیں عشق ہے اپنے وطن سے۔۔۔۔۔۔اور جانتے ہو عشق کی کوئی حدں ہیں، اگر جاننا چاہو کہ عشق کیا ہے تو میرے وطن کے سپاہیوں سے پوچھو۔۔۔

جو پوچھو گے تم کہ عشق کسے کہتے ہیں

سر کاٹ کر اپنا رکھ دیں گے تیری آغوش میں

اسی لیے ہم سے بچ کر رہنا نہیں تو ہم تمہارا وہ حال کریں گے کہ تمہاری داستان تک ں اہو گی دنیا کی داستانوں میں "ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔

"پاکستان زندہ باد "وہ اسپیچ ختم کرتی اسٹیج سے نیچے اتر آئی جہاں امی جان بیٹھیں تھی۔ انکا چہرہ آج بھی مطمئن تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اگر ہوتے میری قسمت میں ساتوں جنم
میں ایک ایک کر کے سبھی تجھ پر نثار کرتا

"شہادت کی آرزو ہر دل میں ہوتی ہے۔ ہر مومن اسے اپنا مقصد سمجھتا ہے۔ اگر ہم انہی وطن کے سپاہیوں کو کہیں گے کہ یہ ہم پر احسان نہیں کرتے، ہمارے ٹیکس کھاتے ہیں تو لعنت ہے ہم پر "وہ اپس ے سامنے بیٹھی لڑکی کو سمجھا رہی تھی۔

"جانتی ہو وہ اہی تمہاری تنقید کو خود پر اثر انداز ہونے دیتے ہیں اور نا ہی تمہاری تعریف کو "سامنے بیٹھی لڑکی نے بیزاریت سے آسے دیکھا۔

"وہ تو سر پھرے عاشق ہیں جنہیں وطن عزیز سے سروکار ہے، تم جیسے لوگوں سے نہیں، اور سہی کہا تم نے وہ ہم پر احسان نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔۔ہاں وہ ہم پر احسان نہیں کرتے وہ خود پر احسان کرتے ہیں کیونکہ شہادت کا اجر رب انھیں دے گا ہمیں نہیں مگر میرے جیسے لوگوں میں اتنی انسانیت باقی ہے کہ اپس ے محافظوں پر طعنے کسنے کی بجائے انکے لیے دعا کریں "وہ بول رہی تھی لیکن سامس ے بیٹھی لڑکی نے رخ موڑ لیا۔

"اور جانتی ہو تم جیسے لوگوں کو ایک دن کے لیے وا ہگہ بارڈر کے پار پھینک دینا چاہیے تا کہ اپنے ٹیکس سے اپنی حفاظت کرو، اس سے یقیناً تمہاری عقل بھی ٹھکانے آ جائے گی "اسے نظر انداز کیے جانے پر غصہ آیا تو وہ بھڑک اٹھی۔ سامس ے بیٹھی لڑکی حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ اس نے اپس ی بات مکمل کی اور وہاں سے چلی گئی۔ ان کی باتیں سنتی عارفہ مسکرا دی۔

"حیدر میرے بھائی۔۔۔۔۔کسی سپاہی کے جذبوں کو زبان دینا ناممکن ہے شاید۔۔۔۔۔ "وہ اپنے تصور میں اس سے مخاطب تھی۔ اور جواباً حیدر مسکرا دیا۔

سای خدائے ذوالجلال
پاکستان زندہ باد

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گمان تھا کہ تم میرے ہو

صاحبہ فردوس

زندگی اسے ایسے دوہراہے پر لے آئی تھی جہاں سیاب واپسی ناممکن تھی آگے بڑھنے کی صورت میں زمر شاہ کو ہمیشہ کے لیے فراموش کرنا پڑتا جو کہ اسکیلیے ناممکن تھا اور پیچھے مڑنے پر اس کی موت اس کا انتظار کر رہی تھی وہ کسی بھی صورت میں آگے نہیں بڑھ سکتی تھی اس لیے اس نے اپنی موت کو ہی گلے لگا لیا تھا اس کی یک طرفہ محبت اسے دن رات موت کے منہ میں ڈھکیل رہی تھی ہر نئی صبح اسے یہ باور اکرنے لگتی تھی کے اس کی زندگی کہ دن اب کم سے کم تر ہوتے جارہ ہے مگر اب اسے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں تھی جب وہ ہی لاپرواہ ہو گیا تھا تو وہ پرواہ کر کے کیا کرتی اسے اب ایسی زندگی چاہیے بھی نہیں تھی جس میں وہ نہیں تھا وہ تھا بھی تو اس کی دسترلیس سے سے بہت دور تھا اتنا دور کے وہ کبھی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی، اس نے کسی سے سن رکھا تھا کہ سچی محبت کے نصیب میں منزلیں نہیں ہوتی ہے اس لیے محبت کو پانے کے ساتھ ساتھ اسے کھونے کا بھی ظرف ہونا چاہیے مگر اس میں اپنی محبت کو کھونے کا ظرف بالکل

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں تھا نا ہی اسے بھولانے کی ہمت تھی بچپن سے جسے چاہا تھا جس کے خواب دیکھے تھے اسے ایک پل میں کیسے بھولایا جاسکتا تھا، اس کی یک طرفہ محبت نے ہی تو اسے برین ٹیومر جیسے مرض میں مبتلا کر دیا تھا اسکا ٹیومر آخری اسٹیج پر تھا وہ ہاسپٹل کے بیڈ پر کٹی طرح کے مشینوں میں جکڑی ہوئی سو رہی تھی مرتے مرتے بھی اس کا دل اس کی زبان اس بے سفاک شخص کا نام لیر ہی تھی اس کے لیے خدا سے دعا گو تھی کے وہ جہاں بھی رہے سلامت رہے اور ایک آخری بار اسے

ملنے اسے دیکھنے آجائے اس کی آنکھیں جو صدیوں سے اس شخص کے دیدار کے لیے ترس رہی تھی کہ وہ ایک آخری بار اسے دیکھ لے پھر وہ اپنی موت کو بھی خوشی خوشی گلے لگا لیگی اپنے رب سے کوئی شکوہ کیے بغیر۔

☆☆☆

آنیہ شاہ وقار شاہ اور تلعت شاہ کی ایک لوتی اولاد تھی جس کے قدموں میں دنیا کی ہر قیمتی شے موجود تھی وہ جس چیز پر ہاتھ رکھتی وہ اس کی ہو جاتی مگر جب اس نے زمر شاہ کو چاہا تو موت کے گھاٹ اتر گی، زمر شاہ اس کے تایا اکبر شاہ کا ایک لوتا سپوت جس کیہاتھ میں پوری شاہ انڈسٹری تھی جو اپنی شاندار پرسنالیٹی کے وجہ سے ساری لڑکیوں میں مشور تھا ساری لڑکیاں اس کے پیچھے پاگل تھی مگر وہ اپنی پھپھو زاد اسما حسین پر دل و جان سے قربان تھا اکبر شاہ وقار شاہ شہناز شاہ یہ تینوں بہن بھائی میں بچپن سے اتنی محبت تھی کے انھوں نے طے کر لیا تھا کے وہ ہمیشہ ایک ساتھ رہ گے اس لیے ان تینوں نے ایک ہی جگہ اپنا گھر تعمیر کروایا تھا اکبر شاہ کی بیوی ثریا شاہ وقار شاہ کی بیوی تلعت شاہ کو اپنی نند کے ساتھ رہنے میں کوئی اعتراض نہیں تھا شہناز شاہ کے شوہر باقر حسین اسما حسین کی پیدائش کے وقت ہی ایکسڈنٹ سے فوت ہو چکے تھے ان تینوں بہن بھائی کی ایک ایک ہی اولاد تھی جن کی آپس میں بہت بنتی تھی آنیہ شاہ بچپن سے ہی بہت نازک مزاج لڑکی تھی وہ ہر وقت زمر شاہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے

دیکھنا چاہتی تھی جب بھی زمر شاہ سے اس کی جھڑپ ہو جاتی اور وہ اس سے بات نہیں کرتا تو وہ کئی دنوں تک بخار میں مبتلا رہتی تھی پورا گھر اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتا تھا کیونکہ وہ گھر میں سب سے چھوٹی اور سب سے لاڈلی تھی اس کی بات کو اس کی کسی بھی خواہش کو رد کرنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی وقت تیزی سے بیت رہا تھا وہ تینوں شعور کی منزل پر آپہنچے تھے وقت کے ساتھ ساتھ آنیہ شاہ کی محبت اور پختہ ہوتے گی تھی جب زمر شاہ آگے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے لندن جا رہا تھا تب وہ ہی سب سے زیادہ روئی تھی وہ تو اس سے ایک دن کی بھی دوری برداشت نہیں کر سکتی تھی پھر یہ تو تین سال کی بات تھی زمر شاہ سے تین سال کی دوری پر بھی اس کی محبت میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا بلکے اسے حاصل کرنے کی پیاس اور زیادہ بڑھتے چلے گی تھی اس نے بھی زمر شاہ کی طرح بزنیس کے فیلڈ کا انتخاب کیا تھا وہ BBA کر رہی تھی اور اسما ایک کامیاب فیشن ڈیزائنر تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آنیہ شاہ یونیورسٹی سے تھکی ہارگھر لوٹی تھی اس نے اپنا سر صوفے کی پشت پر ٹیکا دیا اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ گی تبھی اسما وہاں آ دھمکی اور اسے بولی۔

"آنیہ اٹھو نا مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے"۔اسما کی آواز سن کر وہ ہنوز آنکھیں بند کیے بولی۔

"تم بولوں میں سن رہی ہو"۔

"تمہیں پتا ہے کون آ رہا ہے"۔اسما چہکتے ہوئے بولی۔

"کون آ رہا ہے"۔وہ بیزارگی سے گویا ہوئی۔

"کل زمر شاہ آ رہا ہے لندن سے وہ بھی پورے تین سال بعد"۔اس کی بات سن کر آنیہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی وہ اسما کے پاس آ گی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو"۔اس کی بات سن کر اسما نے اثبات میں سر ہلا دی اب اس کی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ نہیں تھا کچھ دیر پہلے کی تھکن ایک پل میں اڑن چھوں ہوگئی تھی وہ خود کو ہواں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی اس کا بس چلتا تو وہ ساری دنیا کو اپنی خوشی میں شامل کر دیتی خوش تو اسما بھی بہت تھی کیونکہ وہ جس کو چاہتی تھی وہ بھی تو اسے اتنے ہی شدت سے چاہتا تھا اسے ہی اپنا سب کچھ مانتا تھا وہ دونوں اپنے اپنے جگہ مسرور تھے اور اپنے خیالوں کی دنیا میں گم تھے۔

☆☆☆

گھر میں زور وشوروں سے زمر شاہ کے استقبال کی تیاریاں شروع تھی گھر کے سبھی افراد آئیر پورٹ جانے کی تیاری میں مصروف تھیں سوائے اس کے وہ چاہتے ہوئے بھی سب کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی کیونکہ آج اس کا بہت ضروری ٹیسٹ تھا اس لیے وہ بے دلی سے تیار ہو کر یونیورسٹی چلی آئی وہ بار بار گھڑی میں وقت دیکھ رہی تھی وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی اس نے اجلت میں کار اسٹارٹ کی اور تیزی سے ڈرئیونگ کرنے لگی جلدی گھر پہنچنے کے چکر میں وہ ہاسپٹل جا پہنچی تھی اس کا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی مگر ڈاکٹر کے کہنے کہ

مطابق اسے اندرونی ہرٹ ہوا تھا مگر اس نے ڈاکٹر کی بات ہنس کر ٹال دیا اور ڈاکٹر سے کہہ دیا کے اس کے پیرنٹس کو نا بتائے کیونکہ اس کے والدین اس کے لیے بہت زیادہ فکر مند رہتں تھیں اس کا ناخون بھی دکھتا تو وہ دونوں بہت پر یشان ہو جاتے تھیں جب گھر کے تمام افراد کو اس کے ایکسڈنٹ کی خبر ہوئی تو وہ سب دوڑے چلیں آئیں ان میں وہ بھی شامل تھا اسے اتنے سالوں بعد دیکھ کر وہ کھل اٹھی تھی جو بھی درد تھا وہ چوٹکیوں میں غائب ہو چکا تھا زمر اس کے پاس آیا اور ڈانٹنے کے انداز میں بولا۔

"یہ کیا حرکت تھی آنیہ تم اتنی تیز رفتار سے کار کیوں چلا رہی تھی تمہیں کچھ ہو جاتا تو ہمارا کیا ہوتا؟"۔اب وہ اسے کیا "تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے ایک دن ہماری جان چلی جائے گی"۔تلعت شاہ روتے ہوئے بولیں تو وہ انھیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

روتا دیکھ کر اپنی جگہ تڑپ اٹھی۔

"ڈیڈ مام کو سمجھائے نا میں بالکل ٹھیک ہو مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے"۔

"بیٹا آپ کی مام ٹھیک کہہ رہی ہے آپ نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی"۔وہ انھیں کیا کہتی کے وہ زمرشاہ کے عشق میں بری طرح گرفتار ہے اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے یہ تو بس ایک چھوٹا سا ایکسڈنٹ تھا گر اسے اپنی جان کی بازی بھی لگانی پڑتی تو وہ خوشی خوشی یہ بھی کر

گزرتی تھی پھر وہ ایک دن ہاسپٹل میں رہنے کے بعد گھر آ گئی تھی وہ اپنے روم میں آرام کرنے کے بعد زمرشاہ کے روم میں آ گئی اور بولی۔

"زمرتم میرے لیے گفٹ نہیں لائے؟"۔وہ ہمیشہ سے اسے زمر ہی کہہ کر پکارتی تھی اسے اپنے سامنے دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا تھا۔

"اوہ سوری میں تو بھول ہی گیا تھا تمہیں خیر کوئی بات نہیں تم ابھی میرے ساتھ چلوں میں تمہیں تمہاری پسند کا تحفہ خرید دوگا"۔زمر کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گے وہ اپنے آنسوں کو پیچھے ڈھکیلتے ہوئے بولی۔

"زمرتم بہت برے ہو میں تمہیں اس بات کے لیے کبھی معاف نہیں کروگی تم مجھے یعنی کے آنیہ شاہ کو بھول گے تھے اور تحفہ تو دل سے دیا جاتا ہے دیکھاوے کے لیے نہیں دیا جاتا اگر میں تمہیں یاد نہیں رہی تو کوئی بات نہیں تم دیکھنا زندگی میں کبھی نا کبھی ایسا موڑ آئے گا کے جب تم ہر وقت مجھے یاد کرو گے مگر میں تمہارے پاس نہیں رہوگی"۔اس کی جذباتی باتیں سن کر زمر شاہ ہنسنے لگا تھا۔

"ارے یار پلیز معاف کردو آئندہ کبھی تمہیں نہیں بھولوں گا"۔وہ اپنے کان پکڑتے ہوئے اس سے معافی مانگنے لگا تھا۔

"نہیں میں تمہیں معاف نہیں کروگی"۔وہ غصے کے مارے اپنی جگہ سے اٹھ کر جانے لگی تھی کہ

تبھی زمر شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس کے ہاتھ پکڑنے پر آنیہ شاہ کو 440 والٹ کا جھٹکا لگا تھا وہ اسے دیکھنے لگی تھی اس کا بس چلتا تو وہ اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے قید کر لیتی تھی جس میں صرف وہ تھی اور زمر شاہ تھا۔

"تم سچ میں بہت بے وقوف و جذباتی لڑکی ہو میں تو مذاق کر رہا تھا تم میرے جھوٹ کو سچ سمجھ بیٹھی میں اپنی چھوٹی سی دوست کو کیسے بھول سکتا ہو میں تمہارے لیے بھی گفٹ لایا ہو"۔اس نے آنیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بیٹھا دیا اور خود اپنی وارڈ روب سے گفٹ نکالنے لگا اور وہ کھوئی کھوئی سی اسے دیکھنے لگی زمر شاہ نے ایک خوبصورت سا باکس اس کے طرف بڑھا دیا اس نے وہ باکس تھام لیا اس خوبصورت سے باکس میں ایک خوبصورت سا A بنا ہوا لاکٹ تھا اور گولڈ چین تھی یہ دیکھ کر وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔

"یہ تم میرے لیے لائے ہو"۔وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں میں یہ اپنی ایک لوتی کزن پلس دوست کے لیے لایا ہو تمہیں پسند آیا؟"

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"ہاں بہت اچھا ہے میں ابھی پہنتی ہو"۔وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی چین کو اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے اس کا ہک لگانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ ہک لگ ہی نہیں رہا تھا زمر شاہ دور کھڑا اسے دیکھ رہا تھا پھر اس سے رہا نہیں گیا تو وہ بولا۔

"بے وقوف لڑکی تمہیں تو ہک تک لگانا نہیں آتا ہے لا میں لگا دیتا ہوں"۔پھر زمر اس کا ہک لگانے لگا وہ اسے اپنے قریب دیکھ کر سرشار ہو گی اسے پانے کی تمنا اور زور آور ہو گئی اس کی دعاوں میں اور شدت آ گئی وہ چاہتی تھی اس کی یک طرفہ محبت کے سفر کو منزل مل جائے زمر شاہ بھی اس کا ہاتھ تھام کر کہہ کے "جتنی محبت تم کرتی ہو آنیہ شاہ اس سے بھی زیادہ محبت میں تم سے کرتا ہو"۔وہ ان خوبصورت لمحوں میں ایسا الجھ گئی کے اسے خبر ہی نہیں ہوئی کے زمر شاہ اسے کچھ کہہ رہا ہے زمر شاہ کے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے بولنے پر وہ خواب کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں لوٹ آئی۔

"آنیہ کہا کھو گئی ہو"۔

"کہی نہیں تھنکس اتنا خوبصورت تحفہ دینے کے لیے"۔اتنا کہہ کر وہ وہاں سے اپنے روم میں چلی آئی تبھی اسما دروازے پر دستک دے کر اجازت ملتے ہی اس کے روم میں آ گی اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"

"پہلے سے بہتر ہے"۔وہ مسکراتے ہوئے بولی پھر کچھ یاد آنے پر وہ اسما سے پوچھنے لگی۔

"زمر تمہارے لیے گفٹ میں کیا لایا؟"اس کے پوچھنے پر اسما نے مسکراتے ہوئے اسے اپنا چین لاکٹ بتانے لگی تھی اسما کا لاکٹ بھی اس کے لاکٹ کے طرح تھا بس اس کے سائیڈ سے زیڈ کا اضافہ کیا گیا تھا زیڈ دیکھ کر وہ اپنی جگہ حیران ہو گی اس کے ذہن میں بہت سارے خیالات

جنم لینے لگے تھے اس نے اپنے خیالات کو جھٹک دیا اور اسے اپنا تحفہ بتانے لگی۔

"دیکھوں مجھے بھی زمر نے ایسا ہی گفٹ دیا ہے"۔اس کا تحفہ دیکھ کر اسما مسکرانے لگی۔

☆☆☆

آج سنڈے کا دن تھا گھر کے سبھی افراد لانج میں بیٹھے تھے وہ تینوں بھی وہی فارغ بیٹھے تھے تبھی آنیہ کو آئسکریم کھانے کی سوجھی تھی وہ زمر کے ہاتھ سے آخبار چھنتے ہوئے بولی۔

"زمر چلوں نا ہم آئسکریم پارلر چلتے ہے"۔اس کی بات سن کر زمر شاہ نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

"تم سچ میں پاگل ہو بھلا اتنی سردی میں کون آئسکریم کھاتا ہے"۔

"کوئی نہیں کھاتا ہے تو کیا ہوا ہم تینوں کھاتے ہے نا سردی میں آئسکریم کھانے کا تو ایک اپنا ہی مزا ہے"۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"نانا باتم ہی کھا آئسکریم مجھے اتنی سردی میں بیمار نہیں ہونا ہے"۔اس کی ناسن کر وہ اسما کے پاس آئی اور بولی۔

"اسما تم ہی کہوں نا زمر سے وہ میری بات نہیں مان رہا ہے"۔اسما کو اس پر ترس آ گیا تھا اس لیے وہ زمر سے بولی۔

"زمر چلو نا ہم چلتے ہیں بہت مزا آئے گا"۔اسما کے ایک بار ہی کہنے پر زمر شاہ ہامی بھرتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے چلو چلتے ہے"۔زمر کو یوں ایک منٹ میں مانتا ہوا دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی اس لیے وہ تھوڑا غصے سے بولی

"زمر میں تمہیں کتنی دیر سے کہہ رہی تھی مگر تم منع کرتے رہے اور اسما کے ایک کہنے پر ہی مان گے یہ تو غلط بات ہے نا"۔

"اگر تم دونوں پانچ منٹ میں نہیں آئی تو میرا ارادہ بدل بھی سکتا ہے"۔وہ آنیہ کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولا اس کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی وہ دونوں پانچ منٹ میں اپنا حلیہ درست کر کے آ گے تھے۔

☆☆☆

گھر میں آج معمول سے زیادہ چہل پہل تھی وہ پچھلے کچھ دنوں سے گھر والوں کی کچھ الگ ہی سرگرمیاں دیکھ رہی تھی مام تائی جان پھپھو جان اور اسما روز کئی نا کئی شاپنگ کے لیے نکل جاتے تھے اسے بھی ساتھ چلنے کو کہتے مگر وہ منع کر دیتی کیونکہ ان چاروں کی غیر حاضری میں وہ روز زمر شاہ کے روم میں جاتی تھی کئی دیر تک اس کے روم میں اپنا وقت بتاتی اس کے روم کو اپنے ہاتھوں سے سنوارتی تھی، وہ تلعت بیگم کے روم میں آئی انھیں تیار ہوتا دیکھ کر حیرت سے بولی۔

"مام آج کیا گھر میں کوئی پارٹی ہے؟"اسے بہت دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

"آج بہت خوشی کا دن ہے تمہارے بڑے پاپا نے زمر کے واپس آنے کی خوشی میں پارٹی رکھے ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسما اور زمر کی رینگ سیرمنی بھی ہے"۔ان کی آخری بات سن کر آنیہ کے اوپر جیسے بم گرا تھا اسے تلعت شاہ کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا یہ بات اسے اپنا وہم لگی تھی تبھی وہ تصدیق کرنے کیلیے ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بولی۔

"ما۔۔مام آپ نے لاسٹ میں کیا کہا"۔

"یہی کے رینگ سیرمنی بھی ہے"۔تلعت شاہ اپنی ہی دھن میں تھیں اس لیے اس کے چہرے کے مدوجزر دیکھ نہیں پائیں۔

"ما۔۔مام یہ۔۔یہ کیسے ہوسکتا ہے زمر تو مجھ سے۔۔۔"مارے صدمے کے اس کے منہ سے الفاظ بھی ڈھنگ سے ادا نہیں ہو پا رہے تھے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر تلعت شاہ اپنی تیاری ادھوری چھوڑ کر پورے طرح اس کے طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولیں۔

"بیٹا آپ کو کیا ہوا ہے آپ کی ایسی حالت کیوں ہو رہی ہے؟"

"مام زمر تو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ۔۔وہ کیسے اسما سے منگنی کر سکتا ہے"۔

"کیا زمر نے خود آپ سے یہ بات کہا ہے؟"تلعت شاہ پریشانی سے گویا ہوئیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"نہیں مگر"۔وہ اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے بولی۔

"بیٹا اگر آپ کے دل میں زمر شاہ کے لیے کوئی جذبات ہے تو اسے دل میں ہی رہنے دو کسی پر عیاں مت کرنا کیونکہ زمر اور اسما کی بچپن سے ہی نسبت طے ہے وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہے"۔ان کی باتیں اسے بہت بری لگ رہی تھی آج اسے اپنی ماں کی سخت ضرورت تھی مگر اسے اپنی ماں پرائی پرائی سی لگ رہی تھی، باقر صاحب کے انتقال کے بعد اکبر صاحب نے اپنی بیواہ بہن کا خیال کر کے زمر اور اسما کی نسبت بچپن ہی سے طے کر دیے تھے "مام اگر ان دونوں کی بچپن سے ہی بات طے تھی تو مجھے آج تک لاعلم کیوں رکھا گیا۔۔کیا یہ بات وہ دونوں بھی جانتے ہے"۔

"ہاں بیٹا سب کو اس بات کا علم ہے ہمیں لگا آپ کو بھی پتا ہوگا"۔ان کی بات سن کر اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا اس لیے وہ ان کے روم سے دوڑتے ہوئے نکلی تھی وہ اب زمر شاہ کے سامنے سوالی بنی کھڑی تھی وہ جو بڑے خوشی سے اپنی تیاری کرنے میں مگن تھا اس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہو گیا اور اس کے پاس آیا۔

"آنیہ کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی ہو؟" وہ اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔

"پہلے تم مجھے یہ بتا کیا تمہاری اور اسما کی بات بچپن سے طے تھی اور کیا تمہیں اس بات کا علم تھا"۔وہ اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔

"ہاں مجھے اس بات کا علم تھا تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو"!۔وہ ناسمجھی سے بولا۔

"ت۔۔تم یہ منگنی کینسل کر دو"۔وہ اس وقت خود غرضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی اس کی بے تو کی بات سن کر زمر شاہ غصے سے بولا۔

"کیوں کینسل کر دو میں یہ منگنی"۔

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہو مجھے بھی علم ہے کے تم بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے ہو جینا میں تم سے کرتی ہوں"۔اس کی بات سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا اس نے ایک زوردار تھپڑ آنیہ کو رسید دیا اس کے تھپڑ سے وہ زمین پر جا گری۔

"آنیہ شاہ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کے میں تمہارے خاطر اپنی محبت سے دستبردار ہو جاؤں گا میں تو صرف تمہیں اپنی اچھی دوست مانتا تھا اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو زمر شاہ صرف اسما حسین سے محبت کرتا ہے اب سے نہیں جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے اور رہی بات تمہاری محبت کی وہ میں نہیں جانتا کیونکہ تمہاری عمر میں محبت نہیں ہوتی ہے صرف نادانی ہوتی ہے تم میرا خیال اپنے دل سے نکال دو"۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"پلیز زمر میری محبت کو نادانی نا کہوں میں نے بھی جب سے ہوش سنبھالا تب سے صرف تمہیں چاہا مجھے اپنی محبت خیرات میں ہی دے دو"۔وہ گڑگڑا کر رونے لگی۔

"خیرات میں دی ہوئی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ہے میں تمہیں اپنی محبت خیرات میں بھی نہیں سکتا نکل جا یہاں سے مجھے تمہاری صورت سے بھی نفرت محسوس ہو رہی ہے"۔

"زمر پلیز ایسا مت کرو میں تمہارے بغیر مر جاؤں گی"۔اس کا رونا اگر اس وقت کوئی اور دیکھ لیتا تو وہ بھی رونے لگتا۔

"کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا ہے جا یہاں سے ورنہ میرے ہاتھوں تمہارا قتل ہو جائے گا"۔

وہ اتنے غصے میں تھا کے اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا کے وہ کیا کہہ رہا ہے۔

"تمہاری منگنی کی خبر سنتے ہی میں آدھی مر چکی تھی اب تم ہی مجھے پورا مار دو تمہارے ہاتھوں قتل بھی ہو گیا تو مجھے کوئی ملال نہیں ہوگا"۔زمر شاہ نے دھکے مار کر اسے اپنے روم سے نکال دیا اور بولا۔

"آئندہ مجھے اپنی یہ منحوس شکل نا دیکھانا"۔اتنا کہہ کر اس نے آنیہ کے منہ پر دروازہ بند کر دیا، وہ تھکی ہاری اپنے روم میں آ گئی اور خوب رونے لگی تلعت شاہ کے بہت منانے پر وہ منگنی میں شامل ہو گئی سادے سے لباس میں بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی سرخ آنکھیں اور بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھی۔

اسما اسٹائیلش سے لہنگے میں بہت پیاری لگ رہی تھی اس کے پاس ہی زمر شاہ کھڑا ہوا تھا سارے مہمان آ چکے تھے آنیہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر زمر شاہ نے اسما کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور کہا۔

"اسما آج تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو"۔اس کی بات سن کر اسما شرمانے لگی اور وہ روتے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے انھیں دیکھنے لگی تبھی کوئی اس کے پیچھے آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"آپ ان اداس آنکھوں سے بھی بہت خوبصورت لگتی ہے"۔اس نے پلٹ کر اس شخص کو دیکھا بلیک ڈنر سوٹ میں وہ شخص بے حد شاندار پرسنلٹی کا مالک تھا آنیہ نے سرسری سا اس کا مطالعہ کیا پھر مروت نبھانے کے لیے بولی۔

"جی آپ کی تعریف"۔

"ویسے تو مجھے لوگ احتشام کاظمی کے نام سے جانتے ہے آپ چاہئے تو مجھے شام کہہ سکتی ہے اور میں زمر شاہ کا بیسٹ فرینڈ ہو آپ شاید آنیہ شاہ ہے"۔اس منہ سے اپنا نام سن کر وہ حیرانی سے بولی۔

"آپ مجھے کیسے جانتے ہے"۔

"میں نے اکثر زمر شاہ کے منہ سے آپکا ذکر سنا ہے"۔زمر کا نام سنتے ہی وہ اس کے طرف دیکھنے لگی وہ بھی ان دونوں کے طرف ہی متوجہ تھا تبھی اکبر صاحب نے رینگ Exchange کرنے کا علان کیں تو اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گے وہ زمر شاہ کے رینگ پہنانے سے پہلے ہی اپنے روم میں آ گی اور خود کو قید کر لیا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

احتشام بس اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہ گیا تھا۔

وہ پورے ایک ہفتہ بیمار رہی تھی آج کچھ طبیعت بہتر لگی تو وہ یونیورسٹی چلی گی وہاں بھی زمر شاہ کے الفاظ اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے بار بار اس کے کان گونجتے رہے۔

"خیرات میں دی ہوئی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی میں تمہیں اپنی محبت خیرات میں بھی نہیں دے سکتا نکل جاو یہاں سے مجھے تمہاری صورت سے بھی نفرت محسوس ہو رہی ہے"۔

اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ دیا وہ یونیورسٹی سے گھر واپس لوٹی تو اسما اور زمر کہی جا رہے تھے انھیں ایک ساتھ دیکھ کر اس کے آنکھوں میں آنسوں آ گے تھے وہ انھیں نظر انداز کرتے ہوئے جا رہی تھی مگر زمر کے الفاظ نے اس کے آگے بڑھتے ہوئے قدم روک دیے۔

"اسما تم ہماری محبت کی سلامتی کے لیے دعا کیا کرو کیا خبر کب کسی کی بری نظر لگ جائے"۔

اسکے یہ الفاظ آنیہ کا دل آزردہ کر گے وہ روتے ہوئے وہاں سے اپنے روم میں آ گئی دل کا غبار آنسوں کی صورت میں نکلتا رہا روتے روتے کب نیند لگ گئی تھی اسے پتا ہی نہیں چلا تھا تلعت شاہ اسے جگانے آئے تھے اسے اپنا حلیہ درست کر کے نیچے آنے کا حکم دے کر چلے گیں

وہ اپنے سرخ چہرے پر پانی سے چھپکے مار کر اور اپنے بکھرے بالوں کو سنوار کر لانج میں چلی آئی احتشام اور اس کے والدین آئے ہوئیں تھیں وہ انھیں سلام کر کے اپنی ماں کے پاس جا بیٹھی تبھی احتشام کی والدہ اسے پیار سے نہارتے ہوئے بولیں۔

"ماشااللہ آپ کی بیٹی کتنی خوبصورت ہے"۔ان کی بات سن کر وہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی تبھی زمر اور اسما بھی آ گے تھے احتشام اور زمر ایک دوسرے سے بڑے ہی تپاک سے گلے ملے تھے پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تبھی جنید کاظمی صاحب نے وقار شاہ کو اپنے طرف متوجہ کیے۔

"وقار مجھے تو تم جانتے ہو ہمارے تعلقات ابھی کے نہیں ہے برسوں پرانے ہے اور تم میرے بیٹے کو بھی اچھے طرح سے جانتے ہو اس لیے میں تمہاری بیٹی آنیہ شاہ کا رشتہ اپنے بیٹے احتشام کے لیے مانگنا چاہتا ہو پلیز انکار مت کرنا "۔ان کی بات سن کر وقار صاحب خوش ہوتے ہوئیں بولیں۔

"انکار کا تو کوئی جواز ہی نہیں بنتا احتشام جیسے ہیرے کو کون ناپسند کر سکتا ہے میرے طرف سے تو تم ہاں ہی سمجھوں "۔وقار صاحب نے فوراہامی بھر لیے وہاں موجود سبھی لوگ اس فیصلے سے خوش تھے احتشام کے والدین ہتھلی پر سرسوں جمانہ چاہتے تھے جیسے انھیں پہلے سے ہی امید تھی کے وہ لوگ احتشام کے رشتے کے لیے نا نہیں کرے گے اس لیے وہ آ نگوٹھی بھی ساتھ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

لائے تھے احتشام نے اسے آنگوٹھی پہنا دیا سبھی نے اس خوشی میں ایک دوسرے کا منہ میٹھا کیے وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی احتشام کے گھر والے بہت دیر تک وہاں موجود رہے ان کے جاتے ہی وہ اپنے روم میں قید ہو گی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی وہ شام اس کے لیے بہت ساری اداسی اپنی اونٹ میں چھپا لائی تھی ایسا اپنے چار سو اداسی پھیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ بس خدا سے اپنی زندگی ختم ہونے کی دعا مانگ رہی تھی تبھی وہ اندر آیا اور بولا۔

"مبارک ہو اب تم ہمیشہ کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو گی"۔ اسے کئی دنوں بعد اپنے روم میں خود سے مخاطب دیکھ کر وہ سرشار ہو گی تھی مگر اس کے الفاظ تیر کی طرح اس کے سینے میں پیوست ہو تیمحسوس ہوئے تھے۔

"تم حکم تو کرو میں ابھی اور اس ہی وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارا پیچھا چھوڑ دو گی"۔

"میں کون ہوتا ہو تمہیں حکم دینے والا بس تم اتنا جان لو کے میں تمہارا نہیں ہوا اور نا ہی کبھی ہو سکتا ہو"۔

"میں جان گئی ہو تم میرے کبھی نہیں ہو سکتے مگر میری ایک بات یاد رکھنا تم ایک دن میرے لیے اتنا ہی تڑپوں گے جتنا آج میں تڑپ رہی ہو مجھ سے میری محبت کی بھیک مانگوں گے مگر تب تک آنیہ شاہ تمہاری دسترلیس سے بہت دور جا چکی ہو گی اتنا دور کے تمہیں مجھ تک پہنچنے کے لیے موت کا انتظار کرنا ہو گا اور میں تمہارے اور اسما کیلیے اپنی آخری سانس تک دعا گو

رہوں گی کے تم دونوں ایک ساتھ ہمیشہ خوش رہو"۔ اس کی عجیب عجیب باتیں سن کر وہ خاموشی سے واپس مڑ گیا اسے اپنے روم میں آ کر بھی ایک پل کا چین نہیں مل رہا تھا آج اس کی باتوں میں ایسا کیا تھا جو اسے پوری طرح مضطراب کر گی تھی آنیہ شاہ کی سرخ آنکھیں اسے کچھ الگ ہی داستان بیاں کر رہی تھی ایک امر محبت کی داستان جو کبھی نہیں مر سکتی ہے تا عمر اس کے ساتھ رہنے والی ہے وہ دور ہو کر بھی پاس ہونے کا احساس دلا رہی تھی وہ کئی دنوں تک اس کے بارے میں سوچتے ہوئے بے چین رہا تھا اس لیے اپنی بے چینی کم کرنے کے لیے اس نے اس سے اس گھر سے اس شہر سے دور رہنے کا فیصلہ کیا تھا اس نے سبھی سے یہ کہہ دیا تھا کے وہ دوسرے شہر والے آفس کی برانچ کو سنبھال رہا ہے اس کے گھر سے دور جانے کی وجہ صرف آنیہ شاہ ہی جانتی تھی کے وہ کیوں جا رہا ہے اس لیے وہ تڑپ کر اس کے پاس آئی اور بولی۔

"زمر تم پلیز مت جا اگر تم کہوں گے تو میں تمہیں کبھی اپنی شکل نہیں دیکھا گی مگر پلیز تم مت جا"۔

"تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی"۔ زمر شاہ نے بڑے بے دردی سے کہا تھا۔

"میں ۔۔۔ میں جانتی ہو میں تمہیں روکنے والی کوئی نہیں ہوتی ہو مگر تمہیں اسما کا واسطہ اس کی قسم کا مان رکھ لو رکھ جا"۔

"جب اسما کو میرے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے تو تمہیں بھی نہیں پڑھنا چاہئے میں اپنے فیصلے پر قائم ہوں"۔

"ٹھیک ہے تم جا مگر میری بات دھیان سے سن لو جب تم واپس لوٹو گے نا تو تمہیں آنیہ شاہ کا نام و نشان نہیں ملے گا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میں تم سے وعدہ کرتی ہو کے میں ہمیشہ کے لیے تمہارے زندگی سے چلی گئی ہو گی"۔

"مستقبل کا تو پتا نہیں مگر حال فی لحال میں تم یہاں سے جا سکتی ہو"۔اب تو آنیہ شاہ اس کے سرد لہجے کی عادی ہو چکی تھی اس لیے وہاں سے چلی گی آنیہ شاہ کا عشق جنون اسے آنیہ شاہ کے طرف کھنچنے میں کامیاب ہو رہا تھا اس لیے وہ شہر چھوڑ کر چلا گیا تھا جہاں وہ اسے نظر نا آ سکے۔

☆☆☆

زمر شاہ کو اس کا شہر چھوڑ چھ مہینے کا عرصہ ہو چکا تھا ان چھ مہینوں میں وہ ایک بھی بار اپنے گھر نہیں آیا تھا سب اسے بلاتے رہتے مگر وہ کوئی نا کوئی بہانہ کر دیتا تھا، احتشام ہر روز آنیہ کو کال کرتا تھا مگر وہ نہیں اٹھاتی تھی اس لیے وہ آج آنیہ شاہ سے یہ پوچھنے آیا تھا کے وہ اس کی محبت کا جواب اتنی بے رخی سے کیوں دے رہی ہے اس لیے وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ پارک میں لے آیا اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا مگر یہ کیا اس کا ہاتھ تو بہت گرم جل رہا تھا تبھی احتشام نیاس کے ماتھے کو چھوا وہ بھی گرم انگارے کے طرح جل رہا تھا وہ اپنے

جگہ پریشان ہوا اٹھا تھا۔

"آنیہ تمہیں تو بہت سخت بخار ہے"۔

"ہاں بس معمولی سا بخار ہے"۔وہ احتشام کی بات کو ٹالتے ہوئے بولی۔

"تم ابھی اور اس ہی وقت میرے ساتھ ہاسپٹل چلو"۔

"نہیں احتشام مجھے کہی نہیں جانا ہے"۔وہ احتشام کو اپنے لیے فکرمند دیکھ کر چڑتے ہوئے بولی تھی"۔

"آنیہ کیا بات ہے تم مجھ سے کھول کر بات کیوں نہیں کرتی ہو"۔وہ اسے خود سے بے زار دیکھ کر بولا۔

"احتشام میں نہیں چاہتی ہو کے تم مجھ سے محبت کرو تم میری کیئر کرو محبت دکھاو اور پچھتاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں دیتی ہے میری محبت تمہیں زندگی بھر تڑپا تیسلگاتے رہے گی میں نہیں چاہتی تم تڑپتے سلگتے ہوئے زندگی گزارو پلیز تم یہ رشتہ توڑ دو اور مجھے معاف کر دینا کیونکہ میں تمہارے دکھ کی وجہ بنی میں اپنیوجہ سے کسی کو درد میں نہیں دیکھ سکتی ہو"۔

وہ رو رہی تھی اس کے آنسوں احتشام کو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے وہ اس کی باتیں سن کر تڑپتے ہوئے بولا۔

"تمہیں پتا ہے جب میں نے تمہاری اداس آنکھوں میں نمی دیکھا تھا تب سے مجھے تم سے عشق ہو گیا تھا اور جس کو عشق کا روگ لگ جاتا ہے وہ اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہیں کرتا اور میں نے تم سے محبت نہیں عشق کیا ہے مجھے تم پیچھے ہٹنے کا نا کہوں میں جانتا ہو تم زمر شاہ سے محبت کرتی ہوں"۔وہ بس احتشام کو حیرانی بھری نظروں سے گھورنے لگی وہ جھوٹ بولنے کی عادی نہیں تھی اس لیے سچ بولنے لگی۔

"ہاں میں اس سے محبت کرتی ہو اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک اسے ہی چاہو گی اس لیے کہہ رہی ہو تم میرے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پیچھے خود کو خوار مت کرو میں تمہاری زندگی میں صرف دکھ و درد کا جواز بن کر رہ جاؤ گی"۔

"آنیہ محبت یک طرفہ ہو یا دونوں طرف سے یہ ہمیں دکھ ہی دیتی ہے میں محبت کی لذت کو چکھنا چاہتا ہوا ور تم مجھے خود سے محبت کرنے سے نہیں روک سکتی ہو میں تم سے وعدہ کرتا ہو میں ہمیشہ تمہارا ساتھ نبھاؤ گا کیا تم میرے اس یک طرفہ سفر کو مکمل کرو گی کیا تم میرا ساتھ نبھا گی"۔ وہ بہت آس لگا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ایک تم ہو جو زندگی بھر ساتھ نبھانے کا کہہ رہے ہو اور ایک وہ ہے جو میرے طرف دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتا میں عمر بھر تمہارا ساتھ نبھانے کا وعدہ تو نہیں کر سکتی ہاں مگر جب تک حیات ہو تب تک تمہارے ہم قدم رہو گی"۔ وہ اپنے مرجھائے ہوئے چہرے پر زبردستی

مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی تھی۔

"احتشام کیا میں اتنی بری ہو جو وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا ہے"۔

"اس کی شاید نظریں خراب ہے جو تمہیں پرکھنے میں وہ غلطی کر گیا اگر وہ تمہیں میری نظر سے دیکھتا تو اسے تم سے عشق ہو جاتا خیر تم یہ سب باتیں چھوڑو تم چلو میں تمہیں ہاسپٹل لے چلتا ہو"۔ وہ اپنے جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔

"ن۔۔نہیں میں گھر جانا چاہتی ہو تم مجھے گھر ڈراپ کر دو"۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ابھی دو قدم ہی چلی تھی کے اسے شدید چکر آ گیا اور وہ اس کی باہوں میں جھول گئی احتشام اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا پھر وہ فوراً اسے شہر کے سب سے بڑے ہاسپٹل میں لے آیا مگر جو خبر ڈاکٹر نے اسے سنایا وہ اس کی روح فنا کرنے کے لیے کافی تھی وہ اپنی جگہ بیٹھتا چلا گیا اور پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا آنے جانے والے سبھی لوگ اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے کئی دیر بعد وہ خود کو سنبھال کر اس کے پاس لایا اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے بولی

"آخر کار تمہیں پتا چل چکا ہے"۔

"ہاں مجھے سب کچھ پتا چل گیا تم نے اتنی بڑی بات کسی کو کیوں نہیں بتایا"۔

"میں اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی"۔

"تم نے سب سے اتنی بڑی بات چھپا کر بہت غلط کیا اب سب کو حقیقت کا علم ہو گا تو وہ کتنے دکھی ہو گے تمہیں اس بات کا اندازہ ہے"۔ وہ اپنے آنسوں کو بے دردی سے رگڑتے ہوئے بولا۔

"تم۔۔تم وعدہ کرو میرے اس مرض کے بارے میں تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گے نہیں بتاؤ گے نا؟" وہ بہت امید بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے وعدہ لے رہی تھی۔

"میں تم سے صرف اس شرط پر وعدہ کرو گا کے تم مجھ سے وعدہ کرو کے تم اپنے ٹیومر کا علاج کراؤ گی"۔

"ہاں میں کراؤ گی"۔ اس نے وعدہ نہیں کیا بس اسے تسلی دیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"ٹھیک ہے تو میں بھی وعدہ کرتا ہو یہ راز صرف ہم دونوں کے درمیاں رہے گا میں کسی کو نہیں بتا گا"۔

"تم مجھ سے ایک اور وعدہ کرو گے مجھے پتا ہے کے میں اس وقت خود غرضی کا مظاہرہ کر رہی ہو مگر پھر بھی تم مجھ سے وعدہ کرو کے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم اپنی زندگی میں آگے بڑھ جاگے اور زمر کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑو گے"۔اس کی بات سن کر وہ اپنی جگہ تڑپ کر بولا۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا تم میری زندگی کا ایک بہت اہم حصہ ہو اگر تم نے آئندہ ایسی کوئی بات کیا تو میں تم سے روٹھ جا گا تم میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو جس کو میں

نے اتنا ٹوٹ کر چاہا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی بھی زمر کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا"۔

وہ اس کا نازک مرمریں سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے روئے جا رہا تھا اس کے محبت کی شدت کو دیکھ کر آنیہ شاہ کو اپنی محبت یاد آ گی وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"احتشام گھر چلوں گھر پر سب ہمارا انتظار کر رہے ہو گے"۔احتشام نے ہنوز اس کا ہاتھ تھامے رکھا اور اسے کار میں بیٹھایا مغرب کا وقت ہو چکا تھا مگر کالے بادل گھیر کر چھائے ہوئے تھے اس لیے رات کا سا محسوس ہو رہا تھا وہ شام کسی طوفان کا سندسہ دے رہی تھی وہ آسمان کو دیکھ کر سوچنے لگی ایسا ہی طوفان چھ مہینے پہلے اس کے زندگی میں آیا تھا جب اسے اپنی جان لیوا بیماری کا پتا چلا تھا اس وقت وہ رونے کے بجائے خوش ہوئی تھی کے اسے ہمیشہ کے لیے زمر شاہ کی زندگی سے جانے کا مواقع مل رہا تھا اس لیے اس نے اپنے ٹیومر کا کسی کو بھی نہیں بتایا تھا نا ہی علاج کروایا تھا وہ اپنی سوچ میں اتنا گم ہو چکی تھی کے اسے پتا ہی نہیں چلا کے وہ کب گھر پہنچی احتشام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کار سے اتارا زمر شاہ سامنے ہی کھڑا تھا یہ منظر دیکھ کر محبت نا ہونے کے باوجود اس کے اندر شعلے بڑک اٹھے ان دونوں کو ایک ساتھ مسرور سا دیکھ کر اس کا دل چاہ رہا تھا وہ آنیہ شاہ کو احتشام کا ظمی سے الگ کر دے، جب آنیہ شاہ کی نظر اس پر پڑی تو اسے یقین نہیں آیا کے زمر شاہ بس اس کے تھوڑے سے فاصلے پر ہے وہ دوڑتے ہوئے اس کے پاس جانا چاہتی تھی مگر تبھی احتشام نے اپنے ہاتھ کی گرفت اس

کے ہاتھ پر مزید بڑھا دیا اور دھیرے سے اس کے طرف جھکتے ہوئے اس کے کان میں کہا۔

"نہیں آنیہ تمہیں اپنے جذبات پر قابو رکھنا ہو گا اور اس کے سامنے خود کو کتنا ذلیل و رسوا کرا گی"۔وہ احتشام کی بات سے پورے طرح متفق ہوئی اس نے احتشام کے ہاتھ کو مظبوطی سے پکڑ لیا اور زمر شاہ کو نظر انداز کرتے ہوئے وہاں سے چلی گی اس کا یوں اس طرح سے نظر انداز کرنا پتا نہیں کیوں زمر شاہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا اس لیے وہ اس ہی وقت وہاں سے چلا گیا تھا۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دن تیزی سے بیتے جا رہے تھے اس کی حالت دن بادن بد سے بدتر ہوتے جا رہی تھی سبھی گھر والے اس کی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر پریشان تھے وقار شاہ اور تلعت شاہ کو جب اس کے بیماری کیا پتا چلا تو تب تک بہت دیر ہو چکی تھی اس کا ٹیومر لاسٹ اسٹیج پر تھا وہ تل تل اپنی بیٹی کو مرتا دیکھ رہے مگر کچھ بھی کرنے سے قاصر تھے گھر میں موجود تایا جان تائی جان پھپھو جان اسما یہ سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے اپنے آنسوں چپا کر وقار شاہ اور تلعت شاہ کو تسلی دیتے تھے مگر ان کی تسلیاں کچھ کام کی نہیں تھی ان کی تسلیوں سے ان کی ایک لوتی بیٹی کی جان تو واپس نہیں آ سکتی تھی زمر ایک بار کے علاوہ پھر کبھی اپنے گھر نہیں آیا تھا وہ ہر وقت اس کا انتظار کرتی تھی کے وہ آئے گا مگر اسکا انتظار لا حاصل تھا اسے نہیں

آنا تھا اس لیے وہ نہیں آیا وہ ہاسپٹل کے بیڈ پر تھی گھر کے سبھی افراد ہاسپٹل کے کوریڈور میں موجود تھے صرف احتشام ہی اسکے روم میں بیٹھا تھا اور اسے کہہ رہا تھا۔

"آنیہ تم نے خود کیساتھ اور میرے ساتھ بہت بڑی ناانصافی کیا ہے کاش کے میں سب کو پہلے ہی تمہاری بیماری کے بارے میں بتا دیتا تم آج اس حالت میں صرف میرے وجہ سے ہو"

"میری اس حالت کی ذمے دار میں خود ہو تم خود پر الزام مت دو تمہیں شاید اندزہ نہیں ہے جب انسان سچی محبت کرتا ہے تو ہر حد سے گزر سکتا ہے میری حدیں یہی تک تھی اس لیے آج میرا یہ انجام ہوا ہے اور احتشام تم مجھے معاف کر دینا میں تمہاری گنہگار ہو میں تمہارے ساتھ مخلوص نہیں رہے پائی"۔

"نہیں آنیہ تم گنہگار نہیں ہو گنہگار تو میں ہو تم مجھے معاف کر دینا میں نے سب سے تمہاری بیماری کا سچ چپا کر سب سے بڑا گناہ کیا ہے"۔

"نہیں غلطی میری تھی تم خود کو ہر الزام سے بری کر دو"۔ اتنا کہہ کر وہ ہوش سے بیگانہ ہو گی احتشام گھبرا گیا اس نے فورا ڈاکٹر کو اس کے بے ہوشی کی اطلاع دیا ڈاکٹرز کی پوری ٹیم اس کی زندگی بچانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ہر کوشش رائیگا جا رہی تھی وہ اپنے زندگی کے آخری مرحلے سے گزر رہی تھی اس کی حالت دیکھ کر سبھی گھر کے افراد صدمے میں چلے گے تھے کسی کو بھی زمر شاہ کو اس کی حالت کے بارے میں بتانے کا یاد ہی نہیں رہا تھا اس کی ایک

آخری خواہش تھی کے وہ ایک آخری بار زمر شاہ کو دیکھ لے اس نے جب اپنی خواہش احتشام کو بتایا تو احتشام نے بنا دیری کیے زمر شاہ کو فون ملایا دو تین بیل جانے کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا احتشام بھیگے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔

"تم نے اسے اپنی زندگی سے نکل جانے کے لیے کہا تھا نا تو خوش ہو جاوہ ہمیشہ کے لیے ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہے اس کی ایک آخری خواہش ہے کے تم اس سے ملنے آ"۔ احتشام کی بات سن کر اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گے وہ نا سمجھی سے بولا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

" کیا۔۔۔کیا ہوا ہے آنیہ کو تم کیا کہنا چاہ رہ ہو"۔

"زمر شاہ آنیہ شاہ کو برین ٹیومر ہے وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہے وہ اپنے آخری وقت میں تم سے ملنا چاہتی ہے"۔اتنا کہہ کر احتشام نے فون رکھ دیا زمر شاہ کے ہاتھ سے موبائیل چھوٹ گیا اسے احتشام کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا وہ جہاں کھڑا تھا وہی بیٹھتا گیا

اس کے آنکھوں میں آنسوں تھم سے گے تھے پھر وہ کب اس دیوانی لڑکی کے شہر پہنچا تھا اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی جو شہر ہمیشہ آباد لگتا تھا آج وہ ہی شہر اجڑا ہوا سا لگ رہا تھا اسے اپنے کیے سارے ستم یاد آ رہے تھے کیا کچھ نہیں کہا تھا اس معصوم لڑکی کو اس نے وہ اپنی سوچوں میں گم تھا تبھی ڈرائیور نے اسے ہاسپٹل آنے کی اطلاع دیا وہ کار سے اتر کر ریسپشن پر آیا وہی اسے احتشام کھڑا مل گیا احتشام اسے اپنے سامنے دیکھ کر اس کے گلے لگ گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا وہ بھی خود پر قابو نہیں رکھ پایا وہ بھی زار و قطار رونے لگا بہت دیر تک وہ دونوں روتے رہے پھر احتشام اسے آنیہ شاہ سے ملانے ICU کے روم میں چھوڑ آیا، اسے دیکھ کر زمر شاہ کے قدم لڑکھڑائے وہ کئی ساری مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی اس کی خوبصورت آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقوں نے جگہ بنا لیا تھا اس کے گلابی ہونٹ سیاہ ہونٹ میں تبدیل ہو چکے تھے خوبصورت سی آنیہ شاہ جیسے سب گڑیا کہا کرتے تھے آج کوئی بھی اسے دیکھتا تو پہچاننے سے انکار کر دیتا وہ بھی تو اسے اس پل پہچان نہیں پایا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا جانا پہچانا سا لمس پا کر آنیہ شاہ نے آنکھیں کھول دیا اور ہلکی سی مسکان اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے بولی۔

"مجھے گمان تھا کہ تم میرے ہو لیکن خیر یہ سب باتیں چھوڑوں اب تو تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں رہی ہوگی نا دیکھوں میں نے اپنا وعدہ نبھا لیا ہے"۔

ایک سال پہلے اس کی کہی بات نے اسے کئی سارے پچھتاوں میں گیر لیا وہ ندامت سے بولا۔

"آنیہ ایسا مت کہوں مجھے معاف کر دو میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کیا ہے پلیز مجھے معاف کر دو مجھے چھوڑ کر مت جاؤ میں۔۔۔میں تمہارے بغیر نہیں رہ پاؤں گا میں اپنے کہہ سارے الفاظ واپس لیتا ہو"۔وہ بچوں کی طرح اس کے سامنے رو رہا تھا گڑگڑا رہا تھا اسے اپنے لیے یوں روتا دیکھ کر پتا نہیں کیوں دلی سکون ملا تھا وہ کئی نا کئی چاہتی تھی کے وہ بھی اس کے لیے روئے تڑپے اور آج وہ دن تھا جب وہ آنیہ شاہ کے لیے رو رہا تھا اس کے لیے تڑپ رہا تھا یہی اس کی سب سے بڑی جیت تھی اس کی محبت نے آخر کار اس پتھر کو بھی موم کی طرح پگھلا دیا تھا۔

"زمر شاہ میں نے تمہیں معاف کیا۔تم اپنا اسما کا احتشام کا خیال رکھنا۔۔۔اور مام ڈیڈ کو کبھی اکیلا مت چھوڑنا"۔اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی زمر کے ہاتھ میں سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا تھا زمر نے ڈاکٹر کو آواز دے کر بلایا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مگر جب ڈاکٹر نے اس کا آکسیجن ماسک نکالا تو وہ صدمے میں چلا گیا اسے اب یقین ہو چکا تھا کے وہ اب نہیں رہی جاتے جاتے اس نے اپنی محبت اس پتھر دل انسان کے سینے میں ڈال گی تھی اس کے جانے سے سبھی لوگ صدمے میں چلیگیتھے پورے گھر میں سکوت چھا گیا تھا زمر شاہ نے آنیہ شاہ کیروم کو اپنا ٹھیکانہ بنالیا

تھا وہ اس کیروم کی کسی بھی چیز کو چھوتا تو اسے محسوس ہوتا کے آنیہ شاہ اس کے بہت قریب ہے اسے دیکھ کر خوش ہو رہی ہے، سچ کہتے ہے ہمیں ہر چیز کی قدر اس کے کھونیکے بعد ہوتی ہے زمر شاہ کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اسے آنیہ شاہ کی محبت کی قدر اسے کھونے کے بعد ہوئی تھی وہ ہر روز کی طرح آج بھی اس کی قبر پر آیا تھا مگر آج وہ معمول سے ہٹ کر جلدی اس کی قبر پر آ گیا تھا کیونکہ آج اسے احتشام کو ہرانا تھا پچھلے دس سالوں سے احتشام اسے ہراتا آیا تھا مگر آج اس نے بازی جیت لیا تھا اس نے ہر روز کی طرح آنیہ شاہ کی قبر پر سرخ گلاب کے پھول رکھا درود پڑھا پھر وہی پر اس کی قبر کے سامنے ہمیشہ کی طرح بیٹھتے ہوئے اس سے

معافی مانگنے لگا۔

"آنیہ شاہ مجھے معاف کر دو میں تمہاری محبت کو سمجھ نہیں پایا تم میرے وجہ سے آج اس دنیا میں نہیں ہو"۔

"نہیں وہ تمہارے وجہ سے نہیں میرے وجہ سے ہمارے بیچ نہیں ہے اس نے مجھیا پنے وعدے سے باندھ لیا تھا میں اس کی جان لیوا بیماری کے بارے میں جانتا تھا مگر میں نے اس کے وعدے کی وجہ سے اس کی بیماری کا ذکر کسی سے نہیں کیا اس کے ایک وعدے نے اس کی زندگی چھین لیا وہ میرے اتنے قریب ہو کر بھی میری نہیں ہو پائی تھی وہ صرف تمہاری تھی زمر شاہ اس نے تمہارے عشق میں خود کو فنا کر دیا"۔

"میں بہت بدنصیب ہوا حتشام جو اسکے عشق کو اسکے دیوانگی کو سمجھ نہیں پایا اس نے مجھے اتنی شدت سے چاہا کے میرے خوشی کے لیے وہ مجھ سے اتنا دور چلی گئی میں نے اسے دور جانے کا ضرور کہا تھا مگر اتنے دور جانے کا نہیں جہاں سے رسائی ناممکن نا ہو وہ دیوانوں کی طرح میرے در پر آ کر رو رہی تھی اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی مگر میں نے اسے بے دردی سے اسے دھتکار دیا تھا اسے دھکے مار کر اپنے روم سے نکال دیا تھا اپنی زندگی سے نکل جانے کے لیے کہا تھا اور وہ سچ میں بہت دور چلی گی تم بہت خوش نصیب ہو کم از کم تمہیں اس کا ساتھ تو نصیب ہوا مجھے تو کچھ بھی نہیں ملا میں خالی ہاتھ رہ گیا"۔ وہ سسکیاں لے کر رو رہا تھا۔

"وہ مجھے ہر وقت کہتی تھی کے میں کبھی تمہارا ساتھ نا چھوڑوں تمہارے ٹھکرانے کے باوجود وہ تم سے کبھی نفرت نہیں کر پائی تھی اس لیے اس نے اپنے لیے موت کا انتخاب کیا"۔ احتشام بھی آنیہ شاہ کو یاد کر کے سسک پڑا۔

"بعض اوقات ہم کسی سے محبت نہیں کرتے احتشام مگر اس کی بے پناہ محبت ہمیں اس سے محبت کرنے پر قاصر کر دیتی ہے اور میرے ساتھ بھی یہی ہوا مجھے اس کی بے پناہ محبت نے اس سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا"۔ عشق تو احتشام بھی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اس سے بہت کرتا تھا جتنا وہ زمر سے محبت کرتی تھی شاید اس سے کئی زیادہ مگر اپنی محبت کو ثابت کرنے کیلیے وہ موت کو گلے نہیں لگا سکتا تھا۔

"وہ ایک گلاب کے پھول کی مانند تھی جو اپنی خوشبو سے سب کو مہکاتی تھی مگر جب پھول کو پودے سے الگ کر دیا جاتا ہے تو پھول مرجھا جاتا ہے ویسے ہی وہ تمہارے ٹھکرانے سے بکھر گی تھی اس لیے وہ دوسرے جہاں میں چلی گی اب ہمیں اس تک پہنچنے کے لیے موت کا انتظار کرنا ہوگا"۔

"وہ پری تھی جو ہمیں اپنے عشق میں گرفتار کر کے خود چین کی نیند سوگی ہمیں شاید اپنے لیے روز تڑپتا دیکھ کر وہ خوش ہوتی ہوگی"۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر رو رہے تھے اب ان دونوں کو ساری عمر آنیہ شاہ کے عشق میں تڑپتے سلگتے رہنا تھا آنیہ شاہ کو

دنیا سے گے ہوئے دس سال گزر چکے تھے مگر ان دونوں کو ایسا لگتا تھا کے وہ ابھی بھی ان کے بیچ موجود ہے ان دونوں کو اپنے لیے تڑپتا دیکھ کر خوش ہو رہی ہے احتشام نے آنیہ شاہ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا وہ اپنے وعدے پر آج بھی قائم تھا اس لیے آج تک اس نے کسی سے شادی نہیں کیا تھا زمر شاہ کو بھی جب اپنی محبت کا احساس ہوا تو اس نے اسما سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اسما نے اس کے انکار کی وجہ نہیں پوچھا کیونکہ وہ زمر شاہ کے جذبات سے اچھی طرح واقف ہو چکی تھی ایک ہستی کے نا ہونے سے کئی زندگیاں بے سکونی کی نزر میں آ چکے تھیں اب انھیں عمر بھر ایسے ہی رہنا تھا تنہا اور بے چین۔۔۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میرا میاں میری مرضی

فہمیدہ ناز (کراچی)

اج پھر سے وہی شور تھا کان کے پردے پھاڑ دینے والا۔۔۔نسیمہ کی روتی آواز جس میں آنسو کی نمکین لے شامل تھی۔منظور کی دھاڑتی آواز۔جس میں لگے تھے گالیوں کے پھندنے۔اور بچوں کی ریں ریں۔ہر دوسرے دن کا تماشا تھا یہ۔حلانکے کوء بھی مسلہ نہیں تھا۔منظور اچھا خاصہ کماتا تھا بڑے بازار میں خوب بڑی سی سبزی کی دوکان تھی جو موقع کی جگہ پر ہونے کی وجہ سے خوب چلتی تھی۔۔بلکے دوڑتی تھی۔گھر میں غریبی کے آثار نہیں تھے بلکے اس محلے میں جہان ایک وقت روٹی دو وقت فاقے والے گھر بھی تھے وہاں تو یہ گھر خاصہ متمول ہی کہلاتا تھا۔تین بچوں والی ایڈیل فیملی دو بیٹے ایک بیٹی تھی۔دونوں بڑے تو اسکول بھی جانے لگے تھے۔بیٹی چھوٹی تھی جو ہر وقت چوسڑ چوسڑا نگوٹھا چوستی واکر میں گھومتی رہتی۔اتنی معلومات مجھے اس لیے بھی تھیں کے یہ گھر میرے گھر سے جڑا تھا اور ان گھروں میں دال کے بگھار سے لے کر قورمے کی پیاز روٹی کی سوندھی خوشبو۔پراٹھے کی لپٹیں۔مردوں کے خراٹے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

۔عورتوں کی چوڑیوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں ایسے جیسے۔ بیچ میں دیوار نہیں کوء سہیلی ہو جوار پار کی خبر دینے کھڑی ہو۔ میری اس محلے میں انے کی وجہ شاہد کی جاب چھوٹنا تھی جس کی وجہ سے ہمیں گلشن کا تین کمروں کا فلیٹ چھوڑ کر لیاقت آباد المعروف لالوکھیت آنا پڑا۔۔شائد کی خالہ کا یہ گھر کچھ عرصہ پہلے ہی کرایا داروں نے خالی کیا تھا اور ہماری مجبوری ہمیں یہاں لے ای۔ جاب تو ملی تھی لیکن ایسے نہیں کے ہم پھر سے گلشن جیسے علاقے میں رہ سکتے ۔بس گزارا کر رہے تھے۔ بچوں کا اسکول بھی دور نہیں ہوا تھا اور یہاں بازار بھی قریب بلکے یہ تو علاقہ خود ایک بازار تھا بھانت بھانت کے لوگوں کا۔نسیمہ سے میری اچھی دوستی ہوگئی تھی بہت پیاری لڑکی تھی میٹرک پاس سلیقہ مند ۔جس کا ثبوت اس کا گھر تھا صاف ستھرا چمکتا دمکتا جگہ جگہ اس کے ہاتھوں کی ہنر کاری اور فن کاری کے نمونے اپنی بہار دکھاتے تھے۔کھانے بھی ایسے بناتی خالص دہلی والے کے انگلیاں چاٹتے رہ جا۔لیکن یہ روز روز کے دنگل۔۔ منظور کی چیخم پکار۔ یہ ایسا لگتا جیسے کسی نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا ہو۔۔نسیمہ جتنی پیاری تھی منظور اتنا ہی بدشکل۔موٹا کالا ناٹا۔سبزی کی دوکان پر بیٹھ بیٹھ کر خود ایک گول مٹول سی دکان ہی بن گیا تھا۔اس کا پیٹ ایک بڑا سا کدو لگتا تھا اس پر اس کا نخرہ۔اف جیسے راجیش کھنا کی روح سوار گ میں جانے سے راجیش جی کی ایکٹنگ کی طرح منظور کے جثّے میں سما گئی تھی ۔ادایں راجیش کھنا کی اور حرکتیں منا بھائی والی۔۔۔محلے میں بھی حضرت ایسے رہتے جیسے لکھنو کے نوابوں کی باقیات۔ ذات کے قصائی تھے لیکن گوشت کا کام پسند نہیں تھا کلیجی سے الٹی۔ پائے سے متلی ہوتی تھی۔ پسندے تو سخت ناپسند تھے ۔۔۔سو سبزی میں ہی سر سبز ہو گئے تھے اب ان کی اکڑ نے نیا رخ اختیار کر لیا تھا۔شوقین تو اس قدر تھے کے محلے کے درزی ۔دھوبی۔دودھ والے۔غرض ہر والے کے گھر کا آدھا خرچہ ان کے شوق کے طفیل ہی پورا ہوتا تھا۔۔۔دوسرا کام ان کا نسیمہ کو کوٹنا تھا قصاب تو تھے ہی شجرے سے لیکن ان کی یہ خاندانی خصلت صرف نسیمہ کو کوٹ کوٹ کر پوری ہوتی۔ ہر دوسرے دن کبھی سر کبھی ہاتھ کبھی ٹانگ کو لیے بیٹھی ہوتی۔ ہماری یعنی میری اور اس کی دو تین محلے کی ہم جولیوں کی ہمدردیاں ساری کی ساری اس کے ساتھ تھیں۔اور ان میں منظور کے ظلم کی طرح دن بدن اضافہ ہی ہو رہا تھا۔۔۔جب جب ہمارے گھر نسیمہ کے ہاتھ کے بنے تکے کباب آتے

کباب کھاتے ہوئے اس کی۔مظلوم معصوم سی شکل سامنے رہتی۔۔۔۔پورا محلّہ ہی نسیمہ کا ہمدرد تھا اس میں اس کی اچھی شکل اور عادت دونوں کا ہی ہاتھ تھا۔۔اج تو مارکہ بہت ہی زوردار تھا گھن گرج بھی تھی گرج چمک بھی آخر میں مین دروازہ پٹخ کر ڈھم ڈھم کرتے منظور کے جانے کی آواز۔اس کے جاتے ہی ہمارا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور ہماری مشترکہ سہیلیاں۔نوشین ریحانہ۔فریدہ تن فن کرتی اندر آیں بس شہلا بہت ہو گیا مر جائے گی کسی دن یہ نسیمہ آج تو ایسا سر پھاڑا یہ بھل بھل خون بہ رہا تھا ابھی پٹی کر کے آی ہوں۔۔کیا۔۔میری تو جان ہوا ہوگئی۔ہاں بس اج تو ہم نے سوچ لیا ھے کچھ بھی ہو ہم مل کر نسیمہ کے پاس چلتے ہیں۔بہت برداشت کر لیا اس نے یہ ظلم اب یا تو خود بہادر بنے یا اپنے بڑوں کو

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بیچ میں ڈالے۔بلکل ٹھیک نوشین نے تیز آواز میں کہا۔آخر ہماری دوست ھے سمجھانا ہمارا فرض ھے۔ہم اس کا ساتھ دیں گے سمجھتا کیا ھے خود کو یہ منظور بھائی۔جن جیسی شکلھے خود کی اور پریوں جیسی بیوی ملی ھے اسے تو پاں دھو دھو کر پینے چاہیں۔اور اس بے قدرے نے کیا حال کیا ہوا ھے۔ٹھیک کہ رہی ہو نوشین میں نے کہا۔اگر نسیمہ کہے تو ہم سب مل کر اس کے میکے چلتے ہیں اور سب بات بتاتے ہیں۔یہ ٹھیک ہھے تو چلو میں نے دوپٹے کی بکل مارتے ہوئے کہا۔۔ہم نسیمہ کے گھر پہنچے۔چھوٹی حسب معمول انگوٹھا لیے واکر میں بیٹھی تھی۔کام والی لڑکی صحن میں جھاڑو لگا رہی تھی۔باجی کمرے میں ہیں اس نے آنکھیں چرا کر بتایا۔ہم سب ہی بیتکلف تھے درانہ اس کے سجے سجائے کمرے میں پہنچے۔وہ سوجی آنکھ پر پٹی بندھے لیٹی تھی۔ارے تم سب ایک ساتھ۔ہاں ہم سب ایک ساتھ نوشین نے کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔اور پھر شروع ہوگئی جو باتیں ہم سوچ کر آے تھا وہ اس کی زبان سے رواں تھیں ۔آخر اس کی تیز گام رکی تو سب نے نسیمہ کی طرف دیکھا۔۔۔وہ بستر سے کھڑی ہو رہی تھی۔پھر

پھر جو ہوا وہ۔

یہ نسیمہ تھی نہیں

اے بی تم ہوتی کون ہو مجھے سبق پڑھانے والی۔

میرا میاں میرا گھر وہ مجھے مارے کوٹے تمہیں کیا

مارنے والا میرا خاوند پیٹنے والی میں۔تمہارے کیوں پیٹ میں مروڑ آ ٹھ رہے ہیں۔خود کے میاں نکمے۔ویلے۔بیٹھے رہتے سارا دن ٹی وی کے سامنے جیسے سارا ملک ان کے خبریں دیکھنے سے چل رہا ھے۔اور نوشین تل تو بول ہی مت۔تیرا وہ جو سارا دن ہاجرہ خالہ کے دروازے پر کھڑا سگریٹ پھونکتا رہتا ھے۔بڑا امتاب بن کے ذرا اس کی خبر لے۔بڑی ای میرے منظور کو ناٹا کہنے والی۔۔اور شہلا تو تجھے میری بریانی قورمے حضم ہو گئے جو میرے منظور کے پیسوں کے تھے۔بڑی ای۔آفس والے مرد کی جورو۔چھچھوندر کی شکل والہ مخچو۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم سب دم بخود کھڑے تھے یہ نسیمہ تھی ہماری پیاری سہیلی۔دھیمے دھیمے بولنے والی۔میٹھی زبان شیریں گفتار۔یا کسی قصاب کی دختر۔

نہیں یہ بی وی تھی صرف بیوی

ہم سب سر پر پاں رخ کر بھاگے

پیچھے سے کمر پر ہاتھ رکھے نسیمہ چنگھاڑ رہی تھی

میرا گھر میری مرضی

میرا میاں میری مرضی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

عشق

وردہ مکاوی

جب اسے ہوش آیا تو پہلے اس نے اردگرد کا جائزہ لیا.
اس شخص کو کہیں یہاں سے چلا جائے مجھے اس کی شکل سے بھی نفرت ہے اسے کہیں میری نظروں سے دور چلا جائے اور میرے سامنے کبھی مت آئے۔
اس شخص پر نظر پڑتے ہی اس نے چلانا شروع کر دیا تھا اور وہ چپ چاپ اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا وہاں سے نکلتا گیا۔

چھوڑو مجھے کیوں لے کر آئے ہو یہاں؟ کون ہو تم؟ کیا چاہتے ہو؟ کمرے میں جب اسے کسی کے آنے کا احساس ہوا تو اس نے چلانا شروع کر دیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

چلاو مت میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔اس آنے والے شخص نے جواب دیا۔
پھر تم مجھے یہاں ایسے اغوا کر کے کیوں لائے ہو بتا؟ تمہیں کیا چاہیے؟ میرے بابا تمہیں سب کچھ دیں گے پر مجھے جانے دو دیکھو میں وعدہ کرتی ہوں تم جو کہو گے وہ تمہیں ملے گا۔وہ لڑکی اب اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔
میں تم سے کچھ نہیں چاہتا تمہیں چاہتا ہوں۔اس شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرے کی لائٹس ان کر دی اور پھر وہ اسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی وہ شخص بے حد خوبصورت تھا لمبا قد چوڑا سینہ سلکی بال جو بکھرے ہوئے اس کے ماتھے پر آ رہے تھے کھڑی مغرور ناک بران بڑی بڑی آنکھیں ہلکی ہلکی شیو اس کی نظریں پلٹنا بھول گئیں تھی دیکھنے میں وہ کافی مہذب اور اچھے گھر کا لڑکا لگتا تھا۔
پر تم ہو کون؟ اور یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟۔کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں ای تو پوچھا۔
میں جو بھی ہوں وقت آنے پر پتہ چل جائے گا۔فی الحال مجھے تم سے شادی کرنی ہے۔وہ چند قدم چل کر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔
ہائیں۔۔۔یہ ممکن نہیں ہے مجھے جانے دو۔وہ رونے لگی۔
تو میں ناممکن کو ممکن بنا دوں گا۔یہ کہہ کر وہ رکا نہیں کمرے سے نکلتا گیا

ارباب صاحب اور سمینہ بیگم کے تین بچے تھے عرشمان ارشد اور سب سے چھوٹی سجل
عرشمان شادی شدہ تھا اور اس کا ایک بیٹا تھا ایان۔ارشد پڑھائی کے سلسلے میں ملک سے باہر ہوتا تھا۔اور سجل سیکنڈ ایئر کی سٹوڈنٹ تھی۔وہ ایک ہونہار سٹوڈنٹ تھی اور سب کی لاڈلی بھی تھی۔اس کا رشتہ بچپن میں ہی اس کے چچازاد ہارون سے طے کر دیا گیا تھا۔جس پر وہ دونوں راضی تھے۔
گڈ مارننگ ماما۔۔سجل کالج کے لیے تیار ناشتے کی ٹیبل پر آ بیٹھی
کتنی بار کہا ہے سلام کہا کرو مگر نہیں مارننگ مارننگ لگا کر بیٹھ جاتی ہو۔ثمینہ بیگم کو غصہ آیا
اوہو۔۔ماما میں بھول گ ءآئندہ دھیان کروں گی۔سجل شرمندہ ہوئی
روز ہی تمہارے ڈرامے ہوتے ہیں پتا نہیں کب عقل آئے گی تمہیں۔ثمینہ بیگم نے اسے ڈانٹا
اچھا بھائی بس کرو کتنا ڈانٹو گی میری معصوم بیٹی کو۔ارباب صاحب نے بیٹی کی حمایت کی
اپنے کی بگاڑ رکھا ہے اسے۔ثمینہ بیگم الٹا انہیں ہی شروع ہو گئی
اچھا آپ لوگ لڑ لیں میرے کالج کا ٹائم ہو گیا ہے میں چلی۔سجل ہنستے ہوئے کہہ کر چلی گی
یہ لڑکی بھی نہ پتا نہیں کب عقل آئے گی اسے ثمینہ بیگم کو فکر ہوئی اور وہ کچھ سوچنے لگی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سجل کالج سے اپنی کار میں گھر واپس آ رہی تھی کہ اچانک اسکی گاڑی کے سامنے ایک گاڑی آ کر رکی جس کی وجہ سے سجل کو بریک لگانی پڑی

اگر گاڑی چلانی نہیں آتی تو لوگ لے کیوں لیتے ہیں۔سجل غصے میں بڑبڑاء

گاڑی سے باہر نکلو۔وہ لڑکا جس نے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا اپنی گاڑی سے نکل کر اسکی طرف ایا۔

کیوں نکلوں یہ میری گاڑی ہے میں یہ تمہیں نہیں دوں گی۔

سجل غصے میں چلائی۔

مجھے تمہاری گاڑی چاہیئے

بھی نہیں نکلو باہر۔اس شخص نے کہتے ہوئے دروازہ کھولا اور اسے باہر نکالا

کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے۔۔۔ہیلپ۔۔۔۔ہیلپ۔۔۔۔اب اسنے چلانا شروع کر دیا تو اس شخص نے اسکے منہ پر ہاتھ

رکھ دیا اور اسے اپنی گاڑی کی طرف لے گیا۔سجل ڈر کے مارے نڈھال ہوتی گ ء

امی پریشان نا ہوں وہ آ جائے گی کسی دوست کے گھر چلی گئی ہو گی وہ۔سجل کی بھابھی اقرا ثمینہ بیگم کو تسلی دے رہی تھی

نہیں اقرا وہ اتنی لاپرواہ نہیں ہے کہ بنا بتائے ہی چلی جائے۔اور وہ کال بھی تو نہیں اٹھا رہی میرا تو دل ہی بیٹھا جا رہا ہے

ثمینہ بیگم پریشانی میں بولیں

اچھا میں دوبارہ کال کرتی ہوں ہو سکتا ہے اب پیک کر لے۔اقرا نے تسلی دی اور موبائل کاج سے لگا لیا

ہیلو۔۔۔کوئی انجان آواز اسکی سمعت سے ٹکرائی

ہیلو۔۔۔کون ہیں آپ؟اور یہ موبائل آپکے پاس کیسے؟اقرا بوکھلا گئی

میڈم یہ سڑک کے کنارے ایک گٹھڑی کھڑی ہے یہ موبائل اس میں پڑا بج رہا تھا میں نے گزرتے ہوئے دیکھا تو اٹھا لیا۔اس آدمی نے وضاحت دی

کیا اس گاڑی میں کوئی بھی نہیں ہے۔اقرا نے مزید تفصیل پوچھی

نہیں بہن یہاں کوئی بھی نہیں ہے اور اس گاڑی کا دروازہ بھی کھلا پڑا اسکے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا اس بارے میں۔اس آدمی نے بتایا

اچھا آپ مجھے اس جگہ کا بتا دیں جہاں گاڑی کھڑی ہے۔اقرا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے جگہ بتا دی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تو اقرا کال بند کر کے ارباب صاحب کو کال ملانے لگی۔

آج سجل کو غائب ہوئے دوسرا دن تھا ہر جگہ اس کو ڈھونڈ لیا ہسپتال تک چھان مارے۔ پولیس کو انفارم کیا پر کچھ حاصل نہ ہوا اس کے گھر والوں کا پریشانی سے برا حال تھا.

پتا نہیں کس حال میں ہوگی میری بچی . کھانا بھی کھایا ہوگا یا نہیں۔ثمینہ بیگم نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا

امی چپ کر جائیں وہ ٹھیک ہوگی دیکھیے گا وہ آ جائے گی واپس یہ بھی اسکی کوئی شرارت ہی ہوگی۔اقرا نے ساس کو چپ کروانے کی کوشش کی

نہیں میری بچی ایسا مذاق نہیں کر سکتی۔ثمینہ بیگم چپ نہ ہو رہی تھی

میں دیکھتا ہوں۔ڈور بیل بجی تو عرشان کہتا ہوں اٹھ گیا

امی ابو آپ سب لوگ یہاں آئیں۔عرشان حیرت میں تھا سب اس کی طرف دوڑے

دو دن بعد آ نگا تمہیں لینے اپنے گھر والوں کو بتا دینا۔اس نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ محبت سے تھام لیا۔وہ ڈری سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

جب اس نے سجل کو اس کے گھر کے سامنے چھوڑا اور خود گاڑی آگے لے گیا تب سجل نے ڈور بیل بجائی۔عرشان نے گیٹ کھولا

امی ابو سب لوگ یہاں آئیں عرشان حیرت میں تھا سب اس کی طرف دوڑے۔

سب گھر والوں نے سجل کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

اور وہ شخص جو تھوڑی دور جا کر گاڑی روک چکا تھا سجل کے اندر جاتے ہی گاڑی واپس سٹارٹ کر لی۔

دروازہ بند کر دیں بھائی وہ آ جائے گا۔وہ بہت برا ہے۔میں آ گئی آپ سب کے پاس۔وہ مجھے اپنے ساتھ زبردستی لے گیا تھا۔سجل آدھی ادھوری بات کرتی ارباب صاحب کے گلے جا لگی

بابا مجھے خود سے دور مت کیجئے گا میں مر جاں گی دنیا بہت بری۔۔۔۔اور پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانی ہوگی

پچھلے دو دن سے سجل اپنے کمرے میں خاموش بیٹھی تھی۔رات کو ڈر کے شور مچا دیتی تو کبھی پرسکون سو جاتی سب اسکی کیفیت سے پریشان تھے پر جانتے تھے وہ ڈری ہوئی ہے۔دو دن میں اسکے سسرال والے،اسکے کزن اور دوست سب آئے تھے پر اسنے ملنے سے منع کر دیا تھا وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔گھر میں اسنے اتنا بتایا تھا کہ کچھ لوگ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اسے اغوا کر کے لے گئے تھے اور میں وہاں سے بھاگ آئی۔ کیوں کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ سچ کیسے بتائے کیا اسکے گھر والے اسکا یقین کریں گے۔۔۔۔وہ اب بھی انہیں سوچوں میں ڈوبی تھی جب اسے باہر سے آتا شور سنائی دیا۔وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تو اسے اندازہ ہوا کہ شور گیراج سے آ رہا ہے وہ چند قدم آگے گ ءتو قدم اٹھانا ہی بھول گئی۔اسکی آنکھوں کے سامنے دو دن پہلے کا وقت آ گیا۔

کیا ا پکو ارحم علی خان سے نکاح قبول ہے۔

اور اس نے دو دن کی ضد اور غصے کو بھول کر ہاں کر دی تھی کیونکہ اب بات اس کے بابا کی عزت پر آ گئی تھی۔جب وہ دو دن مسلسل اس بات سے انکار کر رہی تھی کہ اس نے ارحم سے نکاح نہیں کرنا تو آخر کار ارحم نے آخری کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب ہو گیا تھا۔

اگر تم نے شادی کیلئے ہاں نہیں کہا تو میں تمہارے بابا کو کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں بدنام کر دوں گا۔ارحم نے اسے ڈرایا اور وہ اپنے بابا کی عزت کے لیے مان گئی۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں سجل۔ارباب صاحب نے سجل کو جھنجوڑا تو سجل حال میں واپس آ گئی

کیا یہ شخص تمارا شوہر ہے؟ کیا تم نے اس سے نکاح کر لیا ہے؟ ارباب صاحب نے اپنا سوال دہرایا

جی وہ میں آپ کو بتانے والی۔۔۔۔۔۔۔۔اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا

نکل جا اس گھر سے کس چیز کی کمی دی تھی جو اس طرح منہ کالا کر کے آ گئی ہو۔ارباب صاحب بول رہے تھے اور وہ بے یقینی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

۔نہیں بابا یہ سچ نہیں ہے میں بتاتی ہوں سچ کیا ہے میرا یقین کریں۔۔سجل انہیں سب سچ بتانا چاہتی تھی پر انہوں نے رخ موڑ لیا

ماما آپ تو یقین۔۔۔۔۔۔اسکی مما نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا

بس کرو سجل نکل جاو یہاں سے مرگی تم ہم سب کے لئے۔ثمینہ بیگم نے بھی منہ موڑ لیا

بھائی بھابی وہ سب کے سامنے ہاتھ جوڑے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی ۔پر کوئی سننے کو تیار نہیں تھا۔

ارے انکل آپ غلط سمجھ رہے ہیں سجل ٹھیک۔۔۔۔۔۔۔۔ارحم کچھ کہتا اس سے پہلے انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

اب تم ہمیں سمجھاو گے تم دو کوڑی کے لڑکے تم ہو کون۔ارباب صاحب ارحم کی طرف بڑھے۔

بھائی صاحب میں جانتی ہوں میرے بیٹے نے بہت بڑی غلطی کی ہے پر ہم سجل کو لینے کے لیے آئے ہیں میں تو یہ سوچ کر آئی تھی کہ شادی کی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔آپ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

غلط سوچ رہے ہیں سجل نے کچھ نہیں کیا وہ بے قصور ہے اب کی بار ارحم کی ماں خدیجہ بیگم بولی تھی۔
چلے جائیں یہاں سے اور لے جائیں اپنی بہو کو اب ہمارا اس سے کوئی رشتہ نہیں۔انھوں نے یہ بات کہ کر سجل کا ہاتھ پکڑ کر اس کو گیٹ کے باہر کھڑا کر دیا سجل کی ساس نے سجل کو پکڑ کر اس کو گرنے سے بچایا تب تک ارباب صاحب ارحم کو بھی دکھا دے کر گیٹ کے بند کر چکے تھے
وہ لوگ سجل کو لے کر گھر آ گئے تھے
تم نے بہت ہی گھٹیا حرکت کی ہے ارحم ایک معصوم سی لڑکی کو اس کے گھر والوں کے سامنے رسوا کر دیا۔خدیجہ بیگم اس سے ناراض تھیں۔
کیا ہوا بات ہوئی اس لڑکی کے امی ابو سے۔ارحم کے ابو علی صاحب نے پوچھا۔
نہیں ان لوگوں نے بات ہی نہیں سنی الٹا اپنی بیٹی کو بھی بیعزت کر کے نکال دیا گھر سے۔خدیجہ بیگم گویا ہوئیں
اچھا تو کہاں ہے ہماری بہو ساتھ نہیں لائے پھر۔علی صاحب نے مزید پوچھا
ارے وہ میرے ساتھ ہی تو تھی سجل بیٹا کہاں رہ گ ءارے ارحم اسے دیکھو یہ تو بے ہوش ہو گئی۔خدیجہ بیگم نے پیچھے دیکھا تو سجل دروازے میں بے ہوش ہو کر گر چکی تھی۔
وہ کئی دنوں تک روتی رہی کے اسکے اپنوں نے ہی اسکا ساتھ نہیں دیا۔اسکا یقین نہیں کیا۔ارحم بھی اسکے سامنے نہ آتا ۔اسکی ساس خدیجہ بیگم اسکا بہت خیال رکھتیں۔
سجل بیٹا تم کہو تو میں تمہیں لے چلتی ہوں ہم دونوں مل کر تمہارے گھر والوں کو سمجھائیں گے ہو سکتا ہے وہ مان جائیں۔خدیجہ بیگم نے اسے سمجھایا۔
نہیں آنٹی میجبے نہیں جانا وہاں۔جب ان لوگوں کو میرا یقین ہی نہیں ہے تو وہاں جا کر بھیک کیوں مانگوں۔میں اب زندگی بھر انکے در پر نہیں جاں گی۔سجل رو دینے کو تھی
پر بیٹا وہ آپکے اپنے ہیں۔انہوں نے سمجھانا چاہا۔
نہیں ہیں وہ میرے اپنے اگر اپنے ہوتے تو ایسے نا کرتے۔سجل رو دی تو خدیجہ بیگم بھی خاموش ہو گئیں۔

گڈ مارننگ بھابی۔اسکی نند اسکے کمرے میں آئی۔
مارننگ۔سجل نی مختصر جواب دیا
بس بہت ہو گیا اب نکلیں اس کمرے سے باہر کب تک خود کو ایسے بند رکھیں گی۔کب تک دوسروں کی غلطی کی سزا خود کو دیں گی آپ۔پچھلے ایک ماہ سے اپنے خود کو یہاں کمرے میں بند کر رکھا ہے بس کریں اب باہر آئیں۔بھائی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کی سزا خود کو اور ہمیں نا دیں۔ اریشہ نے اسے سمجھایا

تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ اور رہی بات تمہارے بھائی کو سزا دینے کی وہ تو میں ضرور دوں گی۔ اور تم حکم کرو میں یہاں سے نکل کر کیا کروں۔ سجل نی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔

آپ اس کمرے سے نکل کر باہر آئیں ھمارے ساتھ بیٹھیں باتیں کریں آپکو اچھا لگے گا ہم برے لوگ نہیں ہیں۔ برے تو ارحم بھائی بھی نہیں ہیں بس ایک غلطی وہ آپکی محبت میں کر بیٹھے ہیں۔ عریشہ نے وضاحت کی۔

اچھا چھوڑو کچھ اور بتا۔ سجل نے بات بدلنا چاہی۔

اور ہاں یاد آیا۔ بھائی نے کہا ہے اگر آپ اپنی پڑھائی دوبارہ شروع کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں۔ اریشہ نے بھائی کا پیغام اسے دیا

نہیں اریشہ اب دل نہیں چاہتا کچھ بھی کرنے کو ایک خوف سا ہے دل میں۔ سجل سنجیدہ ہوئی

اچھا اچھا مت جائیں پر موڈ ٹھیک رکھیں اور باہر آ جائیں

وہ دونوں ہال کمرے میں آئیں تو ارحم خدیجہ بیگم اور علی صاحب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سجل کو دیکھتے ہی ارحم معذرت کرتا اٹھ گیا کیونکہ وہ اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اسکے سامنے کم آتا۔ اسنے اپنا سامان بھی دوسرے کمرے میں شفٹ کروالیا تھا اور سجل ارحم کے کمرے میں رہنے لگی تھی۔

سجل آہستہ آہستہ یہاں ایڈجسٹ ہونا شروع ہوگئی تھی۔ کبھی وہ گھر کے کاموں میں حصہ لیتی نظر آتی تو کبھی خدیجہ بیگم یا اریشہ سے باتیں کرتی۔ اسے گھر کے کام نہیں آتے تھے تو اسنے خدیجہ بیگم سے کوکنگ سیکھنا سٹارٹ کر دیا تھا۔ ارحم اسکی خبر ضرور رکھتا تھا پر اسکے سامنے نہیں آتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا سجل اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی وہ مطمئن تھا کہ سجل خوش رہنے لگی ہے اور اسے امید تھی کہ سجل ایک دن اسے ضرور معاف کر دے گی۔

وہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی اور تھوڑی دیر میں سو گئی

اور دوبارہ اسکی آنکھ کسی احساس کے تحت کھلی تو پہلے وہ چونکی اور پھر سمٹ کر بیڈ کی دوسری طرف ہوگئی اسکی آنکھوں میں خوف تھا۔

ڈرو مت میں تمھیں کچھ نہیں کہوں گا یار یقین مانو میں بندے نہیں کھاتا۔ تمہارے جاگتے ہوئے تو میں تمہیں نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تم نی مجھے اپنے سامنے آنے کی اجازت نہیں دی پر میں سوتے ہوئے تمھیں دیکھ سکتا ہوں اور بہتر ہے مجھے مت روکنا۔ اسکے جاگتے ہی ارحم صوفے سے اٹھا اور چہرہ دوسری طرف کر کے تفصیل بتائی اور بنا اس پر نظر ڈالے مسکراتے ہوئے کمرے سے چلا گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کیسا بندہ ہے یار میں اسے سمجھ ہی نہیں سکتی۔کبھی زبردستی کرتا ہے اور کبھی اتنا سوفٹ ہو جاتا ہے۔سجل نے ایک لمبا سانس لیا اور واپس سونے کے لئے لیٹ گئی۔

علی صاحب اور خدیجہ بیگم کے دو ہی بچے تھے ارحم اور اریشہ۔انہوں نی اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھے سے کی تھی وو بہت ہی سلجھے ہوے اور مہذب تھے۔اریشہ ارحم کی لاڈلی تھی ارحم بچپن سے اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اسکی ہر خواھش پوری کرتا تھا اور اس لئے اریشہ اپنی ہر فرمائش لے کر بھائی کے پاس جاتی تھی۔

ارحم بچپن سے ہی ہونہار سٹوڈنٹ تھا اسنے پڑھائی کے ہر میدان کو فتح کیا مگر اس میں غرور نام کی کوئی چیز نہ تھی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسنے اپنے بابا کا بزنس سنبھالا اور اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا یہ اسکی دن رات کی محنت تھی کہ اسکے بابا اس پر فخر کرتے تھے ارحم نے انکا چھوٹا سا بزنس نہ صرف پاکستان میں بلکے اور کئی بڑے ملکوں میں پھیلا دیا تھا اور اس میدان کو بھی فتح کر لیا۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل میں گم تھا جب موبائل کی رنگ پر سر اٹھایا

السلام وعلیکم مما۔ارحم نے ماں کا نمبر دیکھتے ہی پیس کر کے کان سے لگایا

وعلیکم سلام۔انہوں نی جواب دیا

خیریت مما آپنے اس وقت یاد کیا۔ارحم نے پوچھا

ہاں اگر تم فری ہو تو اریشہ کو کالج سے لے آ ڈرائیور کسی کام سے گیا ہوا ہے اور وہ انتظار کر رہی ہوگی۔انہوں نے اپنی پریشانی بتائی جی مما میں ابھی جاتا ہوں۔وہ کہتے ہوے اٹھ کھڑا ہوا۔

جب وہ کالج کے باہر پہنچا تو اسکی نظر سجل پر پڑی بلیک عبایا اور چہرے کے گرد نفاست سے لپیٹا سکارف اسے مزید خوبصورت دکھا رہا تھا اور اوپر سے وہ کسی دوست سے ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ارحم جو کسی لڑکی کو دیکھتا ہی نہیں تھا وہ اس لڑکی پر دل وجان سے فدا ہو گیا۔اور اتنے میں اریشہ گاڑی میں آ بیٹھی۔

کیا دیکھ رہے ہیں بھائی۔اریشہ نی ارحم کے سامنے چٹکی بجائی۔

یہ لڑکی کون ہے۔ارحم بس اتنا کہہ پایا

یہ ہماری سینئر ہے اور آپ تو اسے گھوریں مت۔کسی لڑکے کو بھی گھاس نہیں ڈالتی کالج کا ہر لڑکا اسکے لئے مرتا ہے پر یہ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی اور سننے میں آیا ہے یہ ہے بھی اینگیجڈ۔اسکی دوستی صرف دو لڑکیوں سے ہے ان سے باتیں کرتی ہے ورنہ زیادہ وقت پڑھتی نظر آتی ہے۔مجھے تو لگتا ہے پڑھ پڑھ کر پاگل ہو جانا ہے اسنے۔اریشہ نی تفصیل بتائی تو ارحم کچھ الجھ سا گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وہ اس لڑکی کو بھول ہی نہیں پا رہا تھا۔ اسنے اپنے دوست سے یہ بات شئیر کی

میرا مشورہ ہے یہ لڑکی تیری پہنچ سے دور ہے کیوں کہ وہ منگنی شدہ ہے۔ میری بات مان اسے اغوا کر لے یہ بھگا کر لے جا۔ اور وہ تیرے ساتھ بھاگے گی تو نہیں تو بچا ایک ہی راستہ اس بارے میں سوچ لے۔ اسکے دوست نے بات مزاق میں اڑا دی پر ارحم کے دماغ میں یہ بات گھر کر گئی۔

کچھ ہی دنوں میں ارحم اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ اسے کیا کرنا ہے اور اسنے سجل کو اغوا کرنے کا پلین بنایا۔

پہلے کچھ دن وہ سجل کا پیچھا کرتا رہا۔ وہ کہاں جاتی ہے کیا کرتی ہے۔ پھر ایک دن اسنے سجل کو اغوا کر لیا اور اپنے دوسرے گھر میں بند کر دیا۔ جب سجل کسی بھی بات پر شادی کے لئے نا مانی تو اسنے اسے اسکے بابا کی عزت کی دھمکی دی جس پر سجل ڈر گئی اور ہاں کر دی۔ بعد میں جب ارحم سجل کو گھر چھوڑ کر گیا تو اسنے اپنے گھر کچھ نہیں بتایا۔

اگلے روز وہ آفس سے آیا تو سیدھا خدیجہ بیگم اور علی صاحب کے پاس گیا اور انہیں ساری بات بتا دی اور انہوں نے ڈانٹ کر اسے واپس بھیج دیا۔ خدیجہ بیگم ارحم پر شدید ناراض ہوئی۔

پر علی صاحب نے انہیں سمجھایا کہ جو ہوا گیا اسے بدلہ نہیں جا سکتا۔ مگر آپکو اس لڑکی کے گھر جانا چاہیے ان لوگوں کی عزت کا سوال ہے۔ آپ جا کر پہلے انکی والدہ سے بات کر لیں پھر اگلی مرتبہ ہم سب ساتھ چلیں گے۔ اور خدیجہ بیگم انکی بات سے اتفاق رکھتے ہوئے ارحم کے ساتھ سجل کے گھر چلی گئیں۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ہیپی برتھ ڈے ٹو ڈیئر سجل رات 12 بجے اسکی آنکھ ان آوازوں سے کھل گئی اور سامنے سب کھڑے اس کو دعائیں دے رہے تھے اور وہ اٹھ کے بابا کے گلے لگ گئی وہ ہر سال اس کی سالگرہ مناتے تھے

بابا میرا گفٹ۔ سجل نے بابا سے گفٹ مانگا تو انہوں نے اسے دے دیا اس نے باری باری سب سے گفٹ لیئے اور کیک کاٹنے لگی پھر اس نے سب کو کیک کھلایا وہ بہت خوش تھی بہت خوش ..... اور ایک دم اس کی آنکھ کھل گئی اس کے ارد گرد کوئی بھی نہ تھا۔ وہ خواب دیکھ رہی تھی

یہ سب چہرے اس کے سامنے دوبارہ کبھی نہیں آنے والے تھے کیونکہ سجل ان کے لیے مر چکی تھی وہ تکیے میں منہ چھپا کہ رونے لگی۔ آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا .... پہلی بار وہ اپنی سالگرہ نہیں منانا چاہتی تھی وہ بھول جانا چاہتی تھی اس تاریخ کو اور پرانی یادوں کو پر وہ بھلا نہیں پا رہی تھی وہ رات سے صبح تک روتی رہی اور خود کو سمجھاتی رہی کہ اب وہ سب نہیں ہوگا جو پہلے ہوتا تھا فجر کی اذان تک وہ روتی رہی پھر اٹھی اور نماز پڑھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

یا اللہ پاک میں جانتی ہوں میرے ساتھ جو بھی ہوا اسی میں میری بہتری ہوگی جو کبھی نہ کبھی مجھے پتا چل جائے گی لیکن اے اللہ مجھے سکون عطا کر اور چین عطا فرما میں تھک گئی ہوں مجھے صحیح راستہ دکھا جو میرے لیے بہتر ہو اگر تو نے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میرے لیے اس شخص کو چنا ہے تو میرا دل اس کے لئے نرم کر دے میں کب تک یوں لڑتی رہوں گی آخر میری قسمت تو اسی شخص کے ساتھ جڑ چکی ہے مجھے راستہ دکھا میرے مولا مجھے راستہ دکھا۔ دعا مانگتے مانگتے اس کے آنسو زاروقطار بہہ رہے تھے اور وہ خدا سے مانگ رہی تھی۔

بھائی آپ آفس جانے سے پہلے مجھے گفٹ شاپ تک لے جائیں مجھے ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانا۔ ارحم امی ابو سے باتیں کر رہا تھا جب اریشہ نے آ کر کہا

کیوں کیا کرنا ہے تم نے۔ ارحم کی بجائے خدیجہ بیگم بولیں

مجھے گفٹ لینا ہے بھابھی کے لیے۔ اس نے سرسری سا جواب دیا

" کیوں؟"۔ ارحم نے تشویش سے پوچھا.

کیوں کیا مطلب مجھے گفٹ لینا ہے ان کا برتھ ڈے ہے .. اریشہ نے وضاحت کی ..

تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ارحم نے عریشہ کو گھورا

مجھے لگا آپ جانتے ہونگے۔ اریشہ نے جواب دیا

ہم اس کے لیے سرپرائز پلین کرتے ہیں وہ خوش ہوگی۔ ارحم نے مشورہ دیا.....

پر ارحم تم کیسے ..... خدیجہ بیگم کچھ کہنا چاہتی تھی پر ارحم نے روک دیا ..

ماما آپ فکر نہیں کریں شام کو اسے کہیں باہر لے جائے گا ہم باقی سب کام کر لیں گے۔ ارحم نے جواب دیا...

شام کو خدیجہ بیگم اسے اپنی سہیلی کے گھر لے گئیں اور جب واپس آئیں تو گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا

ارے اندھیرا کیوں ہے سب کہاں چلے گئے سجل سنبھل سنبھل کر قدم رکھتی اندر چلی آئی .. اور گھر ایک دم روشن ہو گیا

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ہیپی برتھ ڈے ڈیئر سجل ..

ارے آپ سب کو کیسے پتا کہ آج ..... سجل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

بھابی کالج میں آپکی فرینڈز نے بتایا تھا . عریشہ نے وضاحت کی.....

پر تم نے تو نہیں بتایا ہمیں اتنا وقت گزر گیا تم ہمیں اپنا نہیں سمجھتی . خدیجہ بیگم نے اس سے شکوہ کیا

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں بس یہ دن نہیں منانا چاہتی .. پر آپ لوگوں نے یہ دن میرے لئے یادگار بنا دیا یہ دن میں کبھی نہیں بھولوں گی تھینک یو .... سجل خدیجہ بیگم کے گلے لگ گئی

اچھا اب بس کریں اور یہ لیں اپنے گفٹس ... اریشہ نے کہا ..

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اور یہ رہا بھائی کا گفٹ ..... عریشہ نے ایک گفٹ باکس اسے تھمایا .

پروہ ..... سجل کچھ کہنا چاہتی تھی

ہاں بھابھی مجھے بھائی نے بتانے سے روکا ہے پر میں پھر بھی بتا دیتی ہوں کہ یہ سب بھائی نے کیا ہے.... پر آپ نے انھیں سامنے آنے سے روکا ہے تو وہ آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے کمرے میں چلے گئے اور یہ گفٹ دے گئے۔

اریشہ نے ساری بات بتا دی

چلو چھوڑو بھء اب کیک کھلا دو..... علی صاحب نے بات کا رخ موڑا .

سنو اریشہ .... سجل نے کچھ سوچتے ہوئے اسے بلایا

جی بھابی اریشہ نے جواب دیا.

یہ اپنے بھائی کو دے آ اور کہنا کہ جب کسی کو گفٹ دینا ہو تو خود دینا چاہیے دوسروں کے ہاتھ نہیں بھیج دینا چاہیے وہ خود آ کر دیں گے تو میں لے لوں گی۔سجل نے سنجیدگی سے کہا

اور اریشہ وہ لے کر بھاگتی ہوئی ارحم کے کمرے میں گئی اور اسے ساری بات بتائی تھوڑی دیر بعد ارحم ہال روم میں آتا ہوا دکھائی دیا۔

یہ لو تمہارا گفٹ۔ارحم نے آتے ہی اسے تھما دیا

تھینک یو۔سجل نے بنا نظر اٹھائے گفٹ لے لیا

چلیں اب کیک کی باری ..... اریشہ جلدی سے بولی

تو سجل نے کیک کاٹ کر باری باری سب کو کھلایا ارحم کی باری آئی تو اسے پلیٹ میں رکھ کر دے دیا تو ارحم کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی مسکرا دیے

اب سجل نارمل ہونے لگی تھی ارحم کے ساتھ بات تو وہ اب بھی نہیں کرتی تھی پر جب وہ آتا تو اٹھ کے کمرے میں نہیں چلی جاتی تھی بلکہ وہیں بیٹھی رہتی تھی۔ارحم خوش تھا کہ وہ بدل رہی ہے۔اور اسے امید تھی کہ وہ اسے معاف کر دے گی

ماما۔۔آجکل موسم کچھ بدلہ بدلہ نہیں ہے۔۔۔ارحم نے سجل کی طرف اشارہ کرتے ہوے کہا

ارحم باز آ میری بیٹی کو تنگ مت کیا کرو۔۔۔خدیجہ بیگم نے اسے گھورا۔

ماما میں نے کب تنگ کیا۔۔۔تنگ تو محترمہ مجھے کر رہی ہیں ایک چھوٹی سی غلطی کی اتنی بڑی سزا۔۔اب مجھے محبت ہو جو گئی تھی تو میں کیا کر سکتا تھا۔سجل ٹی وی دیکھ رہی تھی اور ارحم جانتا تھا وہ اسکی باتیں نہیں سن رہی۔

وہ چھوٹی غلطی نہیں تھی۔خدیجہ بیگم کی بجائے سجل نے جواب دیا۔اور جب اس نے نظر اٹھا کر ارحم کو دیکھا تو اسکی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

آنکھوں میں بے پناہ شکوے تھے۔اور وہ خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ پہلے ارحم چونکا پھر مسکرایا

خفا رہنا بھی کوئی تم سے سیکھے

کیسے ادائیں دیکھاتی ہو

نظریں جھکا کر اٹھاتی ہو

اور جان لے جاتی ہو۔

ارحم نے یہ شعر بولا جو کہ سجل نے سن لیا تھا پر بنا کچھ بولے وہاں سے چلی گئی۔

ارحم مت کیا کروایسے اسکے ساتھ وہ اب ہی تو بدلنے لگی ہے۔خدیجہ بیگم نے اسے گھر کا

وہ بدلنے لگی ہے تبھی تو ایسے کرتا ہوں۔اپنے اسکی آنکھوں میں میرے لئے شکوے دکھے تھے۔ماما اسنے بنا کہے مجھ سے شکوہ کیا ہے۔میں بہت خوش ہوں ماما وہ بدل رہی ہے۔میں بہت خوش ہوں۔ارحم ماں کے گلے لگ گیا۔

خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے میرے بچے۔پر تمھیں اس سے معافی مانگنی چاہیئے۔خدیجہ بیگم نے اسے سمجھایا۔

اچھا ماما میں ضرور معافی مانگ لوں گا۔ارحم بے حد خوش تھا وہ سجل کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

سجل ہال روم میں بیٹھی کوئی مووی دیکھ رہی تھی سب گھر والے سو چکے تھے اسے وقت کا اندازہ ہی نہیں تھا وہ مووی دیکھنے میں اتنی مصروف تھی کہ اچانک کسی آہٹ پر چونک کر پلٹی تو پیچھے ارحم کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔وہ ابھی آفس سے آیا تھا

اہاں کونسی مووی دیکھی جا رہی ہے جناب۔ارحم دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا

آپ کب آئے مجھے پتا ہی نہیں چلا سجل گڑبڑا گئی

ابھی جب تم مووی دیکھنے میں مصروف تھی اور بیحد پیاری بھی لگ رہی تھی۔ارحم نے آنکھ دبائی

جی۔۔۔سجل نے نا سمجھی میں اسے دیکھا

کچھ نہیں ماما سو گئی ہیں۔۔ارحم نے ہنستے ہوئے بات بدلی

جی شاید۔۔۔مجھے پتا ہی نہیں کب سب چلے گئے۔۔۔آپ فریش ہوں میں کھانا لگاتی ہوں۔سجل نے فرار کی راہ سوچی

نہیں میں خود لے لوں گا تم پریشان مت ہو۔ارحم نے اسے روکا

کوئی بات نہیں میں لگا دیتی ہوں۔وہ کہ کر اٹھ گئی

تھوڑی دیر بعد ارحم فریش ہو کر آیا تو وہ کھانا لگا چکی تھی۔

تھنک یو ارحم نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

کوئی بات نہیں۔سجل کہ کر جانے لگی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سنو تم سے کچھ کہنا ہے۔ارحم نی اسے روکا

جی بولیں۔سجل روک گئی

مجھے معاف کردو میری ہر غلطی کے لئے میں جانتا ہوں میں نے تمھیں بہت ہرٹ کیا ہے پر مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ میں کیا کروں۔۔ارحم نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

میرا ہاتھ چھوڑیں۔سجل نے اسکی بات کا کوئی جواب نا دیا

پر سجل میری بات تو سنو۔۔۔ارحم اسے سمجھانا چاہتا تھا پر سجل ہاتھ چھڑا کر وہاں چلی گئی اور اپنے روم میں جا کر دروازہ بند کر دیا۔اور وہیں بیٹھتی چلی گئی۔وہ اپنے دل کی کیفیت سمجھ نہیں پا رہی تھی یا شاید سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی۔

آجکل سجل اپنی کیفیت نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ہر وقت اسے ارحم کا خیال رہتا۔وہ خود کو سمجھاتی کہ مجھے اس بارے میں نہیں سوچنا پر اگلے ہی لمحے وہ پھر اسکے بارے میں سوچنے لگ جاتی۔اسے ارحم کی باتیں سننا اچھا لگتا تھا۔ارحم گھر میں کسی سے بات کر رہا ہوتا یا فون پر وہ اسے سنتی رہتی۔اریشہ سے بھی ارحم کی باتیں کرتی رہتی۔ارحم کی پسند ناپسند پوچھتی۔وہ ارحم کے بارے میں سب کچھ جاننا چاہتی تھی۔اور جب اسے جاننے لگی تو اسے پسند کرنے لگی وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔

وہ چاہتی تھی ارحم اس سے بات کرے پر ارحم کی طرف سے فلحال خاموشی تھی۔اور وہ خود سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی ۔اور ارحم اسے مزید وقت دے رہا تھا اس رشتے کو قبول کرنے کے لئے۔اور سجل آہستہ آہستہ اس رشتے کو قبول کرنے لگی تھی۔شاید اسے ارحم سے محبت ہونے لگی تھی پر وہ یہ بات ماننے سے انکار کر رہی تھی۔

وہ رات کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آئی اور وضو کر کے عشا کی نماز پڑھنے لگی نماز سے فارغ ہو کر اٹھی تو ارحم اسے دیکھ رہا تھا وہ مسکرا دی۔

آپ کب آئے۔مجھے پتا ہی نہیں چلا۔کوئی کام تھا آپکو۔اسکا لہجہ پہلے سے بہتر اور نرم تھا

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ارحم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئی

جی بولیں میں سن رہی ہوں۔سجل نے مختصر جواب دیا

سجل مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں بات کہاں سے شروع کروں۔۔۔۔۔میں نے تمھیں اریشہ کے کالج کے باہر دیکھا تھا ۔بعد میں پتا چلا تم بھی وہاں پڑھتی ہو۔تم اسی دن اسی پل میرے دل میں گھر کر گئی تھی۔میں وہ لڑکا تھا جسے لڑکیاں کبھی بھی اچھی نہیں لگتی تھیں۔تمھیں دیکھنے کے بعد میں بے چین رہا۔مجھے کہیں سکوں نہیں ملتا تھا۔اور نا ہی کوئی ایسا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

راستہ تھا جس سے تم میری ہو جاتی اور آخر کار مجھے وہ قدم اٹھانا پڑا۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے اور میں معافی کا حق دار بھی نہیں ہوں پر اب میں تمہاری ناراضگی نہیں سہہ پاں گا مجھے معاف کر دو۔ تم چاہو تو میں تمہیں ڈائیورس دے دیتا ہوں اور تمہیں تمہارے گھر عزت سے چھوڑ آں گا اور تم پر لگا ہر داغ مٹا دوں گا۔ پر تم ایسے نا رہو۔ میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے اور تم سے معافی مانگنے میں بھی دیر کر دی۔ تم جو کرنا چاہو کرو تم جو فیصلہ لوگی مجھے منظور ہے میں تمہارے جواب کا انتظار کروں گا۔ ارحم نے نظریں جھکا کر بات کی اور جب سجل کو دیکھا تو وہ رو رہی تھی وہ اٹھ کر اسکے پاس آ کر بیٹھا تو سجل دور جا کھڑی ہوی۔

سمجھ کیا رکھا ہے اپنے مجھے جب دل کیا کھلونا سمجھ کر خرید لیا اور جب دل کیا اسے توڑ کر پھینک دیا۔ آپ ہر بار اپنے بارے میں کیوں سوچتے ہیں کسی اور کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے۔ اپکو صرف اپنی فکر ہے دوسروں کی نہیں۔ پہلے آپنے مجھ سے زبردستی شادی کی مجھے سب کے سامنے برا ثابت کیا مجھے یہاں لائے پھر اچھے بنتے رہے اور اب۔۔۔۔۔اب جب مجھے آپسے محبت ہوگئی ہے تو آپ مجھے یہ سب کہہ رہے ہیں کہ میں فیصلہ کرلوں۔۔۔۔ میں۔۔۔۔میں ڈائیورس لے لوں۔۔بہت خوب کھیل کھیلا ہے آپنے۔۔۔۔بہت ہی عمدہ کھلاڑی نکلے آپ ۔۔۔۔ارحم میرے لیے ہر در بند کر دیا آپنے مجھے در در بھٹکانے کے لئے اب آپ مجھے ڈائیورس دیں گے۔۔۔۔ ٹھیک ہے دے دیں مجھے ڈائیورس میں چلی جاں گی یہاں سے پر۔۔۔۔پہلے میرے دل سے اپنی محبت کو نکالیں اور مجھے یہ جواب دیں کہ آخر کونسا گناہ کیا تھا میں نے آپکا جس کی آپنے مجھے اتنی بڑی سزا دی میرے ساتھ اتنا کچھ کر ڈالا۔۔۔۔۔۔سجل روتے ہوئے بات کرتے کرتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

سجل مت رو۔۔۔۔مجھے معاف کر دو میں ایسی بات دوبارہ کبھی نہیں کروں گا میں شرمندہ ہوں تم سے۔۔۔۔یہاں بیٹھو۔۔۔اسے زمین سے اٹھا کر صوفے پر بیٹھاتے ہوئے ارحم نے کہا۔۔۔۔

اچھا اب رونا تو بند کرو جان لوگی کیا میری سوری کرتو رہا ہوں یار مان جا۔۔۔ارحم نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا تو وہ روتے روتے ہنس دی۔۔۔۔۔

سجل اور ارحم آپس میں آہستہ آہستہ نارمل ہوگئے سجل خوش تھی کہ جن حالات میں ہی سہی مگر اسے ایک اچھا ہمسفر مل گیا تھا بس اسے اس بات کا دکھ تھا کہ اس کے والدین اور بھائیوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا وہ اکیلے میں اس بات پر روتی تھی پر ارحم کو اس بارے میں کچھ نہیں کہتی پر رحم جانتا تھا وہ کس کیفیت سے گزر رہی ہے وہ اسے تمام خوشیاں دینا چاہتا تھا جس کی وہ حق دار تھی وہ جانتا تھا کہ سجل کبھی بھی اس سے شکوہ نہیں کرے گی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے اور اس کی فیملی کے درمیان دیوار کھڑی کرنے والا وہ خود تھا اس لئے وہ یہ سب کچھ ٹھیک کر دینا چاہتا تھا

کیا تم سچ کہہ رہے ہو کیا واقعی ایسی بات ہے؟ . وہ بہت شرمندہ تھے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جی ہاں ایسی ہی بات ہے اور بہت غلط ہوا ہے۔ ارحم نے بتایا

ہم اسے کیا منہ دکھائیں گے یہ ہم نے کیا کر دیا۔ وہ رونے لگے

اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں جو ہونا تھا ہو گیا اب آپ کو اس کے پاس اس کو منانے جانا چاہیے۔ ارحم نے سمجھایا

ہاں مجھے ابھی لے چلو ہم سب جائیں گے، وہ اٹھ کھڑے ہوئے

نہیں ابھی نہیں میں آپ کو کل لے کر جاں گا۔ ارحم نے انہیں روکا

پر کیوں ابھی .....وہ کچھ کہنا چاہتے تھے

تھوڑا صبر کریں پھر لے جاں گا۔ ارحم نے جواب دیا..

آج سجل اور ارحم کی شادی کو ایک سال ہو گیا تھا اور اب وہ دونوں بہت خوش تھے ایک ساتھ ..

ارحم سنیں .....ارحم آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا جب سجل کمرے میں آئی

"جی فرمایئے بیگم میں سن رہا ہوں "ارحم نے ٹائی کی ناٹ باندھتے ہوئے جواب دیا..

آج آپ آفس نہ جائیں۔ سجل نے بچوں کی طرح کہا

کیوں آج کیا میرا نکاح ہے جہاں تک مجھے یاد ہے میں اپنے نکاح والے دن بھی آفس گیا تھا۔ ارحم نے کندھوں سے پکڑتے ہوئے جواب دیا..

اچھا جائیں .....وہ کہتی غصے سے مڑ کر جانے لگی.

رکو۔۔۔میں شام کو جلدی آ جاں گا ایک ضروری کام سے جانا ہے .. پلیز جانے دو تم ایسے ناراض ہو گی تو میرا دل نہیں کرے گا...ارحم نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا

او کے اب جائیں...وہ مان گ ءتو ارحم اسے پیار سے دیکھتا آفس چلا گیا۔۔۔

ہونہہ جائیں آفس...جناب کو آج کا دن ہی یاد نہیں. اب آئیں گے تو .....وہ بڑبڑا رہی تھی پر جب نظر بیڈ پر پڑی تو خاموش ہو گ ء.

"مجھے آج کا دن اچھے سے یاد ہے میری پیاری بیگم اور شام کو آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس.. آپ شام تک میرا ویٹ کریں ". بیڈ پر پھولوں کے ساتھ ایک چٹ پڑی تھی . سجل پڑھ کے مسکرا دی اور شام کا انتظار کرنے لگی.

شام کو جب ارحم آفس سے آیا تو سجل اپنے کمرے میں تھی..

"تم یہاں پہ ہو میں تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ رہا ہوں ". ارحم نے اسے دیکھا تو بولا

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"جو میرا کمرا ہے میں وہیں بیٹھوں گی نا " سجل نے منہ موڑ کے جواب دیا

"اب یہ منہ کیوں بنا ہے اب میں نے کیا کیا ہے بھائی ".ارحم مسکراتے ہوئے اسکی گود میں لیٹ گیا.

"جائیں یہاں سے، بچے ہیں جو میری گود میں لیٹے ہیں میں آپ سے ناراض ہوں " سجل نے ناراضگی ظاہر کی.

"چلو اگر ناراض ہو تو میں سرپرائز کینسل کر دیتا ہوں، ویسے تھا بہت اچھا.. چلو جیسی تمہاری مرضی ".....ارحم نے کندھے اچکائے

"میں صبح سے ویٹ کر رہی ہوں جلدی سے بتائیں کیا سرپرائز ہے "اسنے جھٹ سے لہجہ بدلا

"دیکھو گی "ارحم نے پوچھا تو اس نے بچوں کی طرح سر کو جنبش دی

"اچھا آ چلو "ارحم جھٹکے سے اٹھا اور اسے بھی اٹھایا

"پر کہاں " سجل حیران ہوئی۔

"سوال مت کرو اور آنکھیں بند کرو "ارحم نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا. اور جب باہر جا کر ہاتھ ہٹایا تو سجل کی آنکھوں میں بے یقینی تھی اور پھر آنسو آ گئے

"بابا "وہ روتے ہوئے ان کے گلے جا لگی

" سجل بیٹا بس کرو اور کتنا رگی " سجل کئی لمحوں سے ان کے گلے لگی رو رہی تھی تو خدیجہ بیگم بولیں.. پھر وہ باری باری سب سے ملی وہ تمام گلے شکوے بھول گئی

"پر آپ سب یہاں "..... سجل کچھ کہنا چاہتی تھی

"ہمیں ارحم نے کل سب کچھ بتا دیا تھا ہم بہت شرمندہ ہیں۔اور ہم کل ہی آنا چاہتے تھے پر ارحم تمہیں آج سرپرائز دینا چاہتا تھا تو آج لے آیا ہمیں "ثمینہ بیگم نے وضاحت دی

"ارحم " سجل نے بے یقینی سے اسے دیکھا

"اب کیا تم مجھے اتنا لاپرواہ سمجھتی ہو کہ تم راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتی ہو اور مجھے پتا ہی نہیں میں سب جانتا تھا اور میں تمہیں ہر خوشی دینا چاہتا تھا .اب بتا کیسا لگا میرا سرپرائز "ارحم نے آنکھ دباء

"بہت اچھا.... میں بہت خوش ہوں پر میں شکریہ نہیں کہوں گی کیونکہ یہ سب کیا بھی آپ نے ہی تھا " سجل ارحم کو چھیڑتی بابا کے پاس جا بیٹھی تو سب مسکرا دیئے اور ارحم سجل کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا وہ بہت خوش تھا کیونکہ سجل خوش تھی۔اسکی خوشیاں اس لڑکی سے جو جڑی تھیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہاجرہ نور زریاب (آکولہ مہاراشٹر انڈیا)

نعت جب سے لکھی ہے کاغذ پر
مستقل روشنی ہے کاغذ پر

نور ہی نور ہے مدینے میں
دلکشی دلکشی ہے کاغذ پر

بعد مرگ حیات دو روزہ
اک نئی زندگی ہے کاغذ پر

اعتبار حروف مل جائیں
فکر تک کاغذی ہے کاغذ پر

میں نے کچھ بھی نہیں لکھا اس نے
جو بھی بخشا وہی ہے کاغذ پر

ذکر محبوب اس کو پیارا ہے
اس کی ہی بندگی ہے کاغذ پر

سارے لفظوں کو چوم لو زریاب .
.نعتیہ شاعری ہے کاغذ پر

غزل

محمد ندیم قاصر (اوچ شریف)

کل شب تو میں سویا بھی نہیں
تیری یاد میں رویا بھی نہیں

حوصلہ دیکھ اب تو میرا
لگتا ہے جیسے کچھ کھویا بھی نہیں

میں نے کاٹی ہے وہ فصل بھی
جو بیج کبھی بویا بھی نہیں

داغِ محبت اچھا لگا ایسا کہ
پھر عمر ساری دھویا بھی نہیں

قاصر کیسا بے مروت ہے تو
میں مر گیا تو رویا بھی نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اریحہ ارشد

یہ وقت کا جنون ہے
اس وقت کے جنون میں بس خوف اک دعا کا ہے !
بس خوف اک وفا کا ہے !
زندگی کی رونق کو کچھ اسلیے بھلایا ہے
کہ ہم کو وقت سے پہلے اس جگہ پہ جانا ہے
جہاں اللہ کی چاہت ہے
جہاں رنگوں کی بارش ہے
جہاں خوشبو کے میلے ہیں
دلوں پہ غم کو ڈھانا ہے !
بس اپنوں کو رلانا ہے !
مگر وقت کے جنون میں بس خوف اک دعا کا ہے !
بس خوف اک وفا کا ہے !
امید لیے، سرحد پہ کھڑے جانباز سپاہی تو ہم ہیں
بندوق لیے، من تانے کھڑے اس حق کے مجاہد تو ہم ہیں
دل زندہ کر کے رکھنا ہے
امید کو باندھے رکھنا ہے
جو ہم پہ ہو کیسی بھی نظر
اس نظر کو تاڑے رکھنا ہے !
قربانی کی چاہ میں
بس اپنا آپ گنوانا ہے !
وطن کی پکار پہ
'لبیک' کہتے رہنا ہے !
مگر وقت کے جنون میں بس خوف اک دعا کا ہے !
بس خوف اک وفا کا ہے !

"افسوس"

اقرا سلیم

وہ جس پہ مان تھا مجھے خود سے زیادہ
کچھ الزامات پر وہ مقام تو کھونا تھا۔۔۔
جب میری باتوں پہ نہیں ہے یقین
تو پھر اس بات کا افسوس تو ہونا تھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

امید کی کرن"

آبرو نبیلہ اقبال

میرے وطن کے شاداب چہرے
گر تم جو دیکھو
تو یہ سمجھنا
ابھی یہ دھرتی
ہوئی نہیں بنجر
اور اس کے وارث
سلامتی کی دعائیں کرتے
تکھتے نہیں ہیں رات بھر بھی
کبھی جو کوئی طوفان آئے
اور دکھ کی کوئی لہر جو پھیلے
جناح کے وارث
نہ دن کو دیکھیں نہ رات دیکھیں
نثار اپنی جان کر کے
زمانے کو وہ کر دکھائیں
کہ حوصلہ گر جواں ہو
اور
من میں دھرتی کی لگن ہو سچی
تو ڈر نہیں کوئی بھی ایسا
جو وارثوں کو نڈھال کر دے
یہ وارثوں کا نہیں ہے شیوہ
کہ ڈر کر اپنی وہ راہ بدلیں
یہ تو ہیں سب کو راہ دکھاتے
ہمت و حوصلے کے سب کو سبق پڑھاتے
ہیں کر دکھاتے
سارے جہاں میں روشنی کی کرن پھیلا کے
یہ زندہ قوموں کی ہے نشانی
فراموش نہیں کرتے وہ
اپنوں کی لازوال قربانیوں کو
یاد رکھتے ہیں اسباق سارے
عمل کی کنجی کو تھامے
کامیابی کی منزلوں کو
پانے کی لگن میں
وطن کا نام ہیں روشن کرتے
سلام میرے جناح) رحم اللہ علیہ (کو پہنچے
سلام میرے وطن کے وارثوں کو
سلام پیارے وطن کہ تجھ کو
قائم و دائم رہنا ہے تا قیامت
ان شاءاللہ

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دردِ جدائی

انابیہ رحمٰن (ڈیرہ غازی خان)

سنو !
رات کی تنہائی میں
خواہشیں بھی مچلتی ہیں
یادیں دھیرے دھیرے،
سے ایڑیاں رگڑتی ہیں
آنکھوں میں اشک
بھی مچلتے ہیں،
تمہی بتا جاناں،
کیا کریں ہم؟
وہ سب تیری باتیں،
تیری قسمیں جھوٹے
وعدے ساتھ نبھانے کے،
وہ سب یاد آتا ہے تو
شدتِ درد سے دل،
بھی تڑپتا ہے
زندگی بھی دھیرے دھیرے،
سے ساتھ چھوڑ رہی ہے
پھر بھی نہ جانے کیوں؟
جاناں یہ جو درد ہے
جداء کا کم نہیں ہوتا !

ماہ روش ملک

شجر کاری
آ مل کر پیڑ لگائیں
سرسبز پاکستان بنائیں
گھروں کو، راستوں کو
شہر شہر، گاں گاں کو
پھولوں اور پودوں سے سجائیں
آ مل کر پیڑ لگائیں
سرسبز پاکستان بنائیں
ہیں یہ پیڑ چیز بڑے کام کی
سایہ دیں انسان کو بھی حیوان کو بھی
جو پڑے ان پر نظر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں
آ مل کر پیڑ لگائیں
سرسبز پاکستان بنائیں
بارش کا بھی ہیں یہ سبب
خوبصورتی کا بھی ہیں یہ ساماں
آلودگی سے پاک، ماحول کو صاف بنائیں
آ مل کر پیڑ لگائیں
سرسبز پاکستان بنائیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گلِ زہرہ شاہ

رباب ثانی (گوجرانوالہ وزیرآباد)

ہے اللہ کا ہم پہ احسان
ہم کو بنایا مسلمان
دیے کے ایمان
کہا یہ ہے قرآن
جس میں ہے میرا فرمان
یہ وہ ہے کلام
جس میں شامل ہیں
جینے کے سلیقے سارے
ہم نے چھوڑ دیا اِس کو
بہکا لیا ہم کو
جھوٹے اسلام کے دعوہ داروں نے
جو ہیں اصل میں شیطان
میں کروں کیسے بیان
قسم ہے مجھ کو اس کی
جس کے قبضے میں ہے
ہم سب کی جان
قرآن ہی ہے
جس میں ہے ہم سب کے لیے انعام
اصل میں ایمان ہی ہے
ہم سب کی شان و پہچان

کون میرے درد جانے
کس کو سناں داستاں
نہ سانس رکی نہ دل دھڑکنا بھولا
جس گھڑی وہ بچھڑے تھے
ان آنکھوں نے اک نظارہ ہوتے دیکھا
میں نے جاناں خود کو مرتے دیکھا
ہجر کی ماتمی راتوں میں
تیری یادوں کو سینے سے لگائے
خود کو وصل کے لیے تڑپتے دیکھا
میں نے جاناں خود کو مرتے دیکھا
تیری دیوار سے لپٹ کر
تیرے اک لمس کی چاہ میں
خو کو بکھرتے دیکھا
میں نے جاناں خود کو مرتے دیکھا
نہ انکھ کے نیچے حلقے
نہ ہجر زدہ جسم تھا میرا مگر
"عشق کھا گیا اس کو"
لوگوں کو یہ کہتے دیکھا
میں نے جاناں خود کو مرتے دیکھا
کون میرے درد جانے
کس کو سناؤں داستاں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

نور فاطمہ

ہم نے تو کچھ یوں سنا تھا
ہم نے تو کچھ یوں پڑھا تھا
کہ خواب جیون کا سرمایہ ہیں
تیز دھوپ میں چھایہ ہیں
خواب بنا بھی جیون کیسا
دن دہیاڑے اندھیرے جیسا
خواب ہیں رنگ خواب ہیں نور
یہ روحوں کو کرے محسور
ہم نے تو کچھ یوں سنا تھا
پر جب خود پرکھا تو جانا یہ
پھر لکھا افسانہ یہ
خواب تو جیون لے لیتے ہیں
ساری چاہت لے لیتے ہیں
جھلمل کرتی آنکھوں سے
ساری چمک یہ لے جاتے ہیں
کرچیاں اتنی بھر جاتے ہیں
ہم نے تو کچھ اور سنا تھا
ہم نے تو کچھ اور پڑھا تھا
ہم کو یہ معلوم ہی کب تھا
کہ خوابوں کی کیا قیمت ہے
جب خواب ہی سارے ٹوٹے ہوں
دن دہیاڑے اندھیرے ہوں
تو ان کی قیمت کون چکائے
ہم نے تو اب یہ سوچا ہے
ہم نے تو اب یہ کرنا ہے
کچھ سچی سچی قیمت دے کے
آنکھوں میں پھر چاہت بھر کے
ان خوابوں کو پھر دیکھنا ہے
ان آنکھوں میں بسانا ہے
کیونکہ ہم نے تو کچھ یوں سنا ہے
کہ خواب جیون کا سرمایہ ہیں
خواب جیون کا سرمایہ ہیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

حرا شاہد

تم سے لے کر تم تک
تم ہی دِل سے دِل تک
میری چوڑی کی کھنکار ہو تم
میری پائل کی جھنکار ہو تم
میری بندیا، ہار سنگھار ہو تم
میرا جیون، میرا پیار ہو تم
آنکھوں میں تیری چاہت کا
کاجل یہ ہر پل رہتا ہے
تو دور ہو تو قطرہ قطرہ
یہ کاجل بہتا رہتا ہے
یہ چوڑی، کنگن، بندیا، لالی
نہ چاہوں، گجرا، کاجل، مہندی
نہ میں چاہوں سنسار پیا
میرا تو ہی ہار سنگھار پیا!!_

یاسمین وقار

بہت دن ہو گئے میں نے
لکھا نہیں کچھ بھی
تیری صورت پہ لکھتا ہوں
تیری صورت پہ کیا لکھوں؟
تیری صوررت نرالی ہے
حقیقت ہو نہیں سکتی
بس ایک خیالی شبیہہ سی ہے
حقیقت تو یہ ہے کہ
اب تیرے بن کچھ نہیں رکھا
تیری صورت جو آنکھوں میں سجالی ہے
ثبوت اور تجھے میں کیا دوں
اپنی صدق محبت کو
ڈبو کے اپنے اشکوں میں
تیری صورت سنبھالی ہے
خوشی جو مل بھی جائے تو
تو خوشی پہ خوش نہیں ہوتا
تیرے سنگ جینے کو اے جاناں
سبھی خوشیاں سنبھالی ہیں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

وجیہہ بخاری

وہ جب جب بھی جھکاتی ہے
گھنیری باڑ پلکوں کی
میرا پھر دل یہ کرتا ہے سجادوں میں اِن پلکوں پہ
بس اپنے نام کے سپنے
کہ اپنے خوابوں کے جگنوں
بسادوں میں ان آنکھوں میں
کبھی جو وہ مجھے دیکھے
نظر کو وہ اٹھا رکھے
جو میں دیکھوں ان آنکھوں میں
تو پھر بس سوچتا ہوں کہ کہیں میں ڈوب نہ جاں
میں اِن میں کھو ہی نہ جاں
کہ اس کی جھیل سی آنکھیں بہت گہرائی رکھتی ہیں
بہت سے راز ہیں اِن میں
اگر میں اِن میں نہ دیکھوں تو پھر یوں موتی کی صورت
اِن سے پانی بہتا ہے
تو پھر بے چین ہوتا ہے
میرا نادان سا یہ دل نہیں میں دیکھ سکتا بس کہ اِن
آنکھوں میں پانی ہو
مجھے یہ جان سے پیاری ہیں
کہ میں تو دیکھنا چاہوں
اِن میں ہو میرا ہی عکس

وہ میری ذات کا قصہ

سمیرا منشاء (سوزی)

میں نے ہمیشہ پڑھا تھا....
محبت ایسی ہے ...
محبت ویسی ہے ....
پھر اتفاق سے اسکو دیکھنا نصیب ہوا....
اسکی بولتی آنکھیں .....
ان میں پنہاں شرارت .....
ان میں جھلکتی حیا.....
اسکے چہرے کا نور...
اسکی باتوں کا سحر .....
اسکی ہنسی کی آواز....
اسکا نرم لب ولہجہ ...
اسکا دیکھ کے نظر جھکانا...
اسکا شرما کے ذرا سا مسکرانا....
مجھے مل گئی محبت کی تشریح .....
اس کے بعد نہ کسی کی آنکھ میں جھانک سکی...
نہ کسی کی گفتگو میں کھو سکی....
نہ کسی کے چہرے نے متوجہ کیا....
نہ کسی کے لہجے کی سمجھ آئی...
وہ محبت ہی تو ہے....
سراپا محبت

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ایمانِ عائشہ

میں سوچتی تھی
بے حد و حساب سوچتی تھی
میں ہر وقت سوچتی تھی
میں ہر پہر، ہر گھڑی سوچتی تھی
کون سے روگ مجھے کھا گے
کیوں مجھے لوگوں کی جدائی مار گئی
کیوں لوگ مجھے راستے میں چھوڑ گے
کیوں میرے خواب ٹوٹ گے
کیوں میرے نصیب پھوٹ گے۔
کیوں میرا چین مجھ سے رخصت ہو گیا
کیوں میرا سکون مجھ سے روٹھ گیا
میں نے سوچا اور بے حد و حساب ہی سوچا
لیکن ان سب سوچوں میں
میں نے کبھی یہ کیوں نہ سوچا
کہ میں اپنے مالک سے دور ہوں
کیوں نا میں اپنے اللہ سے رجوع کروں
کیوں نا اس سے دوستی کروں
نہ اس سے جدائی کا کوئی خوف
نہ اس کا بیچ راستے میں چھوڑ دینے کا روگ
وہ تب بھی میرے ساتھ ہے
جب میں خود کو تنہا سمجھتی ہوں
وہ تب بھی میرے ساتھ ہے
جب میں بیچ ہجوم میں گھری ہوں
اس سے دل لگا کے
نہ میرا چین رخصت ہو گا
نہ میرا سکون روٹھے گا
نہ خوابوں کے ٹوٹنے کی تکلیف ہو گی
نہ نصیب پھوٹنے کا شکوہ نوکِ زبان پر آئے گا
اب میں سوچتی ہوں
کیوں میں نے ہمشہ لوگوں کو سوچا۔۔؟
کیوں نہ میں نے اپنے اللہ کا سوچا۔؟
کیوں ہمشہ یہ سوچا لوگ کیا کہیں گے۔۔؟
کیوں یہ نا سوچا کہ اللہ کیا کہے گا
وہ جو میرے ہر پل میں میرے ساتھ ہے
اب مجھے نہ روگ یاد ہیں نہ لوگوں کی جدائی
نہ بیچ راہ میں چھوڑنے والے، نہ مجھ سے منہ موڑنے والے
یاد ہے تو صرف اپنا رب
اب بھی میں سوچتی ہوں اور بے حد و حساب سوچتی ہوں
کہ یہ خوبصورت سوچ مجھے پہلے کیوں نا آئی؟
اب میری سوچ
روگ، سوگ، جدائی اور ٹوٹے خوابوں کے گرد نہیں گھومتی
بلکہ
اب میری سوچ امید، صبر، ہمت اور حوصلے کے گرد گومتی ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ماریہ شبیر

اسے کہنا وہ لڑکی
جو محبت کے نغمے گاتی تھی
خواب سنہرے بنتی تھی
محبت کے سنہرے رنگ
جس کے آنچل میں کہلتے تھے
محبت اس کے لیے
ایک خواب تھا خوبصورت سا
اس کی پلکوں پر
کئی جگنوں بسیرا کرتے تھے
اس سے کہنا
وہ لڑکی کھو گئی کہیں
اب اس کی آنکھوں میں
اداسی کا موسم ٹھہرا ہے
اس کی پلکوں پر
اشکوں کا بسیرا ہے
لوٹ آ کہ انتظار کی
ڈور ہاتھوں سے چھوٹتی جا رہی ہے
وہ لڑکی گم ہوتی جا رہی ہے

مریم صدیقی _ کراچی
ہوتا جب تک وہ نہیں چاہتا
سچے دل سے مانگو تو دے
گا بن مانگے وہ دیتا ہے اتنا
تو کیا مانگو گے وہ نہیں دے گا؟
دے گا اگر تمہیں بس یقین
ہو کہ دے گا اس میں اگر مگر
کی گنجائش نہیں ہوتی ڈرتے
وہ جنہیں اللہ پر یقین نہ ہو
ایک بر اللہ کے حوالے سب کر
کے تو دیکھو کے اللہ اب میری
کشتی تیرے حوالے تو وہ ڈوبتی
کشتی کو بھی کیسے پار لگاتا
دیکھتے رے جاگے عشق
محبت ایک پاک رشتا ہے ایک
پیارا احساس ہے پیار ہے نکاح
کرو گناہ نہیں پر اسے نکاح میں
لے آ پر آج کل ذات رنگ سب
چل گیا ارے لوگوں ہم مسلمان
قیامت کے دن نہ کوئی ذات
رہنی نا رنگ نا کچھ بس
اعمال ہونے ہیں اللہ سب کی پاک
محبت سے ملائے انہیں امین دنیا
کی محتاجی نا ہو اپنے در سے دے مولا امین

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

فرزانہ کنول

میری محبت کو اپنی چاہت کا دوام بخش دے
تو ساقی ہے، مجھے اک جام بخش دے

اب تو رہتا ہے، آنکھوں میں درد سا
تو اپنے دیدار کا انعام بخش دے

وہ یاقوتی لبوں کا لرزنا، وہ پلکوں کی رِم جھم
معافی جو مل سکے، تو رب کے نام بخش دے

مانا کہ گنہگار ہوں، سیاہ کار ہوں، لیکن
ہوں امتِ محمدی ﷺ محبّ کے نام بخش دے

آنکھوں کی نمی میں دِکھے جو گھر ترا
تو مجھے ایسا چشمِ آب بخش دے

جس محبت میں بلال کہتے رہے احد احد
خدارا !مجھے وہ مقام بخش دے

جو کرے تری شکر گزاری ہر پل
مجھے ایسی جسم و جاں بخش دے

جیت سکوں میں تجھے جس میں
ہوسکے تو ایسا امتحاں بخش دے

فائقہ بلال

کبھی کبھی ہم کھو دیتے ہیں
کسی بہت اپنے کو
وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ تو بے جان
چیزیں بھی بدلنے لگتی ہیں
صاف نہ کرو تو خیال نہ رکھو تو
پرانی ہو جاتیں ہیں
بدرنگ ہو جاتی ہیں
اور پھر ایک دن
چھپکے سے ہمارے علم میں آئے بغیر
ختم ہو جاتیں ہیں
ایسے ہی تو
گم ہوگئی ذات کسی بہت اپنے کی
کھوگئی
زندگی کی تلخیوں میں
جب غور کیا تو معلوم ہوا
ہماری ذات ہی ہماری بہت اپنی ہوتی ہے
محسوس کیا تو بہت تکلیف ہوئی
کہ آج کھو دیا خود کو
کہ آج رولیا خود پہ!....

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تعبیر خانزئی

کاش کہ تمھاری یاد اک کہانی ہوتی
اک کاغذ پہ لکھی گئی مختصر کہانی
اک فانی کہانی ہوتی
کاش کہ تیرے الفاظ محو نہ ہوتے
میرے زہن میں تیرے خیال نہ ہوتے
میں انہیں مٹا دیتی
کسی شے پہ پڑی گرد کی طرح
انہیں جلا دیتی
پرانی ڈائری کہ کسی ورق کی طرح
کاش کہ دل مائل نہ ہوتا
میری نگاہ نہ اٹھتی
کاش کہ تم میرے روبرو نہ ہوتے
تم مجھے اپنا نہ کہتے
میں دل کا سمجھا دیتی
میں خود کو منا لیتی
کسی بھولے بچے کی طرح
کاش کہ تم میرے ہوتے

اشارانی

تجھے یاد کرنے کا ہنر سدا ہے مجھ میں
بس اتنی ہی _ _وفا ہے مجھ میں

کیوں کھٹکھٹاوں _ _ _ کوئی اور در
میرے زخموں کی دوا ہے مجھ میں

فقط مسکرا کے چھپا لیتا ہوں تمام درد
ایسا بھی کیا نیا ہے مجھ میں

زندگی پرکھ لے ہر موڑ پہ مجھے
درد سہنے کی انتہا ہے مجھ میں

ترے بعد نہ رہی مجھ میں کوئی ہل چل
میرے سرد پن کا بھی گواہ ہے مجھ میں

گرتے ہوئے بھی خشکی کو تر کرتا ہوں
برسات کی سی _ _ادا ہے مجھ میں

آئینے سے پوچھتا ہوں کبھی کبھار
یہ میں ہوں یا کوئی بسا ہے مجھ میں

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سیدہ زخرف بخاری

میری خاموشی کو سنا کرے
میرے حرف حرف کو پڑھا کرے
کوئی ایسا شخص بھی ہوا کرے
مجھے کھونے سے جو ڈرا کرے
میری آنکھوں میں گر ہو نمی کبھی
یا دل میں ہو جو خلش کبھی
میرے سارے غم مٹایا کرے
کوئی ایسا شخص بھی ہوا کرے
کروں ہزار میں شکوے اگر
پہروں سنتا رہے وہ مجھے مگر
میرے سارے عیب چھپایا کرے
کوئی ایسا شخص بھی ہوا کرے
میں دھن 'وہ راگ ہوا کرے
میں آئینہ 'وہ عکس بنا کرے
میں آنکھ 'وہ اشک ہوا کرے
ہر پل میرے ساتھ رہا کرے
کوئی ایسا شخص بھی ہوا کرے
میں تتلی 'وہ باغ ہوا کرے
میں دل وہ دھڑکن ہوا کرے
اور دھوپ میں سایہ بنا کرے
اپنے ہونے کا یقیں دلایا کرے
کوئی ایسا شخص بھی ہوا کرے

منیبہ تبسم

کبھی دل چاہتا ہے ناں
ایسی نیند سو جانا
کہ جب آنکھ کھلے تو
دور کوئی جزیرہ ہو
یا کوئی دوسرا سیارہ ہو
جہاں نہ پہچان اپنی ہو
نہ کوئی شناخت اپنی ہو
جو چاہوں میں وہ ہو جائے
جو بولوں میں وہ مل جائے
یا پھر ایسا ہو جائے
یادداشت میری کھو جائے
ہر درد مجھے بھول جائے
ہر تکلیف دور ہو جائے
اگر ایسا بھی نہیں ممکن
تو ایسی نیند ہو کوئی
تو ایسا خواب ہو کوئی
جو نہ کبھی ٹوٹے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سنو جاناں

عنائیہ چودھری (کھاریاں)

وہ ماہ کامل روٹھ گیا ہے
دور کسی ویرانے میں
ساتھ ہمارا چھوٹ گیا ہے
جس سے سانسوں کا تسلسل تھا قائم
وہ سلسلہ محبت ٹوٹ گیا ہے
وہ ماہ کامل روٹھ گیا ہے
وہ چہرہ جو کل کائنات تھا
جو ذکر تھا ہر محفل کا
جو میری حیات تھا
نفرتوں کے شہر میں
جو دشمنوں کی مات تھا
جو تعبیر تھی چند لمحوں کی
میری زندگی کا جو خواب تھا
وہ ماہ کامل روٹھ گیا ہے
وہ جو غمگسار تھا غم حیات کا
جو تھا آشنا دکھ کی ہر رات کا
وہ ماہ کامل روٹھ گیا ہے
اب جو حال دل سنائیں
تو کس کو سنائیں
زخم روح کے دکھائیں
تو کس کو دکھائیں
کہ بعد اس کے
جیون اک کہانی ہے
دکھ کا ہے ہر پل
اشکوں کی روانی ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

یہ وطن ہمارا ہے....

حمدہ

خون ہے فضا جس کی
خوف داستاں جس کی
زرہ زرہ لاشوں کا
کربِ جاں دکھاتا ہے
شہر شہر بچوں کی
سسکیاں سناتا ہے
بے بسی کا سورج ہے
آسمان روتا ہے
درد ماؤں کا آنچل
آنسوں سے دھوتا ہے
عزتیں بازاروں میں
عام دام بکتی ہیں
ننھی ننھی سانسوں پہ
گولیاں لٹکتی ہیں
ہے اولادِ آدم یہ
بک رہی بازاروں میں
عزتیں اچھلتی ہیں
سب بڑے میناروں میں
آنکھ خوف کے مارے
پھوٹنے سے ڈرتی ہے
دل کی دکھ بھری آہٹ
ٹوٹنے سے ڈرتی ہے...
کیا ہوا کہاں سویا ہے زمیر لوگوں کا
جل رہا ہے گھر دیکھو ان امیر لوگوں کا
زات کے دھنی سارے
دل سے خشک تر ٹھہرے
بارشوں کے رکھوالے
روح سے خاک تر ٹھہرے
قاتلِ شہر بھی خودِ
اور لاشِ ویراں بھی
خود ہیں خوف کے مارے
خود ہی دردِ آساں بھی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تیری یاد

محمد وسیم سہیل

آنکھ دن رات
بس برستی ہے
پاگل سی
تیری یادوں کی
ٹوٹی ٹہنی پر
ثوابِ عشق کی تمنا میں
جب بھی ارمان بول پڑتے ہیں
حسن کی لازوال خوشبو بھی
خراماں خراماں
دل کی ویران بستی میں
ڈوبتی سانسوں کے اترے چہرے پر
ذکر کرتی ہے
رات دن تیرا
زندگی کا تھکا تھکا لہجہ
سوال کرتا ہے
شام کی سانولی سیاہی سے
صبح کی پہلی شفاف کرنوں سے
ضبط کے آخری کناروں سے
طواف کرتی ہوئی ان یادوں سے
ظن کی ڈراؤنی پرچھائیوں سے
عشق کی عین سے
غم کے غرور سے
فراق کی لازوال حدت سے
قرب کے مختصر سے لمحوں سے
کہ
گناہ کیا تھا میرا
لفظ بھی ساتھ اب نہیں دیتے
میرا بے جان سا وجود بھی اب
نصیب اپنے پہ روتا رہتا ہے
وہ سسکیوں کے شور میں
ہر بار یہی کہتا ہے
یاد تیری فقط ہے یاد مجھے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کچن کارنر

حیدرآباد دکن کی مشہور چنے کی دال کی بریانی المعروف "قبولی بریانی"

اجزا

دال کے سالن کے لئے:-

-1 چنے کی دال ایک پاو

-2 ادرک باریک کٹا ہوا ایک کھانے کا چمچ

-3 لہسن باریک کٹا ہوا ایک کھانے کا چمچ

-4 پیاز چار عدد درمیانے سائز کے باریک باریک کاٹ لیجئے

-5 ٹماٹر درمیانے سائز کے چار عدد باریک باریک کاٹ لیجئے

-6 دہی ایک پاو

-7 ہرا دھنیا باریک باریک کٹا ہوا آدھا کپ

-8 پودینہ یا نیازبو / تلسی باریک باریک کٹا ہوا آدھا کپ

-9 ہلدی آدھا چائے کا چمچ

-10 ہسی لال مرچ آدھا کھانے کا چمچ یا حسب پسند

-11 ہری مرچیں تین عدد باریک کاٹ لیجئے

-12 گرم مصالحہ پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ

-13 نمک آدھا چائے کا چمچ یا حسب ذائقہ

1 دیسی گھی / کوکنگ آئل آدھا کپ

چاول ابالنے کے لئے:-

-1 باسمتی چاول آدھا کلو

-2 لیموں کا رس دو کھانے کے چمچ

-3 گرم مصالحے والی بڑی الائچی / کالی الائچی دو عدد

-4 چھوٹی سبز الائچی چار عدد

-5 تیز پات تین عدد

-6 زیرہ ایک چائے کا چمچ

-7 لونگ پانچ عدد

-8 دار چینی ایک ایک انچ کے دو ٹکڑے

-9 نمک آدھا چائے کا چمچ یا حسب ذائقہ

-10 تین چار کھانے کے چمچ دودھ میں زردے کا رنگ گھول کر رکھ لیں۔

ترکیب

چنے کی دال دھو کر آدھے گھنٹے کے لئے پانی میں بھگو

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دیجئے۔اس کے بعد دال کو ایک چٹکی ہلدی اور نمک کے ساتھ ایک کنی رکھ کر ابال لیجئے تا کہ دال بکھرنے نہ پائے بلکہ ثابت رہے۔

ایک دیگچے میں دیسی گھی/ کوکنگ آئل گرم کر کے پیاز کو گولڈن براون ہونے تک فرائی کر کے اس میں سے آدھی پیاز نکال کر الگ رکھ لیجئے) دم دیتے ہوئے بریانی پر ڈالنے کے لئے (،اب باقی کی پیاز میں ادرک لہسن شامل کر کے ہلکا سا بھون کر اس میں پسی ہوئی لال مرچ، ہری مرچیں، ہلدی اور گرم مصالحہ شامل کر کے دو منٹ کے لئے بھون کر اس میں باریک کٹے ہوئے ٹماٹر ڈال اور نمک شامل کر کے دو سے تین منٹ تک ٹماٹروں کو بھون لیجئے اور دہی شامل کر کے مزید دو منٹ تک پکائیں۔اب اس میں چنے کی ابلی ہوئی دال، ہرا دھنیا اور پودینہ شامل کر کے اچھی طرح مکس کر کے دو منٹ تک پکائیں اور چولھا بند کر دیجئے۔

چاول ابالنے کے لئے پانی میں ڈال کر چولہے پر چڑھائیں اور جب پانی میں ابال آ جائے تو اس میں 3 سے 8 نمبر تک دیا گیا ثابت گرم مصالحہ، لیموں کا رس اور نمک شامل کر کے چاول ایک کنی رکھ کر ابال لیجئے۔

بریانی کو آسانی سے دم دینے کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ چاولوں کو ٹھنڈا نہ ہونے دیجئے۔جیسے ہی چاول چھانیں، اسی وقت بریانی کی تہیں لگا لیجئے۔

دیگچے میں پہلے آدھے چاولوں کی تہہ لگائیں اور تقریبا دو سے تین کھانے کے چمچ پانی ڈال کر پھر چنے کی دال کے سالن کی تہہ لگائیں اب اوپر سے باقی کے چاولوں کی تہہ لگا لیجئے۔اوپر سنہری کی ہوئی پیاز ڈال دیجئے۔ زردے کے رنگ والا دودھ ڈال کر بریانی کو تیز آنچ پر تین سے چار منٹ رکھیں، جب ڈھکن کے کناروں سے بھاپ نکلتی ہوئی نظر آئے تو تین سے چار منٹ کے لئے ہلکی آنچ پر دم دے دیجئے۔دم کھولنے کے بعد ہلکا ہاتھ رکھ کر چمچ سے مکس کر لیجئے اور سرونگ ڈش میں نکال کر گرما گرم کھانے کے لئے پیش کیجئے۔

طالب دعاء: شاهد محمود

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

دیگی

بکرے کا گوشت۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کلو

ادرک) پسا ہوا(۔۔۔۔۔۔۔۔ایک چائے کا چمچہ

لہسن) پسا ہوا(۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کھانے کا چمچہ

نمک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حسب ذائقہ

کالی مرچ) ثابت(۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک چائے کا چمچہ

ٹماٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک پا

ثابت زیرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کھانے کا چمچہ

ثابت دھنیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو کھانے کے چمچے

ہری مرچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چھ عدد

ہرا دھنیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو کھانے کے چمچے) باریک کٹا ہوا(

کوکنگ آئل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کپ

ترکیب

ثابت دھنیا اور ثابت زیرہ دونوں کو توے پر بھون لیں ۔ایک دیگچی میں کوکنگ آئل گرم کریں اور اس میں ادرک لہسن اور گوشت ڈال کر پکائیں نمک اور کالی مرچ ڈال کر بھونیں۔دس سے پندرہ منٹ بعد ایک کپ پانی شامل کر کے گوشت گلنے کے لئے ڈھانپ کر پکنے دیں۔جب گوشت آدھا گل جائے تو ٹماٹر ڈال دیں اور ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔جب گوشت گل جائے تو ثابت ہری مرچ،ثابت دھنیا اور زیرہ ڈال کر بھون لیں۔پھر ہرا دھنیا شامل کر دیں۔دیگچی بالٹی گوشت تیار ہے۔

رومان ڈائجسٹ کی ٹیم اور خصوصاً

انچارج کچن کارنر

شاہد محمود بھائی

کی بہت زیادہ شکر گزر ہیں۔

اللہ پاک انکو لمبی زندگی اور

صحت کاملہ عطا فرمائے

آمین

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

بیف قیمہ

-1 گائے کے گوشت کا ایک کلو قیمہ

-2 پیاز تین عدد درمیانے سائز کے باریک باریک کاٹ لیجئے

- 3 ادرک لہسن پیسٹ دو کھانے کے چمچ

-4 سبز مرچیں تین عدد باریک باریک کاٹ لیجئے

-5 لیموں کا رس ایک چائے کا چمچ

-6 ہرا دھنیا باریک باریک کٹا ہوا چار کھانے کے چمچ

-7 سفید زیرہ ثابت ایک چائے کا چمچ

-8 سفید زیرہ پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ

-9 خشک دھنیا پسا ہوا دو کھانے کے چمچ

-10 گرم مصالحہ پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ

-11 نمک ایک چائے کا چمچ یا حسب ذائقہ

-12 سرخ مرچ پسی ہوئی ایک کھانے کا چمچ یا حسب ذائقہ

-13 ہلدی آدھا چائے کا چمچ

-14 اجوائن ایک چائے کا چمچ پیس لیجئے

-15 بادیاں خطائی ایک سے دو پھول پسا ہوا

-16 دہی آدھا کلو

-17 دیسی گھی / کوکنگ آئل چوتھائی کپ

ترکیب

ایک باول میں دہی میں ادرک لہسن پیسٹ، پسا ہوا زیرہ، پسا ہوا دھنیا، پسا گرم مصالحہ، پسی سرخ مرچ، ہلدی، اجوائن، پسے بادیاں خطائی کے پھول ڈال کر اچھی طرح مکس کر کے اس میں قیمہ شامل کر کے اچھی طرح مکس کر کے کم از کم ایک گھنٹے یا رات بھر کے لئے ڈھک کر فرج میں رکھ دیجئے۔ جب قیمہ پکانا ہو تو ایک برتن میں گھی گرم کر کے ثابت زیرہ کڑکڑائیں اور پھر پیاز ڈال کر ہلکے گلابی ہونے پر سبز مرچیں ڈال کر ایک منٹ بھون کر دہی ملا قیمہ ڈال کر تیز آنچ پر مسلسل ہلاتے ہوئے چند منٹ بھونیں جب دہی میں ابال آنے لگے تو آنچ ہلکی کر کے ڈھک کر آدھا گھنٹہ پکنے دیجئے۔ درمیان میں وقفے وقفے سے چمچ چلاتے رہیں۔ پندرہ منٹ بعد نمک ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیجئے۔ آدھا گھنٹے بعد ڈھکن کھول کر دہی اور قیمے کا اضافی پانی اگر ہو تو بھون کر خشک کر لیجئے اور لیموں کا رس ڈال کر مکس کر کے سرونگ ڈش میں نکال کر ہرے دھنیے سے گارنش کر کے روٹی، پراٹھے یا نان سے کھائیں، کھلائیں، خوب لطف اٹھائیں.

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

لوبیا سلاد

سفید لوبیا500 گرام

آلو) کیوبز کاٹ لیں (دوعدد

تیز پات دوعدد

نمک حسب ذائقہ

ہری پیاز4-3عدد) باریک سلائس کرلیں(

شملہ مرچ) چوپ کرلیں (ایک عدد

پارسلے) چوپ کیا ہوا (کپ

چینی ایک چٹکی

ٹماٹر، سیاہ زیتون فیٹا چیز سجاوٹ کے لئے

ڈریسنگ کے لئے:

تیل کپ

زیتون کا تیل کپ

لہسن کا جوا) کوٹ لیں (ایک عدد

لیموں کا رس دو کھانے کے چمچے

نمک حسب ذائقہ

خشک اوریگینو ایک چائے کا چمچہ

کھیرے کے رائتے کے لئے:

کھیرا عدد

دہی 1 عدد

کریم کپ

شہد دو چائے کے چمچے

لہسن کا جوا) کوٹ لیں (ایک عدد

نمک اور سیاہ مرچ پاؤڈر حسب ذائقہ

پودینے کے پتے) چوپ کرلیں 10-8 (پتے

ترکیب

لوبیا کو رات بھر کے لئے پانی میں بھگو لیں۔اس کے بعد چھان کر خشک کرلیں۔اب ایک سوس پین میں لوبیا، آلو اور تیز پات ڈال کر اس میں حسب ضرورت پانی شامل کرلیں اور انہیں ابال لیں۔جب نرم ہو جائیں تو اس میں نمک شامل کرلیں۔ایک پیالی میں تیل، زیتون کا تیل، لہسن، لیموں کا رس، نمک اور خشک اوریگینو ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔

رائتہ بنانے کے لئے کھیرے کو چھیل کر کدوکش کرلیں اور اس کو دہی، کریم، شہد، لہسن اور نمک کے ساتھ مکس کر لیں۔اب ایک سرونگ بال میں لوبیا نکال لیں۔اس پر ڈریسنگ ڈالیں اور اچھی طرح مکس کرلیں۔اس کے بعد ہری پیاز، شملہ مرچ، پارسلے اور چینی ڈال کر اچھی طرح ملائیں۔2 گھنٹے کے لئے فریج میں ٹھنڈا کرلیں اور ٹماٹر، سیاہ زیتون فیٹا چیز سے سجا کر کھیرے کے رائتے کے ساتھ پیش کریں۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

تکہ بوٹی

تیار اوقت: 30 منٹ

پانے اوقت: 20 منٹ

افراد ے لیے:6

اجزا

گائے کا گوشت پانچ سو گرام

دہی آدھا کپ

پپیتا پیسٹ ایک چوتھائی کپ

لہسن دو چائے کے چمچ

ادرک ایک کھانے کا چمچ

لیموں کا رس ایک کھانے کا چمچ

گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ

ہری مرچ کا پیسٹ دو کھانے کے چمچ

)لال مرچ دو کھانے کے چمچ پسی ہوئی

نمک ایک چائے کا چمچ

گھی دو کھانے کے چمچ

ترکیب

ایک پیالے میں دہی، پپیتے کا پیسٹ، لہسن، ادرک، لیموں کا رس، گرم مصالحہ، ہری مرچ کا پیسٹ، لال مرچ اور نمک ڈال کر مکس کریں۔

اس مکسچر میں گوشت کو میری نیٹ کر لیں۔

پھر ان کو اسکیورز پر لگائیں اور گرل کریں۔

آخر میں برش کی مدد سے گھی لگائیں۔

مزے دار تکہ بوٹی کچومر کے ساتھ سرو کریں.

دھی بڑے

بیسن ---ڈیڑھ کپ

کھانے کا سوڈا ----ایک چوتھائی چائے کا چمچ

نمک ----حسب ذائقہ

کٹی ہوئی لال مرچ -----ایک کھانے کا چمچ

تیل ---فرائی کے لیے

چینی -----دو کھانے کے چمچ

چاٹ مصالحہ ----آدھا کھانے کا چمچ

دہی -----ایک پا

ترکیب

ایک پیالے میں بیسن کھانے کا سوڈا نمک اور کٹی ہوئی لال مرچ ڈال کر مکس کر لیں اور پانی ڈال کر گاڑھا آمیزہ بنا لیں -اب گرم تیل میں بڑے کی شکل میں ڈال کر فرائی کر لیں -سنہری ہو جانے پر کڑاہی سے نکال کر پانی میں ڈال دیں تا کہ تیل نکل جائے اور نرم ہو جائیں -دہی پھینٹ لیں نمک کٹی ہوئی لال مرچ چاٹ مصالحہ اور چینی ڈال کر مکس کر لیں -بڑے ہلکے ہاتھ سے نچوڑ کر دہی میں ڈال دیں -چاٹ اور کٹی ہوئی لال مرچ چھڑک کر پیش کریں-

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کلونجی کے فوائد ؛ جدید تحقیقات و تجربات

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کالے دانے یعنی) کلونجی (کا استعمال لازمی طور پر کیا کرو، کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔

سلسلہ احادیث صحیحہ ترقیم البانی:863

کلونجی ایک قسم کی گھاس کا بیج ہے۔اس کا پودا سونف سے مشابہ، خودرو اور چالیس سینٹی میٹر بلند ہوتا ہے۔ پھول زردی مائل، بیجوں کا رنگ سیاہ اور شکل پیاز کے بیجوں سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ انہیں پیاز کا ہی بیج

سمجھتے ہیں۔کلونجی کے بیجوں کی بو تیز اور شفائی تاثیر سات سال تک قائم رہتی ہے۔صحیح کلونجی کی پہچان یہ ہے کہ اگر اسے سفید کاغذ میں لپیٹ کر رکھیں تو اس پر چکنائی کے داغ دھبے لگ جاتے ہیں۔کلونجی کے بیج خوشبودار اور ذائقے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں اور اچار اور چٹنی میں پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے تکونے سیاہ بیج کلونجی ہی کے ہوتے ہیں، جو اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتے ہیں یہ سریع الاثر، یعنی بہت جلد اثر کرتے ہیں۔

اطبائے قدیم کلونجی اور اس کے بیجوں کے استعمال سے خوب واقف تھے۔معلوم تاریخ میں رومی ان کا استعمال کرتے تھے قدیم یونانی اور عرب حکما نے کلونجی کو روم ہی سے حاصل کیا اور پھر یہ پوری دنیا میں کاشت اور استعمال ہونے لگی۔طبی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم یونانی اطبا کلونجی کے بیج کو معدے اور پیٹ کے امراض، مثلاً ریاح،

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

گیس کا ہونا، آنتوں کا درد، کثرت ایام، استسقا، نسیان) یا داشت کی کمی (رعشہ، دماغی کمزوری، فالج اور افزائش دودھ کے لئے استعمال کراتے رہے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کتب سیرت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی شہد کے شربت کے ساتھ کلونجی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان کالے دانوں کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ ان میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے

کلونجی کی یہ ایک اہم خاصیت ہے کہ یہ گرم اور سرد دونوں طرح کے امراض میں مفید ہے، جب کہ اس کی اپنی تاثیر گرم ہے اور سردی سے ہونے والے تمام امراض میں مفید ہے، کلونجی نظام ہضم کی اصلاح کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ ریاح، گیس اور بدہضمی میں اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جن کو کھانے کے بعد پیٹ میں بھاری پن، گیس یا ریاح بھر جانے اور اپھارے کی شکایت محسوس ہوتی ہو، کلونجی کا سفوف تین گرام کھانے کے بعد استعمال کریں تو نہ صرف یہ شکایت جاتی رہے گی بلکہ معدے کی اصلاح بھی ہوگی۔

کلونجی کو سرکے کے ساتھ ملا کر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں سردیوں کے موسم میں جب تھوڑی سی سردی لگنے سے زکام ہونے لگتا ہے تو ایسی صورت میں کلونجی کو بھون کر باریک پیس لیں اور کپڑے کی پوٹلی بنا کر بار بار سونگنے سے زکام دور ہوجاتا ہے۔ اگر چھینکیں آرہی ہوں تو کلونجی بھون کر باریک پیس کر روغنِ زیتون میں ملا کر اس کے تین چار قطرے ناک میں ٹپکانے سے چھینکیں جاتی رہیں گی۔ کلونجی مدر بول) پیشاب آور (بھی ہے۔ اس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر پینے سے گردے اور مثانے کی پتھری بھی خارج ہوجاتی ہے۔

اگر دانتوں میں ٹھنڈا پانی لگنے کی شکایت ہو تو کلونجی کو سرکے میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

چہرے کی رنگت میں نکھار اور جلد صاف کرنے کے لئے کلونجی کو باریک پیس کر گھی میں ملا کر چہرے پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر روغن زیتون میں ملا کر استعمال کیا جائے تو اور زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ آج کل نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں کیل، دانوں اور مہاسوں کی شکایت عام ہے۔ وہ مختلف بازاری کریمیں استعمال کر کے چہرے کی جلد کو مزید خراب کر لیتے ہیں۔ ایسے نوجوان بچے بچیاں کلونجی باریک پیس کر، سرکے میں ملا کر سونے سے پہلے چہرے پر لیپ کریں اور صبح چہرہ دھولیا کریں۔ چند دنوں میں بڑے اچھے اثرات سامنے آئیں گے اس طرح لیپ کرنے سے نہ صرف چہرے کی رنگت صاف و شفاف ہوگی اور مہاسے ختم ہوں گے بلکہ جلد میں نکھار بھی آئے گا۔

جلدی امراض میں کلونجی کا استعمال عام ہے جلد پر زخم ہونے کی صورت میں کلونجی کو توے پر بھون کر روغن مہندی میں ملا کر لگانے سے نہ صرف زخم مندمل ہوجائیں گے بلکہ نشان دھبے بھی جاتے رہیں گے۔

جن خواتین کو دودھ کم آنے کی شکایت ہو اور ان کا بچہ بھوکا رہ جاتا ہو، وہ کلونجی کے چھے سات دانے صبح نہار منہ اور

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

رات سونے سے قبل دودھ کے ساتھ استعمال کرلیا کریں۔اس سے ان کے دودھ کی مقدار میں اضافہ ہوجائے گا۔ البتہ حاملہ خواتین کو کلونجی کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔جن خواتین کو ایام کم یا درد کے ساتھ آتے ہوں یا پیشاب کم یا تکلیف سے آتا ہو، وہ کلونجی کا سفوف تین گرام روزانہ استعمال کرلیا کریں اس شکایت جاتی رہے گی۔

آج کی مشینی زندگی اور جدید لوازمات نے انسان کو اعصابی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور ہر دوسرا انسان اعصابی دباؤ اور تناؤ میں مبتلا ہے۔ایسے لوگ کلونجی کے چند دانے روزانہ شہد کے ساتھ استعمال کرلیا کریں، چند دنوں میں خود کو بہتر محسوس کریں گے پیٹ اور معدے کے امراض، پھیپڑوں کی تکالیف اور خصوصا دمے کے مرض میں کلونجی بہت مفید ہے۔کلونجی کا سفوف نصف سے ایک گرام تک صبح نہار منہ اور رات کو سونے سے قبل ہمراہ شہد استعمال کروایا جاتا ہے۔یہ پرانی پیچش اور جنس امراض میں بھی مفید ہوتا ہے جن لوگوں کو ہچکیاں آتی ہوں وہ کلونجی کو سفوف تین گرام، کھانے کے ایک چمچ مکھن میں ملا کر استعمال کریں تو فائدہ ہوتا ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

انٹرویو

خدیجہ کشمیری
(سری نگر۔مقبوضہ کشمیر)

رومان: اصلی نام؟

جواب۔۔خدیجہ آغا

رومان: تاریخ پیدائش/شہر؟

جواب۔۔۔ضلع بڈگام کشمیر۔۔2مارچ1977۔

رومان: بہن، بھائی،اور آپ کا نمبر؟

جواب۔بھائی سات اور بہنیں آٹھ ہیں اور میں سب سے چھوٹی ہوں۔

رومان: تعلیم؟ کیا بننے کی خواہش تھی؟

جواب۔لکھاری بننے کا شوق تھا لیکن تب سری نگر میں حالات بہت زیادہ خراب تھے لکھنا حسرت ہی رہی۔۔

رومان: شادی ہوگئی؟ کب ہوئی؟

جواب۔ 26 جون 2002 میں ہوئی

رومان: لکھنے کا خیال کیسے آیا؟

جواب۔۔شادی کے بعد بچے ہوئے بیٹا اور بیٹی بڑے ہوگئے اپنے اردگرد دیکھتے تھے میرے دو بہنیں جاب کرتی اور ان کی ماں نہیں۔بچوں نے ضد شروع کردی آپ اپنی پہچان بتا۔وہی سے لکھنا شروع کیا۔

رومان: پہلی تحریر؟

جواب۔۔نازیہ

رومان: کونسی کہانی شہرت کی وجہ بنی؟

جواب۔کہانی لکھنے کی چاہ شہرت کا نہیں پتہ۔

رومان: اپنی تخلیق کردہ پسندیدہ کہانی؟ کردار؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جواب۔۔۔ہمارے خواب

رومان: آپ کا تحریری) مختصر (سفر نامہ؟

جواب۔۔۔ 2014 سے فیس بک ادبی گروپوں سے سیکھ رہی ہو۔فیس بک ادبی گروپوں کے اتار چڑاو دیکھے کسی فلمی منظر کی طرح۔ پڑھنے لکھنے کی چاہ دوبارا جاگ گ ء بچے بڑھے ہورہے ہیں ان کو بھی وقت دینا شوہر ساتھ اس بیچ کبھی کبھار ہی وقت ملتا ہے لکھنے کے کے۔میں بس فیس بک پر فال ہوا ور کئی نہیں۔

رومان: آپ کی فیلڈ کے بارے میں گھر والوں کی رائے؟

جواب۔۔خوش قسمت لڑکی اور میرے قلمی نام سے پکارنا خدیجہ کشمیری جو کہ میرے باعث مسرت ہے۔

رومان: پہلی کمائی؟ کتنی اور کہاں خرچ کی؟

جواب۔۔میری کمائی شوہر کی تنخواہ

رومان: تحریری دنیا سے متعلق اچھا/برا تجربہ؟ جواب۔۔۔۔۔زیادہ تر اچھے لوگوں کا ساتھ رہا اور لکھنے کے لے رہنمائی بھی کرتیر ہتے ہیں۔جب کبھی بھی میں نے لکھا سبھی ادبی دوستوں کے کہنے پر لکھا۔۔۔۔۔۔

رومان: فخر کا کوئی لمحہ؟

جواب۔ادبی دوستوں کا ساتھ جن کی وجہ سے لکھنے میں نکھار آنے لگا یے۔

رومان: اچھی یا بری خبر سب سے پہلے کس کو سناتی/سناتے ہیں؟

جواب۔۔۔۔۔شوہر کو۔۔

رومان: وقت سے پہلے کیا ملا؟

جواب۔۔آنسو۔۔

رومان: آپ اکثر سوچتی/ہیں؟

جواب۔لکھنے سے پہلے آپ کو ادبی سفر کے لئے صحیح رہنمائی چاہے۔اگر فیس بک ادبی گروپوں سے سیکھا میں نے قاری سمجھوں نا کہ لکھاری ہمیشہ سیکھنے کی چاہ ہونے چاہے ہاں اگر کچھ ادبی تجربہ ہیں وہ بے شک سب کے ساتھ بانٹوں۔

رومان: دنیا میں کوئی تبدیلی لانے کی خواہش؟

جواب۔۔کاش دنیا میں امن بھائی چارہ ہو۔

رومان: پاکستان کے بارے میں آپ کی سوچ؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جواب۔ادبی دنیا میں اپنی پہچان رکھتا ہے۔

رومان: سیاست؟

جواب۔معذرت خواہ جواب دینے سے قاصر ہو

رومان: آپ اکثر سوچتی/سوچتے ہیں؟

جواب۔۔زندگی کے حساس پہلو پر لکھنا سوچتی ہو بس یہ ایک حسرت ہے۔

رومان: کس لمحے نے زندگی بدل دی؟

جواب۔۔۔شادی نے

رومان: رائٹر نا ہوتیں تو کیا ہوتیں؟

جواب۔۔ڈائری لکھتی

رومان: پسندیدہ کتاب؟

جواب۔سفید گلاب

رومان: پسندیدہ رائٹر؟

جواب: شاہین کاظمی

رومان: پسندیدہ رسالہ؟

جواب۔۔تفہیم، ادب رنگ۔سات رنگ آن لائن میگزین

رومان: پسند کی فلم، ڈرامہ، گیت؟

جواب۔بچوں کا ٹی وی پر قبضہ ہے

رومان: پسندیدہ اداکار، موسیقار، ڈرامہ نگار؟

جواب۔بچوں کی اداکاری کس صفائی سے بات منواتے ہیں عقل حیران ہو جاتی ہے۔

رومان: فیس بک انٹرنیٹ انسٹا گرام سے آپ کی دلچسپی؟

جواب۔۔۔۔فیس بک اور انسٹا گرام دونوں چلاتی ہوں۔۔

رومان: محبت؟ نفرت؟

جواب۔۔محبت فنا ہونے کا نام ہے اور نفرت کھوکھلا پن

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

رومان: آپ کی کوئی عجیب وغریب خواہش؟

جواب۔میں اور میرا شوہر اور کسی کا ساتھ نہ ختا کہ بچے بھی نہیں اور میں شوہر پر لمبی آزاد نظم لکھوں۔

رومان: نئے لکھاریوں کے لیے کوئی مشورہ جوان کے لیے لکھتے وقت آسانی کا باعث بنے؟

جواب۔خود پر بھروسہ اور مطالعہ لکھنے کے لے بہت ضروری ہے۔

رومان: چند لفظوں میں اپنا تعارف بیان کرنا ہو تو؟

جواب۔۔آپ کے اس سفر میں آپ کا سب سے آہم ساتھی؟ جواب۔۔ادبی دوستوں کے بنا مانگے کتابیں جو زندگی کے بہت اہم پہلو سے روشناس کراتے ہیں۔احباب کی محبت وشفقت دیکھ کر بچپن یاد آنے لگتا ہے۔اب وہ ٹوکتے ہیں اب لکھنے کے لے سنجیدہ ہو جا بہت ہو گیا لاڈ۔

رومان: کوئی ایسا فین جس کے طرز عمل نے آپ کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہو؟

جواب۔۔میرا دھیمی رفتار دیکھ کر فاطمہ عبدالخلق نے میرا پیج بنایا اور لکھنے کی ترکیب دینے لگی تھی اسے نہیں پتہ تھا فیس بک پر پھوک پھوک کر چلنا ہوتا ہے بڑے بڑے خواتین پر کردار کشی ہوتے دیکھا ہے۔

رومان: ڈرامہ نگاری میں دلچسپی؟

جواب۔۔اب شوق جاگا ڈرامہ نگاری کا۔

رومان: کیا محبت اندھی ہوتی ہے؟

جواب۔محاورا یا دآیا دل آیا خری تو پری کیا چیز ہیں

جی ہاں محبت آندھی ہوتی ہے۔۔۔۔

رومان: کس جگہ بیٹھ کر لکھنا پسند ہے؟ کاغذ قلم استعمال کرتی ہیں یا ٹیکنالوجی؟

جواب۔۔۔ٹیکنالوجی

رومان: کھانا بنانا آتا ہے؟ پسندیدہ ڈش؟

جواب۔۔جی بنانا آتا ہے بریانی میرے بیٹے کو بہت پسند ہے۔

رومان: پسندیدہ شاعر؟ انکا کوئی شعر؟

جواب۔علامہ اقبال

خودی کو کر بلند کہ ہر تقدیر سے پہلے☆☆☆☆☆ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

انٹرویو

یاسمین وقار

(جدہ۔سعودی عرب)

رومان: اصلی نام؟

جواب۔۔۔یاسمین محمد نواز

رومان: تاریخ پیدائش/شہر؟

جواب۔۔۔ مارچ

رومان: بہن، بھائی، اور آپ کا نمبر؟

جواب۔۔۔ 3 بھائی اور مجھ سمیت 3 بہنیں اور بھائیوں بہنوں میں 2 نمبر پر ہوں

رومان: تعلیم؟ کیا بننے کی خواہش تھی؟

جواب۔۔۔اے لیولز کے بعد ٹیچر ٹریننگ ڈپلومہ کیا۔ ویسے تو ہمیشہ سے ڈاکٹر بننے کی خواہش تھی لیکن شاید نصیب میں نہیں تھا

رومان: شادی؟

جواب۔۔۔الحمدللہ سے شادی بھی ہو چکی ہے اور ایک پیاری سی بیٹی بھی ہے

رومان: لکھنے کا خیال کیسے آیا؟

جواب۔۔۔تقریباً ایک سال پہلے میں نے اپنی سہیلیوں کی خواہش پر ان کے لیے لکھا تو سب نے بہت زیادہ پسندیدگی کا اظہار کیا اور مزید لکھنے کی تلقین بھی کی اور اس طرح میرا لکھنے لکھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا

رومان: پہلی تحریر؟

جواب۔۔۔دن رات تم کو فقط تم کو مجھے سوچنا ہے۔۔۔

آخری سانس تک تیرا ہی ہو کر رہنا ہے۔۔۔

میری فرصت بھی تم سے ہے۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میرا ہر کام بھی تم سے ہے۔۔۔

درد بھی تم سے ہے

مرہم بھی تم سے ہے

روگ بھی تم سے ہے

شفا بھی تم سے ہے

مرض بھی تم سے ہے

دوا بھی تم سے ہے

ہر لمحہ تم سے ہے

عمر بھر کے لیے ٹھہر جانا بھی اب تم سے ہے

اب دل پے ہاتھ رکھ کہ سن لو جاناں۔۔۔

آخری نکلتی ہوئی سانس بھی

اب تم سے ہے۔

رومان: کونسی کہانی شہرت کی وجہ بنی؟

جواب۔۔۔ابھی تک میں نے کوئی کہانی نہیں لکھی

رومان: آپ کا تحریری) مختصر (سفرنامہ؟

جواب۔۔۔آج تک کوئی سفر اتنا روح پرور نہیں گزرا کے جس کے بارے میں لکھ سکوں

رومان: آپ کی فیلڈ کے بارے میں گھر والوں کی رائے؟

جواب۔۔۔گھر والے شروعات میں کافی حیران ہوئے لیکن اس کے بعد بہت زیادہ سراہا اور داد بھی دی

رومان: پہلی کمائی؟ کتنی اور کہاں خرچ کی؟

جواب۔۔۔میری پہلی کمائی ٹیچنگ سے ہوئی تھی تقریبا کوئی چالیس ہزار روپے اور میں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ کھانے پینے اور گھومنے پھرنے میں خرچ کیے تھے

رومان: تحریری دنیا سے متعلق اچھا/برا تجربہ؟

جواب۔۔۔اللہ کے فضل و کرم سے آج تک کوئی برا تجربہ نہیں ہوا اور اچھا تجربہ یے تھا کہ سب نے میرے لکھے ہوئے اشعار کو بہت پسند کیا اور سب سے بہت زیادہ پیار دیا اور عزت دی

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

رومان: فخر کا کوئی لمحہ؟

جواب۔۔۔جب اچانک سے کوئی یے آ کر کہے کہ آپ کی لکھی ہوئی تحریریں بہت اچھی ہیں اور ہم پڑھتے بھی ہیں اور اپنے جاننے والوں کو بھی پڑھاتے ہیں

رومان: اچھی یا بری خبر سب سے پہلے کس کو سناتی/سناتے ہیں؟

جواب۔۔۔ہر خبر سب سے پہلے اپنے شوہر کو اور چھوٹی بہن کو بتاتی ہوں

رومان: وقت سے پہلے کیا ملا؟

جواب۔۔۔وقت سے پہلے میں سمجھتی ہوں کہ کچھ نہیں ملتا جو بھی ملتا ہے سہی وقت پے ملتا ہے اور مجھے بھی جو کچھ ملا سہی وقت پے ملا

رومان: آپ اکثر سوچتی/سوچتے ہیں؟

جواب۔۔۔جی بلکل میں اکثر کچھ نا کچھ سوچتی رہتی ہوں اور اسی وجہ سے مجھے لکھنے کے لیے مواد ملتا رہتا ہے

رومان: دنیا میں کوئی تبدیلی لانے کی خواہش؟

جواب۔۔۔میری بس یہی خواہش ہے کہ دنیا بھر میں ہر طرف صرف اور صرف پیار محبت کی باتیں ہوں اور نفرتوں کے سارے بت گرا دیے جائیں

رومان: پاکستان کے بارے میں آپ کی سوچ؟

جواب۔۔۔پاکستان کو میں امن کا گہوارا اور ایک خوشحال ترین ملک بنتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں

رومان: سیاست؟

جواب۔۔۔سیاست میں کوئی خاص دلچسپی نہیں بس اتنی کے حالات سے آگاہ رہنے کی کوشش کرتی ہوں

رومان: کس لمحے نے زندگی بدل دی؟

جواب۔۔۔ایسے بہت سے لمحات ہیں اور اس لیے کسی ایک کا بتانا انتہائی مشکل ہے

رومان: رائٹر نا ہوتیں/ہوتے تو کیا ہوتیں/ہوتے؟

جواب۔۔۔اگر رائٹر نا ہوتی تو پھر ٹیچر ہی ہوتی

رومان: پسندیدہ کتاب؟پسندیدہ رائٹر؟پسندیدہ رسالہ؟

جواب۔۔۔پسندیدہ کتاب یا رسالہ تو فل حال کوئی نہیں ہاں البتہ پسندیدہ رائٹر ہیں جون ایلیا جن کے لکھے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اشعار میں اکثر پڑھتی ہوں

رومان: پسند کی فلم، ڈرامہ، گیت؟

جواب۔۔۔پسندیدہ فلم اور گیت تو کوئی نہیں البتہ پیارے افضل ڈرامہ بہت پسند آیا تھا

رومان: پسندیدہ اداکار، موسیقار، ڈرامہ نگار؟

جواب۔۔۔پسندیدہ اداکار اور ڈراما نگار تو کوئی بھی نہیں باقی موسیقار فلک شبیر کے گانے مجھے پسند ہیں

رومان: فیس بک انٹرنیٹ انسٹاگرام سے آپ کی دلچسپی؟

جواب۔۔۔میں سمجھتی ہوں کہ آج کل کے دور میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا انتہائی ضروری ہے اور اس لیے فیس بک پر میرا ایک پیج اور گروپ بھی ہے

رومان: محبت؟ نفرت؟

جواب۔۔۔محبت ہر جگہ ہر طرف ہر کسی سے

رومان: آپ کی کوئی عجیب وغریب خواہش؟

جواب۔۔۔بس ایک کے افواج پاکستان میں شامل ہوتی

رومان: نئے لکھاریوں کے لیے کوئی مشورہ جوان کے لیے لکھتے وقت آسانی کا باعث بنے؟

جواب۔۔۔جو دل میں آئے وہ لکھیں اور اپنا لکھا ہوا سب سے پہلے آپ کو بذات خود پسند ہونا چاہیئے

رومان: چند لفظوں میں اپنا تعارف بیان کرنا ہو تو؟

جواب۔۔۔بہت ہی کم گو اور پیار محبت سکون سے زندگی بسر کرنے والی

رومان: آپ کے اس سفر میں آپ کا سب سے آہم ساتھی؟

جواب۔۔۔لکھنے لکھانے کے اس سفر میں میرا ساتھی میرا چھوٹا بھائی کامران ہے جو میرے سوشل میڈیا کے معاملات کو سنبھالتا ہے

رومان: کوئی ایسا فین جس کے طرز عمل نے آپ کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہو؟

جواب۔۔۔ایک ایسا فین ہے جس نے اپنے لیپ ٹاپ اور موبائل کے وال پیپرز پے میرے لکھے ہوئے اشعار کی تصاویر سجا رکھی ہیں

رومان: ڈرامہ نگاری میں دلچسپی؟

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

جواب۔۔۔دلچسپی تو ہے اور امید ہے آنے والے دنوں میں لکھنے کی کوشش بھی کروں

رومان: کیا محبت اندھی ہوتی ہے؟

جواب۔۔۔جی بلکل دونو آنکھوں سے اندھی ہوتی ہے بس ایک احساس کا رشتا ہوتا ہے جو کسی سے بھی جڑ جاتا ہے

رومان: کس جگہ بیٹھ کر لکھنا پسند ہے؟ کاغذ قلم استعمال کرتی ہیں یا ٹیکنالوجی؟

جواب۔۔۔بیشتر اوقات اپنے ہی کمرے میں بیٹھ کے لکھتی ہوں اور کاغذ قلم اور ٹکنالوجی دونوں کا مشترکہ استعمال کرتی ہوں

رومان: کھانا بنانا آتا ہے؟ پسندیدہ ڈش؟

جواب۔۔۔جی بلکل کھانا بنانا آتا ہے اور الحمدللہ سب کھا لیتی ہوں اور سارے کھانے پسند ہیں

رومان: پسندیدہ شاعر؟ انکا کوئی شعر؟

جواب۔۔۔میرے سب سے زیادہ پسندیدہ شاعر جو کے ہمارے قومی شاعر بھی ہیں علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور پسندیدہ شعر ہے

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں می

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ادبی خبریں

حلقہ اربابِ ذوق، لاہور، حالیہ سیشن کا سترہواں اجلاس سیکرٹری حلقہ عقیل اختر اور جوائنٹ سیکرٹری بابر ریاض نے پاک ٹی ہاؤس، لاہور میں منعقد کرایا

اتوار، 22 جولائی 2018، کی شام حلقہ اربابِ ذوق، لاہور، حالیہ سیشن کا سترہواں اجلاس سیکرٹری حلقہ عقیل اختر اور جوائنٹ سیکرٹری بابر ریاض نے پاک ٹی ہاس، لاہور میں منعقد کرایا۔ نوے کی دہائی کے تین اہم شعرا کے عنوان سے منعقد کیے گئے اِس خصوصی اجلاس کی صدارت معروف نثر نگار اور شاعر زاہد مسعود نے کی۔ بابر ریاض کی پیش کردہ گزشتہ اجلاس کی کاروائی کی توثیق کے بعد صاحبِ صدارت نے اجلاس کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اِس خصوصی اجلاس میں نوے کی دہائی میں سامنے آنے والے تین شعرا کو مدعو کیا گیا تھا جن میں نوید صادق، شاہد ماکلی اور شناور اسحاق شامل تھے۔ سب سے پہلے نوید صادق کے حوالے سے ڈاکٹر یونس خیال نے اپنا مضمون نوید صادق کی غزل کی انفرادیت پیش کیا۔ مضمون کے بعد نوید صادق نے اپنے تخلیقی سفر کے بارے میں گفتگو کی اور حاضرین کو اپنا کلام سنایا۔ نمونہ کلام یہ ہے، بہت اداس ہوں خود سے مکرنا چاہتا ہوں۔۔ میں اگلوں پچھلوں کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔ نوید صادق کے کلام کے بعد غلام حسین ساجد نے شاہد ماکلی کے حوالے سے اپنا مضمون یہ ایک عالمِ اسرار کا تماشہ ہے پیش کیا۔ جس کے بعد شاہد ماکلی نے اپنے شعری سفر پر اظہارِ خیال کیا اور اپنا کلام پیش کیا۔ نمونہ کلام یوں ہے۔ فصیلیں بیچ میں حائل ہیں آپ کیا جانیں۔۔ ہوا کے اپنے مسایل ہیں آپ کیا جانیں۔ شاہد ماکلی کے بعد شناور اسحاق کی شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر ابرار احمد نے اپنا مضمون پیش کیا۔ جس کے بعد شناور اسحاق نے اپنے شعری سفر کے بارے میں گفتگو کی اور اپنا کلام پیش کیا۔ نمونہ کلام یوں ہے۔ سینہ سینہ سانسوں کے بٹوارے چلتے رہتے ہیں۔۔ آشاں کے سندر بن میں آرے چلتے رہتے ہیں۔ تینوں شعرا کے کلام پر حاضرین نے خوب داد دی۔ اِس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ عام روش سے ہٹ کر، تینوں شعرا پر ان کے سینئرز کی طرف سے مضامین پیش کیے گئے، اِن تینوں کے کام کے ہر پہلو پر بات کی گئی اور اِن کے کام کو سراہا گیا۔ اِس خصوصی اجلاس میں شاعروں، ادیبوں اور حلقہ کے ممبران کی کثیر تعداد موجود تھی۔ آخر میں صاحبِ صدارت نے اپنے تاثرات پیش کیے۔ صاحبِ صدارت کی گفتگو کے بعد سیکرٹری حلقہ کی جانب سے صاحب صدارت، مہمان شعرا اور حاضرین سے اظہارِ تشکر کے ساتھ ہی اجلاس اختتام پذیر ہو گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

مشہور و معروف رائٹر نایاب جیلانی کے شوہر گزشتہ دنوں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گے۔
اِناللہِ وِنااِلیہِ راجِعو ن۔

مشہور و معروف رائٹر نایاب جیلانی کے شوہر گزشتہ دنوں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گے۔ِناللہِ وِنااِلیہِ راجِعو ن۔اللہ تعالی انکے گھر والوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ماہنامہ رومان ڈائجسٹ اہلِ خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحوم کی بلند درجات کیلیے دعا گو ہے۔

بقیہ حصہ (عید کا چاند نظر آ گیا)

اس لئے۔۔فریحہ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔۔۔اذان علی نے فریحہ کی نم آنکھیں صاف کیں۔۔دیکھیں نہ ہمیشہ خوش رکھنے کا کہا تھا آپ نے اور اب۔۔اچھا چھوڑو یہ سب باتیں۔۔تم آج مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اک فوجی کو کیوں پسند کیا؟۔۔اذان نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔۔مجھے ہمیشہ سے پاکستان آرمی پسند ہے۔۔۔میں بچپن سے ہی اس وردی کی دیوانی رہی ہوں اور ان سے پہلے مجاہدین جن سے مجھے بے حد محبت و عقیدت رہی۔۔۔فریحہ جوش سے بولی۔۔۔

اچھا بھئی ایسا بھی کیا جس کی وجہ سے آپ کو مجاہدین اور وردی سے پیار ہے؟۔۔۔اذان علی نے اس کا جوش دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

میں بہت چھوٹی تھی نانو گھر گئی ہوئی تھی کیوں یہ سب یاد نہیں۔۔۔بس اتنا یاد ہے رات کا وقت تھا میں اور میری کزن ہم دونوں چھت پر چہل قدمی کر رہیں تھیں۔۔۔نانو کا گھر گاوں میں تھا ان کے گاوں کے چوک میں لکھا ہوا تھا زبیر اختر شہید۔دیوار پر بھی لکھا ہوا تھا۔۔۔اور ان کا گھر ہماری نانو کے گھر کے سامنے تھا۔۔۔کزن نے ہی بتایا کہ اس کو اس کے گھر والوں نے جانے نہیں دیا آرمی میں تو وہ بھاگ گیا تھا گھر سے مجاہدین میں اور شہید ہو کر آیا۔۔۔بس تب ہی میں بھی کہا مجھے بھی بڑے ہو کر مجاہدین میں یا آرمی میں جانا ہے۔۔۔اگر امی ابو نے نہ بھیجا تو میں بھاگ جانا ہے۔۔۔مجھے شہید ہونے کا بہت شوق ہے۔۔۔۔میرا خواب تو پورا نہیں ہو سکا لیکن میرے اس خواب کی تعبیر بن کر آپ آئے ہیں۔۔۔بتاتے بتاتے فریحہ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔۔مگر ان آنکھوں میں ایک انوکھی چمک تھی۔۔۔اذان علی مبہوت سا اسے سن رہا تھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

پھر میرا خواب تھا کہ میری شادی کسی فوجی سے ہو۔۔۔۔۔فریحہ نے فوجیوں سے اپنی محبت وعقیدت ظاہر کی۔۔۔۔۔

اچھا اگر میں فوجی نہ ہوتا تو کیا آپ مجھ سے شادی کرتیں؟۔۔۔اذان علی کے سوال پر کچھ لمحوں کی خاموشی ہوئی۔۔۔۔۔

یہ تو قسمت کے فیصلے ہیں اذان اس میں انسان بے بس ہوتا ہے۔۔۔۔۔اور مجھے کیا پتا تھا کہ اک دن یہی وردی جس سے مجھے بے پناہ محبت ہے یہ اتنا رولائے گی مجھے۔۔۔۔۔فریحہ رونے لگی۔۔۔۔

ایسا نہیں کہتے پاگل تمہیں تو فخر ہونا چاہیئے کہ تم ایک شہید کی بیوہ اور ایک شہید کے بیٹے کی ماں ہو اور یہ فخر ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا۔۔

اذان علی نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اور مجھے اس پر ناز بھی ہے اذان بہت زیادہ۔۔۔۔فریحہ نے فخر سے کہا۔۔۔۔

اک بار پھر سے کمرے کی بتی ٹک کر کے جل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسکان اندر آئی۔۔۔

ایبا یہ موذن چپ نہیں کر رہا۔۔۔۔مسکان نے فریحہ کو موذن کی شکایت کی۔۔۔۔۔

لاو ادھر دو اسے مجھے اس کا فیڈر بھی دے دو۔۔۔۔فریحہ نے اپنے 5 ماہ کے بیٹے کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

مسکان بتی بجھا جانا میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

****

فون کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔

فریحہ نے فون اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔

السلام علیکم ! کیا آپ کیپٹن اذان علی کی زوجہ بات کر رہی ہیں؟

وعلیکم سلام !جی ہاں، میں ان کی زوجہ بات کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔فریحہ نے رشتے کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا۔

جی میں میجر زبیر بات کر رہا ہوں۔۔۔۔مجھے یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ کیپٹن اذان علی نے آج صبح اپنی ڈیوٹی کے دوران کئی دہشت گردوں کو جہنم واصل کرتے ہوئے خود جام شہادت نوش کیا ہے۔۔۔۔

انا اللہ وانا الیہ راجعون

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

اور آپ کو یہ فخر حاصل ہوا ہے کہ آپ ملک کے ایک بہادر شہید سپوت کی زوجہ ہیں۔۔۔۔۔۔

فریحہ کے کان جیسے کچھ بھی سننے کی سکت کھو گئے۔۔۔۔۔۔

اس کے پیروں تلے زمین کھینچ لی ہو کسی نے۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ سے فون گر گیا۔۔۔۔۔۔

اسے بس رہ رہ کر اذان علی کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

اللہ حافظ اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔۔۔اذان علی کے یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔۔۔

اذان۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔آ آ آپ مجھے چھوڑ کر ایسے کیسے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

میں کہیں چھوڑ کر نہیں گیا۔۔۔۔فریحہ مت بھولو۔۔۔جو شہید کی موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔۔۔۔۔

فریحہ کو ایسا لگا جیسے اذان کی آواز اس کے آس پاس سے آئی ہو۔۔۔۔

وہ بے اختیار ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

فریحہ بیٹا۔۔۔۔عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔۔۔،۔فریحہ کی امی نے سیڑھیاں اترتے ہوئے اعلان کیا۔۔۔۔۔۔

مسکان نے شور مچا دیا۔۔۔۔عید کا چاند نظر آ گیا۔۔۔۔۔۔عید کا چاند نظر آ گیا۔۔۔۔۔

****

ذرا ادھر تو دیکھو موذن بیٹا۔۔۔۔۔اذان علی نے فریحہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔

آپ کی طرح ہے نہ دیکھیں کتنا پیارا ہے۔۔۔۔۔۔فریحہ نے اذان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔۔۔

ہاں ! لیکن اس کی آنکھیں تمہاری طرح ہیں۔۔۔۔۔۔ویسے بھی تم بھی روتی رہتی ہو اور یہ بھی تمہاری طرح روتا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذان نے فریحہ کو چڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اچھا چھوڑیں ! کوئی اور بات کریں۔۔۔۔۔فریحہ نے اکتاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہمارا بیٹا بڑا ہو کر کیا بنے گا؟۔۔۔۔۔

فوجی بنے گا۔۔۔۔آرمی میں جائے گا۔۔۔۔فریحہ نے موذن کے مستقبل کے بارے میں بتاتے ہوئے اذان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اب فریحہ اور اذان ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ مسکان کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

عید کا چاند نظر آ گیا۔۔۔۔۔

عید کا چاند نظر آ گیا۔۔۔۔۔۔

فریحہ نے دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

اور مڑ کر اپنے سامنے دیکھا اب ادھر اذان نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

موذن کو اٹھایا بیڈ پر ڈالا اور اذان علی کی وردی نکالی۔۔۔۔۔۔اور ساتھ لگا کر سو گئی۔

Downloaded from https://paksociety.com